سلسلۂ نصابیات علمیہ جامعۂ عثمانیہ

طبقات کبیر

جزو ثانی

تصنیف

محمد بن سعد کاتب الواقدی

ترجمہ

مولانا عبداللہ العمادی صاحب
(سابق رکن سررشتۂ تالیف و ترجمہ جامعۂ عثمانیہ)

سنہ ۱۳۶۳ھ م سنہ ۱۳۵۳ف م سنہ ۱۹۴۴ء

دارالطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

فہرست مضامین

طبقات ابن سعد جزو ثانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رب انعم علی فرد

جزو ثانی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات و سرایا

نام و تاریخ

سواری و سامان

موسیٰ بن عقبہ سے روایت ہے کہ ستائیس (۲۷) غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود جہاد فرمایا، سینتالیس (۴۷) سرایا بھیجے، اور نو (۹) غزوات میں اپنے ہاتھ سے قتال فرمایا۔

(۱) بدر (۲) احد (۳) مریسیع (۴) خندق (۵) قریظہ (۶) خیبر (۷) فتح مکہ (۸) حنین (۹) طائف۔ اس تعداد پر اجماع ہے۔

بعض روایتوں میں ہے کہ آنحضرتؐ نے بنی نضیر کے غزوے میں بھی قتال فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے اُسے آپ کے لئے خصوصیت کے ساتھ نفل قرار دیا تھا، خیبر سے
۲ واپس آتے ہوئے وادی القریٰ میں بھی قتال فرمایا، اور آپ کے بعض اصحاب مقتول ہوئے، غابہ میں بھی قتال فرمایا۔

راویوں کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکّے سے ہجرت فرمائی ہے تو دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول کو مدینے تشریف لائے، اسی پر اجماع ہے، اور یہ روایت بعض آپ ۲ ربیع الاول کو تشریف لائے۔

ماہ رمضان میں ہجرت کے ساتویں مہینے وہ سب سے پہلا علم جو آنحضرت نے حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم کو عنایت فرمایا، اُس کا رنگ سفید تھا، ابو مرثد کناز بن الحصین الغنوی نے اسے اٹھایا جو حمزہ بن عبدالمطلب کے حلیف تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس مہاجرین کے ساتھ انھیں روانہ فرمایا، بعض کا قول ہے، نصف مہاجرین تھے، نصف انصار، لیکن اجماع اسی پر ہے کہ سب مہاجرین تھے، بدر میں انصار کو ساتھ لے کے جب تک آپ نے غزوہ نہیں فرمایا اُس وقت تک کسی انصاری کو کسی میدان میں نہیں بھیجا۔

انصار نے شرط کرلی تھی کہ اپنے شہر (مدینے) ہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کریں گے۔

ہمارے نزدیک یہی ثابت ہے۔

حمزہ قافلۂ قریش کے روکنے کے لئے روانہ ہوئے۔

یہ قافلہ شام سے آیا تھا، اس میں تین سو آدمی تھے، ابوجہل بن ہشام ہمراہ تھا۔

یہ لوگ (یعنی مہاجرین) عیص کی جانب سے سمندر کے ساحل تک پہنچ گئے، فریقین کی مڈبھیڑ ہوئی، یہاں تک کہ سب نے لڑنے مرنے کے لیے صفیں باندھ لیں۔

مجدی بن عمرو الجہنی جو فریقین کا حلیف تھا کبھی ان لوگوں کی طرف جانے لگا اور کبھی اُن لوگوں کی طرف۔ یہاں تک کہ وہ اُن کے درمیان حائل ہو گیا، انھوں نے قتال نہیں کیا۔ ابوجہل اپنے ساتھیوں اور قافلے کے ہمراہ مکّے کی طرف روانہ ہو گیا، حمزہ بن عبدالمطلب اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مدینے واپس ہوئے۔

سریۂ عبیدة بن الحارث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے آٹھویں مہینے شروع شوال میں عبیدة بن الحارث بن المطلب بن عبد مناف کا رابغ کی جانب وہ سریہ ہے جس میں لوائے ابیض (علم سفید) ان کے لئے نامزد کیا گیا تھا اس کو مسطح بن اثاثہ بن المطلب بن عبد مناف لئے ہوئے تھے جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساٹھ مہاجرین کے ہمراہ بھیجا تھا ان میں کوئی انصاری نہ تھا۔

وہ ابوسفیان بن حرب سے ملا ان کے ہمراہ دو سو اہل قریش تھے، وہ ایک پانی کے مقام پر تھا جس کا نام احیاء تھا جو جحفہ سے دس میل پر رابغ کا حصہ ہے۔ (یہ فاصلہ اس صورت میں ہے) جبکہ بائیں ہاتھ کے راستے سے قدید کا ارادہ کیا جائے، وہ لوگ صرف اس لئے سیدھے راستے سے پھرے تھے کہ اپنے سواری کے اونٹوں کو چرائیں۔

ان میں تیراندازی ہوئی، انھوں نے تلواریں نہیں کھینچیں اور نہ قتال کے لیے صف بستہ ہوئے۔ ان لوگوں کے درمیان تیراندازی صرف اس لئے ہوئی کہ سعد بن ابی وقاص نے اس روز ایک تیر پھینک دیا تھا وہ سب سے پہلا تیر تھا جو اسلام میں پھینکا گیا، دونوں فریق اپنی اپنی جائے پناہ میں واپس ہوئے۔ ۳

ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ اس جماعت کا سردار عکرمہ بن ابی جہل تھا۔

سریۂ سعد بن ابی وقاص

ذی القعدہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے نویں ماہ کے

شروع میں الخرّار کی طرف سعد بن ابی وقاص کا سریہ ہوا جس میں لوائے ابیض (علم سفید) ان کے لیے نامزد کیا گیا تھا جسے المقداد بن عمرو البہرانی اٹھائے ہوئے تھے، انہیں آپ نے بیس مہاجرین کے ہمراہ بھیجا تھا کہ قافلۂ قریش کو روکیں جو ان کی طرف سے گذرے، ان سے یہ عہد لیا تھا کہ وہ الخرّار سے آگے نہ بڑھیں۔ الخرار ان چند کنوؤں کا نام ہے جو الجحفہ سے مکے کی طرف جانے میں المحجہ کی بائیں جانب خم کے قریب ملتے ہیں، سعد کہتے ہیں کہ ہم لوگ پیادہ روانہ ہوئے، دن کو کمین گاہ میں پوشیدہ ہو جاتے تھے اور رات کو چلتے تھے یہاں تک کہ جب ہمیں پانچویں صبح ہوئی تو قافلے کے متعلق علم ہوا کہ وہ شب ہی کو گذر گیا، ہم مدینہ لوٹ آئے۔

غزوۂ الابواء

آغاز صفر میں ہجرت کے گیارہویں مہینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوۂ الابواء ہے۔ آپ کا علم حمزہ بن عبد المطلب نے اٹھایا اور وہ سفید تھا۔ آپ نے مدینے پر سعد بن عبادہ کو خلیفہ بنایا اور صرف مہاجرین کے ہمراہ روانہ ہوئے جن میں کوئی انصاری نہ تھا، آپ قافلۂ قریش کو روکنے کے لئے الابواء پہنچے مگر جنگ کی نوبت نہ آئی، یہی غزوۂ ودّان ہے اور آپ دونوں مقام الابواء و ودان پر وارد ہوئے، ان دونوں میں چھ میل کا فاصلہ ہے، یہ سب سے پہلا غزوہ ہے جسے بہ نفس نفیس آپ نے کیا۔

اسی غزوے میں آپ نے مخشی بن عمرو الضمری سے جو آپ کے زمانے میں بنی ضمرہ کا سردار تھا ان شرائط پر مصالحت فرمائی کہ نہ آپ بنی ضمرہ سے جنگ کریں گے اور نہ وہ آپ سے لڑیں گے نہ آپ کے خلاف لشکر جمع کریں گے اور نہ دشمن کو مدد دیں گے، آپ کے اور ان کے

درمیان ایک عہد نامہ تحریر کیا گیا (اور خضرمی کی کتاب میں سے ہیں) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کی جانب مراجعت فرما ہوئے۔ اس طرح آپ پندرہ روز سفر میں رہے۔

کثیر بن عبداللہ المزنی اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ الابواء کے سب سے پہلے غزوہ میں جہاد کیا۔

غزوۂ بُواط

ہجرت کے تیرھویں مہینے شروع ربیع الاول میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوۂ بُواط ہے۔ آپ کا جھنڈا سفید تھا اور سعد بن ابی وقاص لئے ہوئے تھے۔ آنحضرتؐ نے مدینے میں سعد بن معاذ کو اپنا خلیفہ بنایا، اور دو سو اصحاب کے ہمراہ اس قافلۂ قریش کو روکنے کے لئے نکلے جس میں امیہ بن خلف الجمحی کے ساتھ سو آدمی قریش کے اور ڈھائی ہزار اونٹ تھے۔

آپ بُواط پہنچے یہ جگہ جُہینہ کے پہاڑی سلسلے میں علاقہ رضوی اور شام کے راستے کے متصل ذی خشب کے قریب ہے، بواط اور مدینے کے درمیان تقریباً چار بُرد (اڑتالیس میل) کا فاصلہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کی نوبت نہ آئی اور آپؐ مدینہ مراجعت فرما ہوئے۔

غزوۂ تلاش کرز بن جابر الفہری

اسی ماہ ربیع الاول کے شروع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرز بن جابر الفہری کی تلاش میں غزوہ ہے۔ آپ کا جھنڈا سفید تھا جو علی بن ابی طالب نے اٹھایا تھا۔ مدینے میں زید بن حارثہ کو اپنا خلیفہ بنایا۔

کرز بن جابر نے مدینے کی چراگاہ کو لوٹا تھا، اور جانوروں کو ہنکا لے گیا تھا، وہ ڈاہنے

جانور) انجاء میں چرا آتا تھا، مدینے کی چراگاہ ایک جگہ تھی جہاں لوگ اپنے جانور چراتے تھے،
انجار ایک پہاڑ ہے جو العقیق کے علاقے سے الجرف تک پھیلا ہے، اس کے
اور مدینے کے درمیان تین میل کا فاصلہ ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے تلاش کرتے ہوئے اس وادی میں پہنچے
جس کا نام سفوان تھا، جو بدر کے نواح میں ہے، کرز بن جابر اس وادی سے
چلا گیا تھا، آپ اس سے نہ ملے اور مدینہ واپس تشریف لائے۔

غزوۂ ذی العشیرہ

جمادی الاخری میں ہجرت کے سولھویں مہینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
غزوۂ ذوالعشیرہ ہوا، علم نبوی جو سفید تھا حمزہ بن عبدالمطلب نے اٹھایا،
آپؐ نے مدینے میں ابوسلمہ بن عبد الاسد المخزومی کو اپنا جانشین بنایا،
اور ڈیڑھ سو یا بروایت دیگر دو سو مہاجرین کے ساتھ روانہ ہوئے،
آپؐ نے ہمراہ چلنے کے لئے کسی پر جبر نہیں کیا، کل تیس اونٹ تھے
جن پر لوگ باری باری سوار ہوتے تھے
قافلۂ قریش نے جب سفر شام شروع کیا تو آپ اس کے روکنے کے لئے نکلے، آپ کے پاس مکے سے
قافلہ روانہ ہونے کی خبر آئی تھی کہ اس میں قریش کا مال لدا تھا، آپ
ذوالعشیرہ پہنچے جو ینبوع کے علاقے میں بنی مدلج کا ہے، اور ینبوع اور
مدینے کے درمیان نو برد (۱۰۸ میل) کا فاصلہ ہے، اس قافلے کے متعلق
جس کے لئے آپ نکلے تھے معلوم ہوا کہ چند روز قبل جا چکا ہے، یہ وہی قافلہ
تھا کہ جب شام سے لوٹا تو آپ اس کے ارادے سے نکلے مگر وہ سمندر کے
کنارے سے نکل گیا، قریش کو اس کی خبر پہنچی تو وہ اس کی حفاظت
کے لئے روانہ ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بدر میں ملے،
آپ نے ان پر حملہ کیا اور جسے قتل ہونا تھا وہ قتل ہوئے۔

ذی العشیرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ بن ابی طالب کی
کنیت ابوتراب مقرر فرمائی، یہ اس لیے کہ آپؐ نے اُنھیں اس طور پر ٥
سوتا ہوا دیکھا کہ وہ غبار میں آلودہ ہیں، آپؐ نے فرمایا کہ اے ابوتراب
بیٹھ جاؤ، وہ بیٹھ گئے، اسی غزوے میں آپؐ نے بنی مدلج اور اُن کے
اُن حلفاء سے جو بنی ضمرہ میں سے تھے صلح فرمائی، پھر آپؐ مدینے کی طرف
واپس ہوئے اور جنگ کی نوبت نہیں آئی۔

سریۂ عبداللہ بن جحش الاسدی

ماہ رجب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے سترھویں مہینے کے شروع میں نخلہ کی جانب عبداللہ بن جحش الاسدی کا سریہ ہوا۔ انھیں آپؐ نے بارہ مہاجرین کے ہمراہ بطن نخلہ کو روانہ کیا جن میں سے ہر دو کے قبضے میں ایک اونٹ تھا، بطن نخلہ ابن عامر کا وہ باغ ہے جو مکے کے قریب ہے، اُنھیں حکم دیا کہ وہ قافلۂ قریش کی گھات میں رہیں۔ وہ قافلہ اُن کے پاس اترا، اہل قافلہ کو اُن سے ہیبت معلوم ہوئی اور اُن کی حالت انوکھی نظر آئی۔

عکاشہ بن محصن الاسدی نے اپنا سر مونڈایا جس کو عامر بن ربیعہ نے مونڈا تاکہ قوم مطمئن ہو جائے، وہ مطمئن ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ لوگ یہیں کے رہنے والے ہیں، اُن سے کوئی خوف نہیں، انھوں نے اپنی سواری کے جانور (چرنے کے لیے) چھوڑ دیے اور کھانا تیار کیا، اس روز کے متعلق اُنھوں نے یہ شک کیا کہ آیا ماہ حرام میں سے ہے یا نہیں، پھر انھوں نے جرأت کی اور اُن سے قتال کیا۔

واقد بن عبداللہ التمیمی مسلمانوں کے پاس آنے کے لیے نکلا تو اُسے عمرو بن الحضرمی نے تیر مارا اور قتل کر دیا، مسلمانوں نے اُن پر

حملہ کر دیا، عثمان بن عبد اللہ بن المغیرہ اور الحکم بن کیسان گرفتار ہو گئے، نوفل بن عبد اللہ بن المغیرہ اُن سے بچکے نکل گیا، اور قافلے کو لے کے بھاگا، اُس میں شراب اور چمڑے اور کشمش تھی جسے وہ طائف سے لائے تھے۔

وہ لوگ ان سب چیزوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لائے تو آپ نے اُسے رکھوا دیا اور دونوں قیدیوں کو قید کر دیا، جس شخص نے الحکم بن کیسان کو قید کیا وہ المقداد بن عمرو تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے (الحکم کو) اسلام کی دعوت دی، وہ اسلام لائے اور بیر معونہ میں شہادت پائی۔

اس سریہ میں سعد بن ابی وقاص عتبہ بن غزوان کے اونٹ پر اُن کے ہم نشین تھے، اونٹ راستہ بھول کر بحران چلا گیا جو معدن بنی سلیم کے علاقے میں ہے، وہ دونوں دو روز تک اُس کی تلاش میں اُس مقام پر ٹھیرے رہے اور اُن کے ساتھی نخلہ چلے گئے، سعد و عتبہ اُس وقت حاضر خدمت نہ ہوئے اور چند روز بعد آ گئے۔

کہا جاتا ہے کہ عبد اللہ بن جحش جب نخلہ سے لوٹے تو آپؐ نے مال غنیمت کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا، تمام مال غنیمت کو اصحاب میں تقسیم کر دیا، یہ پہلا خمس (پانچواں حصہ) تھا جو اسلام میں معین کیا گیا۔

کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نخلہ کے مال غنیمت کو روکا یہاں تک کہ آپؐ بدر سے واپس آئے، پھر آپ نے اُسے بدر کے مال غنیمت کے ساتھ تقسیم کر دیا اور ہر جماعت کو اُس کا حق دیدیا۔

اسی سریہ میں عبد اللہ بن جحش کا نام امیر المومنین رکھا گیا۔

غزوۂ بدر ۹

اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوۂ بدر القتال ہے، اسے

بدر کبریٰ بھی کہا جاتا ہے۔

راویوں کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خفیہ طور پر اُس قافلے کی واپسی کے منتظر تھے جو ملک شام گیا تھا۔ پہلے بھی آپ نے اس کا ارادہ فرمایا تھا یہاں تک کہ آپ ذی العشیرہ پہنچے تھے، آپ نے طلحہ بن عبید اللہ التیمی اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کو قافلے کی خبر دریافت کرنے کے لیے بھیجا، وہ دونوں النخبار پہنچے جو الحوراء کے علاقے سے ہے اور کشد الجہنی کے پاس اترے، اس نے ان دونوں کو پناہ دی اور ان کی مہمانداری کی (قافلے کا حال) ان سے پوشیدہ رکھا یہاں تک کہ قافلہ گذر گیا، طلحہ وسعید دونوں روانہ ہوئے، ہمراہ کشد بھی محافظ بن کر چلا، جب یہ لوگ ذو المروہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ قافلہ سمندر کے کنارے کنارے تیزی کے ساتھ نکل گیا۔

طلحہ وسعید مدینے آئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قافلے کی خبر دیں، مگر انھیں معلوم ہوا کہ آپ روانہ ہو گئے، آپ نے مسلمانوں کو اپنے ہمراہ روانہ ہونے کی دعوت دی اور فرمایا "یہ قریش کا وہ قافلہ ہے جس میں ان کا مال و اسباب ہے، شاید اللہ تعالیٰ اسے تم کو غنیمت میں دیدے" جو جلدی کر سکا اُس نے اس کی طرف جلدی کی اور بہت سے آدمیوں نے اُس سے دیر کردی۔

جو لوگ پیچھے رہ گئے انھیں بھی ملامت نہیں کی گئی کیونکہ وہ قتال کے لیے نہیں روانہ ہوئے تھے بلکہ قافلے کے لیے روانہ ہوئے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے انیسویں ماہ کے شروع ۱۲ رمضان یوم شنبہ کو مدینے سے روانہ ہوئے، یہ روانگی طلحہ بن عبید اللہ اور سعید بن زید کے روانہ کرنے کے دس دن بعد ہوئی، مہاجرین میں سے تو آپ کے ہمراہ جو روانہ ہوئے وہ ہوئے انصار بھی اس غزوے میں ہمراہ تھے، حالانکہ اس کے قبل اُن میں سے کسی نے جہاد نہ کیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لشکر بیر ابی عنبہ پر قائم کیا جو مدینے سے ایک میل کے فاصلے پر ہے، آپ نے اپنے اصحاب کو

ملاحظہ فرمایا اور اسے واپس کر دیا جسے آپ نے چھوٹا سمجھا، آپ تین سو پانچ آدمیوں کے ہمراہ روانہ ہوئے جن میں چوہتر مہاجرین تھے اور بقیہ (۲۰۱) انصار۔

آٹھ آدمی وہ تھے جو کسی سبب سے پیچھے رہ گئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا حصہ و اجر مقرر فرمایا۔

وہ تین مہاجرین میں سے تھے۔

(۱) عثمان بن عفانؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی بیوی رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیمار داری کے لیے چھوڑ دیا کہ وہ بیمار تھیں، وہ اُن کے پاس مقیم رہے یہاں تک کہ اُن کی وفات ہو گئی۔

(۲) طلحہ بن عبید اللہ، اور

(۳) سعید بن زید، جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلے کی خبر دریافت کرنے کے لیے بھیجا تھا۔

پانچ انصار میں سے تھے۔

(۱) ابو لبابہ بن المنذر جن کو آپ نے مدینے میں اپنا خلیفہ بنایا۔

(۲) عاصم بن عدی العجلانی جن کو آپ نے اہل عالیہ پر خلیفہ بنایا۔

(۳) الحارث بن حاطب العمری جن کو آپ نے بنی عمرو بن عوف کے پاس کسی بات کی وجہ سے جو اُن کی طرف سے ہوئی الروحاء سے واپس کر دیا۔

(۴) الحارث بن الصمہ جو الروحاء میں تھک گئے تھے، اور

(۵) خوات بن جبیر یہ بھی تھک گئے تھے۔

یہ آٹھ آدمی ہیں جن کے بارے میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے اور سب کے سب مستحق اجر ہیں۔

اونٹوں میں ستر اونٹ تھے جن پر باری باری سفر ہوتا تھا، گھوڑے صرف دو تھے، ایک مقداد بن عمرو کا اور ایک مرثد بن ابی مرثد الغنوی کا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آگے دو جاسوسوں کو

مشرکین کی طرف روانہ کر دیا تھا کہ آپ کے پاس دشمن کی خبر لائیں، بسبس بن عمرو اور عدی بن ابی الزغباء تھے جو جہینہ میں سے تھے اور انصار کے حلیف تھے، دونوں چاہ بدر تک پہنچے، خبر معلوم کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹ گئے۔

مشرکین کو شام میں یہ خبر پہنچی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی واپسی کی گھات میں ہیں، وہ لوگ جب شام سے روانہ ہوئے تو ضمضم بن عمرو کو قریش مکہ کے پاس روانہ کر کے انھیں اس بات کی خبر دی اور حکم دیا کہ وہ نکل کر قافلے کی حفاظت کریں۔

مشرکین تیزی کے ساتھ روانہ ہوئے، اُن کے ہمراہ غلام اور دف تھے، ابو سفیان بن حرب قافلے کو لایا، جب وہ مدینے کے قریب پہنچا تو لوگ نہایت خوف زدہ تھے اور ضمضم اور اپنی قوم (قریش) کی تاخیر کو محسوس کر رہے تھے۔

خوف و ہراس کے اسی عالم میں قافلہ بدر پہنچا اور وہاں منزل کی، ابو سفیان نے مجدی بن عمرو سے پوچھا "محمدؐ کے جاسوس تو کہیں نظر نہیں پڑے؟ کیونکہ مکے کا کوئی قریشی مرد و عورت ایسا نہیں ہے جس کے پاس نصف اوقیہ یا زیادہ مال رہا ہو اور اس نے ہمارے ساتھ روانہ نہ کر دیا ہو۔"

مجدی نے کہا کہ بخدا میں نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جسے میں اجنبی سمجھتا سوائے اُن دو سواروں کے جو اس مکان تک آئے تھے، اُس نے عدی و بسبس کے اونٹ کی نشست گاہ کی طرف اشارہ کیا، ابو سفیان آیا، دونوں اونٹوں کی چند مینگنیاں لے کر توڑیں، کھجور کی گٹھلی نکلی تو کہا کہ یہ مدینے کا چارہ ہے، یہ محمدؐ کے جاسوس تھے۔

اُس نے قافلے کے سر پر آ کر وہ لوگوں کو غیرت دلائی، اور سمندر کے کنارے سے لے کے چلا، بدر کو بائیں جانب چھوڑ کر تیزی کے ساتھ بھاگ گیا، قریش مکے سے آ گئے تو ابو سفیان بن حرب نے

اُن کے پاس قیس بن امرئ القیس کو بھیج کر خبر دی کہ قافلہ بچ گیا، لوگ واپس چلے جائیں، مگر قریش نے واپس ہونے سے انکار کیا اور غلاموں کو جحفہ سے واپس کر دیا۔

قاصد ابو سفیان سے الہدّہ میں ملا جو مکے سے بائیں جانب کے راستے پر عسفان سے سات میل پر ہے، جہاں بنو ضمرہ اور کچھ خزاعہ کے لوگ ہیں، اُس (قاصد) نے اُسے (ابو سفیان کو) قریش کے گذرنے کی خبر دی تو (نہایت افسوس کے ساتھ) کہا کہ ہائے قوم، یہ عمرو بن ہشام یعنی ابو جہل کا فعل ہے، اور کہا کہ بخدا ہم اُس وقت تک نہ جائیں گے جب تک بدر میں نہ اُتر لیں۔

بدر زمانۂ جاہلیت کے تماشا گاہوں میں سے ایک تماشا گاہ تھا، جہاں عرب جمع ہوتے تھے، یہاں ایک بازار تھا۔ بدر اور مدینے کے درمیان اٹھائیس میل کا فاصلہ تھا، وہ راستہ جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی طرف روانہ ہوئے الروحاء کا تھا، مدینہ اور الروحاء کے درمیان چار روز کا راستہ تھا، پھر (وہاں سے) المنصرف تک بارہ میل کا، ذات اجدال تک بارہ میل کا، پھر المعلاۃ تک جو السلم کا سیلابی میدان ہے بارہ میل کا، وہاں سے الاثیل تک بارہ میل کا پھر بدر تک دو میل کا فاصلہ تھا۔

قریش نے فرات بن حیّان العجلی کو جو اُس وقت مکے میں مقیم تھا، جب قریش نے مکہ چھوڑا، ابو سفیان کے پاس بھیجا تاکہ وہ اُسے اُن کے روانہ ہونے اور مکہ چھوڑنے کی خبر دے، مگر اُس نے ابو سفیان کے خلاف راستہ اختیار کیا، وہ جحفہ میں مشرکین کے پاس پہنچ گیا اور اُن کے ہمراہ روانہ ہو گیا، بدر کے دن اُسے متعدد زخم لگے اور وہ پچھلے پاؤں بھاگ گیا۔

بنی زہرہ جحفہ سے پلٹ گئے، اس کا مشورہ انھیں الاخنس بن شریق الثقفی نے دیا جو اُن کا حلیف تھا اور اُن میں اُس کی بات

مانی جاتی تھی، اُس کا نام اُبی تھا مگر جب اُس نے بنی زہرہ کو لوٹا دیا تو کہا گیا کہ خنس بہم (اُس نے انھیں پیچھے کر دیا) اسی وجہ سے اُس کا نام الاخنس ہو گیا، اُس روز بنی زہرہ سو آدمی تھے، بعض نے کہا بلکہ تین سو آدمی تھے۔

بنی عدی بن کعب جنگی جماعت کے ساتھ تھے، مگر جب وہ ثنیہ لفت پہنچے تو صبح کے وقت کنارہ رخ کر کے کنارۂ سمندر کی طرف پھر گئے، اتفاقاً ابوسفیان بن حرب اُن سے ملا اور کہا کہ اے بنی عدی تم کیسے پلٹ آئے، نہ تو قافلے میں نہ جنگی جماعت میں؟

انھوں نے جواب دیا کہ تو نے قریش کو کہلا بھیجا تھا کہ وہ پلٹ جائیں، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ (ابوسفیان) اُن سے مرالظہران میں ملا۔

بنی زہرہ اور بنی عدی کے مشرکین میں سے کوئی شخص بدر میں حاضر نہیں ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے، جب بدر کے قریب پہنچے تو قریش کی روانگی کی خبر آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو اس سے آگاہ کیا اور اُن سے مشورہ لیا، المقداد بن عمرو البہرانی نے عرض کیا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اگر آپ ہمیں برک الغماد (مقام) تک لیجائیں گے تو ہم ضرور آپ کے ساتھ چلیں گے یہاں تک کہ وہاں پہنچ جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے مشورہ دو، آپ کی مراد صرف انصار سے تھی۔ سعد بن معاذ کھڑے ہوئے اور عرض کیا میں انصار کی طرف سے جواب دیتا ہوں، یا رسول اللہ شاید آپ کی مراد ہم ہی ہے۔ آپ نے فرمایا، ہاں، عرض کیا: اے اللہ کے نبی آپ نے جو کچھ قصد فرمایا اسے جاری رکھئے، قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اگر آپ اس سمندر میں پیش قدمی کرنا چاہیں گے اور اس میں داخل ہوں گے تو ہم بھی ضرور اس طرح آپ کے ساتھ داخل ہوں گے کہ ایک آدمی بھی پیچھے نہ رہے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ کی برکت کے ساتھ چلو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے دو جماعتوں میں سے ایک کا وعدہ فرمایا ہے، بخدا میں اس قوم کے پچھڑنے کے مقامات دیکھ رہا ہوں۔

اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد جھنڈے نامزد فرمائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا سب سے بڑا تھا، مہاجرین کا جھنڈا مصعب بن عمیر کے ساتھ تھا، قبیلہ خزرج کا جھنڈا الحباب بن المنذر کے ساتھ اور قبیلہ اوس کا سعد بن معاذ کے ساتھ تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین کا شعار (نشانِ شناخت) "یا بنی عبدالرحمن" خزرج کا "یا بنی عبداللہ" اور اوس کا "یا بنی عبیداللہ" مقرر فرمایا، کہا جاتا ہے کہ تمام مسلمانوں کا اس روز "یا منصور امت" تھا۔

مشرکین کے ہمراہ بھی تین جھنڈے تھے، ایک جھنڈا ابو عزیز بن عمیر کے ساتھ، ایک النضر بن الحارث کے ساتھ اور ایک طلحہ بن ابی طلحہ کے ساتھ تھا، یہ سب بنی عبدالدار میں سے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب جمعہ ۱۷ رمضان کو بدر کے قریب اترے، مشرکین کی خبر دریافت کرنے کے لیے علی اور زبیر اور سعد بن ابی وقاص کو چاہ بدر پر بھیجا، ان لوگوں کو قریش کی پانی بھرنے والی ایک جماعت ملی جن میں ان کے پانی پلانے والے بھی تھے، ان لوگوں نے اس جماعت کو گرفتار کر لیا۔

9 قریش کو جب اس کی خبر پہنچی تو لشکر گھبرا گیا، ان پانی پلانے والوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو آپ نے دریافت فرمایا کہ قریش کہاں ہیں، انھوں نے جواب دیا کہ اس ٹیلے کے پیچھے جسے آپ دیکھ رہے ہیں، آپ نے فرمایا وہ کتنے ہیں، انھوں نے کہا بہت ہیں، آپ نے فرمایا ان کی تعداد کتنی ہے، انھوں نے کہا ہم نہیں جانتے، آپ نے فرمایا وہ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں، انھوں نے کہا ایک دن نو اور ایک دن دس، آپ نے (صلی اللہ علیہ وسلم) فرمایا کہ وہ ہزار اور نو سو کے

درمیان ہیں، وہ نو سو پچاس آدمی تھے، اور ان کے گھوڑے سو تھے۔
الحباب بن المنذر نے عرض کیا، یا رسول اللہ، یہ مقام جہاں آپ ہیں منزل نہیں ہے، آپ ہمارے ساتھ ایسے مقام پر تشریف لے چلیے جہاں پانی قوم کے قریب ہو، مجھے اس جگہ کا اور وہاں کے کنووں کا علم ہے، اس میں ایک کنواں ہے جس کے پانی کی شیرینی میں جانتا ہوں جو ٹوٹتا نہیں، ہم اس پر حوض بنالیں گے، خود سیراب ہوں گے، قتال کریں گے اور اس کے سوا باقی کنووں کو پاٹ دیں گے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل آئے اور عرض کیا، رائے یہی ہے جس کا الحباب نے مشورہ دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے اور یہی کیا، مگر وہ وادی (میدان کی زمین) پولی تھی، اللہ تبارک و تعالیٰ نے ابر کو بھیجا جس نے اسے تر کر دیا، مسلمان چلنے سے نہ رکے، مشرکین کے یہاں اس قدر بارش ہوئی کہ وہ چلنے کے قابل نہ رہے حالانکہ ان کے درمیان صرف ایک ریت کا ٹیلہ تھا، اس شب کو مسلمانوں پر غنودگی طاری ہوگئی۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھجور کی لکڑی کا سائبان بنا دیا گیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق اس میں داخل ہوگئے، سعد بن معاذ اس سائبان کے دروازے پر تلوار لٹکا کے کھڑے ہوگئے۔
صبح ہوئی تو قبل اس کے کہ قریش نازل ہوں آپ نے اصحاب کو صف بستہ کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو صف بستہ اور برابر کر رہے تھے کہ قریش نکل آئے، آپ انھیں تیر کی طرح سیدھا کر رہے تھے، اس روز آپ کے ہاتھ میں ایک تیر تھا جس سے آپ ایک طرف اشارہ کرتے تھے کہ آگے بڑھ اور دوسری طرف اشارہ کرتے تھے کہ پیچھے ہٹ، یہاں تک کہ وہ سب برابر ہوگئے۔
ایک ایسی تیز ہوا آئی جس کی سی شدت ان لوگوں نے نہ دیکھی تھی، وہ چلی گئی اور ایک دوسری ہوا آئی، وہ بھی چلی گئی، ایک اور ہوا آئی،

پہلی ہوا میں جبریل علیہ السلام ایک ہزار ملائکہ کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی کے لیے تھے، دوسری ہوا میں میکائیل علیہ السلام ایک ہزار ملائکہ کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میمنہ (لشکر کے داہنے بازو) کے لیے تھے، اور تیسری ہوا میں اسرافیل علیہ السلام ایک ہزار ملائکہ کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میسرہ (لشکر کے بائیں بازو) کے لیے تھے۔

ملائکہ کی علامت وہ عمامے تھے جن کے سرے وہ اپنے دونوں شانوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھے، اور سبز و زرد و سرخ نور کے تھے، ان کے گھوڑوں کی پیشانیوں میں بال تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ ملائکہ نے نشان جنگ لگا لیا ہے لہٰذا تم بھی نشان جنگ لگا لو۔ چنانچہ ان لوگوں نے اپنی زرہ و خود میں نشان لگا لیا، بدر کے دن ملائکہ ابلق گھوڑوں پر سوار تھے۔

(راوی نے) کہا کہ جب (مسلمانوں کی) جماعت مطمئن ہو گئی تو مشرکین نے عمیر بن وہب الجمحی کو بھیجا جو تیر والا تھا، اس سے کہا کہ محمد اور ان کے اصحاب کا اندازہ کر، وہ وادی (میدان) میں گیا، پھر لوٹا اور کہا کہ:-

نہ تو ان کے لیے مدد (امدادی فوج) ہے اور نہ کمین (پوشیدہ لشکر)، پوری قوم تین سو ہیں، اگر زیادہ ہوں گے تو بہت کم زیادہ ہوں گے، ان کے ہمراہ ستر اونٹ اور دو گھوڑے ہیں، اے گروہ قریش! مصائب حائل موت ہیں، (یعنی مسلمانوں کی کم تعدادی ان کے لیے باعث ہلاکت نہ ہوگی) یا

١٠ یثرب کے سیراب کرنے والے اونٹ قاتل موت کے حامل ہیں۔ وہ ایک ایسی جماعت ہے کہ سوائے ان کی تلواروں کے نہ کوئی محافظ ہے اور نہ کوئی جائے پناہ ہے، کیا تم انھیں دیکھتے نہیں کہ وہ لوگ اس طرح خاموش ہیں کہ کلام نہیں کرتے، بڑے پھن والے سانپوں کی طرح زبانیں نکالتے ہیں، خدا کی قسم میں تو نہیں سمجھتا کہ تم ان کا کوئی آدمی قتل کر دو بغیر اس کے کہ تمہارا کوئی آدمی قتل کیا جائے، جب وہ تم میں سے اپنے شمار کے مطابق پہنچ جائیں گے تو اس کے بعد جینے کا مزہ نہیں، لہٰذا اپنے معاملے میں غور کرو۔

اُس نے حکیم بن حزام سے گفتگو کی، لوگوں کے پاس گیا اور شیبہ اور عتبہ کے پاس آیا جو اُن کی جماعت میں بڑے محتاط اور رعب والے تھے، انھوں نے لوگوں کو واپس ہونے کا مشورہ دیا۔

عتبہ نے کہا کہ میری نصیحت کو رد نہ کرو اور نہ میری رائے کو نادانی پر محمول کرو۔ مگر ابوجہل نے جب اُس کا کلام سُنا تو اُس پر حسد کیا اور اُس کی رائے کو غلط قرار دیا، اُس نے لوگوں کے درمیان اختلاف کرا دیا اور عامر بن الحضرمی کو اُس نے یہ حکم دیا کہ اپنے بھائی عمر کے نام سے واویلا کرے جو نخلہ میں قتل کر دیا گیا تھا، عامر سامنے آیا اور اُس نے اپنے حصۂ زیریں پر خاک ڈالی اور "واعمراہ" "واعمراہ" چیخنے لگا، اس سے اُس کا مقصد عتبہ کو رسوا کرنا تھا کیونکہ قریش میں وہی اُس کا حلیف تھا۔

عمیر بن وہب آیا، اُس نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا، مگر مسلمان اپنی صفوں میں ثابت قدم رہے اور اپنی جگہ سے ہٹے نہیں، اُن پر عامر بن الحضرمی نے بھی حملہ کر دیا اور جنگ چھڑ گئی۔

مسلمانوں میں جو سب سے پہلے نکلا وہ عمر رضی بن الخطاب کے آزاد کردہ غلام مہجع تھے، انھیں عامر بن الحضرمی نے قتل کر دیا، انصار میں جو سب سے پہلے قتل کیا گیا وہ حارثہ بن سراقہ تھے، کہا جاتا ہے کہ انھیں حبان بن العرقہ نے قتل کیا، کہا جاتا ہے کہ ان کو عمیر بن الحمام نے قتل کیا جسے خالد بن الاعلم العقیلی نے مار ڈالا۔

ربیعہ کے دونوں بیٹے شیبہ و عتبہ اور الولید بن عتبہ نکلے، انھوں نے مقابلے کی دعوت دی، تو قبیلۂ بنی الحارث کے تین انصاری معاذ اور معوذ اور عوف جو عفراء کے فرزند تھے اُن کی طرف نکلے، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ناپسند فرمایا کہ سب سے پہلا قتال جس میں مسلمان مشرکین سے مقابلہ کریں انصار میں ہو، آپ نے یہ پسند فرمایا کہ آپ کے چچا اور آپ کی قوم کے ذریعے سے شوکت ظاہر ہو، آپ نے انھیں حکم دیا تو وہ لوگ اپنی صفوں میں واپس گئے اور آپ نے اُن کے لیے کلمۂ خیر فرمایا۔

مشرکین نے پکار کر کہا کہ اے محمدؐ ان مقابلہ کرنے والوں کو ہماری طرف روانہ کرو جو ہماری قوم میں سے ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنی ہاشم کھڑے ہو اور اُس حق کے ساتھ قتال کرو جس کے ساتھ اللہ نے تمہارے نبی کو مبعوث کیا، کیونکہ وہ اپنے باطل کو لائے ہیں تاکہ اللہ کے نور کو گل کر دیں"۔

حمزہؓ بن عبدالمطلب، علیؓ بن ابی طالب اور عبیدۃ بن الحارث بن المطلب بن عبد مناف کھڑے ہوئے اور عتبہ کی طرف بڑھے تو عتبہ نے کہا کچھ بات کرو تاکہ ہم تمھیں پہچان لیں، وہ خود پہنے تھے (اس لیے پہچانے نہ جا سکے)۔

حمزہؓ نے کہا میں حمزہؓ ہوں جو اللہ اور اُس کے رسول کا شیر ہے، تو عتبہ نے کہا اچھا مقابل ہے۔ علیؓ بن ابی طالب اور عبیدۃ بن الحارث نے کہا اور میں ان دونوں (شیبہ و ولید) کے حلیفوں کا شیر ہوں جو تیرے ساتھ ہیں۔ اُس نے کہا دونوں اچھے مقابل ہیں۔

اُس نے اپنے بیٹے (ولید) سے کہا کہ اے ولید اُٹھ، علیؓ بن ابی طالب اس کے سامنے آئے اور دونوں میں تلوار چلنے لگی، علیؓ نے اسے قتل کر دیا، عتبہ کھڑا ہوا، اور اُس کی طرف حمزہؓ بڑھے، دونوں نے تلوار چلائی، حمزہؓ نے اسے قتل کر دیا، شیبہ اُٹھا اور اُس کے مقابلے میں عبیدۃ بن الحارث کھڑے ہوئے جو اُس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سب سے زیادہ سن رسیدہ تھے، شیبہ نے عبیدہ کے پاؤں پر تلوار کا کنارہ مارا جو اُن کی پنڈلی کی مچھلی میں لگا اور اُسے کاٹ دیا۔

حمزہؓ و علیؓ نے شیبہ پر حملہ کیا اور اُسے ان دونوں نے قتل کر دیا، 11
انھیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی هذان خصمان اختصموا فی ربهم (یہ دو فریق ہیں (یعنے مسلمین و مشرکین) جنھوں نے اپنے پروردگار کے بارے میں جھگڑا کیا) اور انھیں کے بارے میں سورۂ انفال یا اُس کا اکثر حصہ یوم نبطش البطشة الکبری یعنے یوم بدر (جس روز ہم سخت پکڑ پکڑیں گے، جس روز سے مراد بدر کا دن ہے) و عذاب یوم عقیم

(سخت دن کا عذاب) سیھزم الجمع و یولون الدبر نازل ہوا۔
(راوی نے) کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کے پیچھے اس طرح دیکھا گیا کہ آپ تلوار میان سے باہر نکالے ہوئے اس آیت (سیھزم الجمع) کی تلاوت فرما رہے ہیں (یعنے عنقریب اس جماعت کو شکست ہوگی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے) اُن کے زخمیوں کو آپ نے اُٹھوایا۔ اور بھاگنے والوں کی تلاش فرمائی۔

اُس روز مسلمانوں میں سے چودہ آدمی شہید ہوئے چھ مہاجرین میں سے اور آٹھ انصار میں سے۔

(۱) عبیدۃ بن الحارث بن المطلب بن عبد مناف (۲) عمیر بن ابی وقاص (۳) عاقل بن ابی البکیر (۴) عمر بن الخطاب کے آزاد کردہ غلام مہجع (۵) صفوان بن بیضاء (۶) سعد بن خیثمہ (۷) مبشر بن عبدالمنذر (۸) حارثہ بن سراقہ (۹) عوف بن عفراء (۱۰) معوذ بن عفراء (۱۱) عمیر بن الحمام (۱۲) رافع بن معلی (۱۳) یزید بن الحارث بن قسحم تھے (۱۴ کا نام نہیں معلوم)۔

اُس روز مشرکین کے ستر آدمی مارے گئے اور ستر قید ہوئے۔ اور جو لوگ مقتول ہوئے اُن میں یہ بھی تھے۔

شیبہ و عتبہ فرزندان ربیعہ بن عبد شمس، الولید بن عتبہ، العاص بن سعید بن العاص، ابوجہل بن ہشام، ابوالبختری اور حنظلہ بن ابی سفیان بن حرب، الحارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف، طعیمہ بن عدی، زمعہ بن الاسود بن المطلب، نوفل بن خویلد جو العدویہ کا فرزند ہے، النضر بن الحارث جس کو گرفتار کر کے الاثیل میں قتل کر دیا گیا، عقبہ بن ابی معیط جسے گرفتار کر کے الصفراء میں قتل کر دیا گیا، العاص بن ہشام بن المغیرہ جو امیر المومنین عمر بن الخطاب کا ماموں تھا، امیہ بن خلف، علی بن امیہ بن خلف، منبہ بن الحجاج، معبد بن وہب۔
یہ لوگ قیدیوں میں تھے۔

نوفل بن الحارث بن عبد المطلب، عقیل بن ابی طالب، ابو العاص بن الربیع، عدی بن الخیار، ابو عزیز بن عمیر، الولید بن الولید بن مغیرہ، عبد اللہ بن ابی بن خلف، ابو عزہ عمرو بن عبد اللہ الجمحی شاعر، وہب بن عمیر بن وہب الجمحی، ابو وداعہ بن ضبیرہ السہمی، سہیل بن عمرو العامری۔

قیدیوں کا فدیہ فی کس چار ہزار، تین ہزار، دو ہزار، ایک ہزار (درم) تک تھا، سوائے اُس جماعت کے جس کے پاس مال نہ تھا، اُن لوگوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان فرمایا، انھیں لوگوں میں ابو عزہ الجمحی بھی تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن لوگوں سے جو کچھ ملا اُسے آپ نے غنیمت میں لے لیا، مال غنیمت پر عبد اللہ بن کعب المازنی کو آپ نے عامل بنایا جو انصار میں سے تھے، مال غنیمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الصفراء کے سیر شعب (مقام) میں تقسیم فرمایا جو مدینے سے اوسط درجے کی تین رات کے فاصلے پر ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شمشیر ذوالفقار اپنے حصے سے زاید لے لی جو منبہ بن الحجاج کی تھی، اُس روز وہ صرف آپ کے لیے مخصوص تھی۔

12 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مال غنیمت اُن مسلمانوں کو جو بدر میں حاضر تھے اور اُن آٹھ آدمیوں کو جو آپ کے حکم سے پیچھے رہ گئے، اور آپ نے اُن کا حصہ واجر مقرر فرمادیا تھا عطا فرمادیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا حصہ مسلمانوں کے ساتھ لیا، جس میں ابوجہل کا اونٹ بھی تھا جس کے نکیل پڑی ہوئی تھی، وہ اُس پر سوار ہو کر جنگ کیا کرتا تھا اور اُس کی شہادت کے وقت اُسے مارا کرتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو بشیر (خوش خبری دینے والا) بنا کے مدینے بھیجا تا کہ وہ اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی سلامتی، واقعۂ بدر، اور اللہ نے اپنے رسولؐ کو جو فتح عطا فرمائی اُس کی، اور جو مال غنیمت آپ کو اُن سے دلوایا اُس کی خبر دیں۔

آپ نے اہل عالیہ کے پاس عبد اللہ بن رواحہ کو اسی طرح کی

خبر دینے کے لیے بھیجا، عالیہ (ان مقامات کا نام تھا)، قبا، خطمہ، وائل، واقف، بنو امیہ بن زید، قریظہ النضیر۔

زید بن حارثہ مدینے میں اس وقت آئے جب کہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بقیع میں دفن کیا جا چکا تھا، اہل مکہ کو سب سے پہلے جس شخص نے اہل بدر کی مصیبت اور ان کی شکست کی خبر سنائی وہ الحیسمان بن حابس الخزاعی تھا، جنگ بدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے انیسویں مہینے ۱۷ رمضان یوم جمعہ صبح کے وقت ہوئی۔

البراء سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی تعداد تین سو دس سے کچھ زائد تھی، وہ یہ خیال کرتے تھے کہ ان کی تعداد اتنی ہی تھی جتنی جنگ جالوت کے دن ان اصحاب طالوت کی تھی جنھوں نے نہر کو عبور کیا تھا، اس روز سوائے مومن کے ان کے ساتھ کسی نے نہر کو عبور نہیں کیا۔

ابو موسیٰ سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی تعداد اتنی ہی تھی جتنی جنگ جالوت کے دن اصحاب طالوت کی۔

البراء سے مروی ہے کہ اہل بدر کی تعداد اصحاب طالوت کے مطابق تھی۔

البراء سے مروی ہے کہ بدر کے دن مہاجرین ساٹھ سے زائد تھے اور انصار دو سو چالیس سے زائد۔

البراء نے اصحاب بدر سے روایت کی ہے کہ وہ لوگ ان اصحاب طالوت کی تعداد کے مطابق تین سو دس سے کچھ زائد تھے جنھوں نے نہر کو ان کے ہمراہ عبور کیا تھا، البراء کا بیان ہے کہ بخدا ان (طالوت) کے ہمراہ سوائے مومن کے اور کسی نے نہر کو عبور نہیں کیا۔

۳ عبیدہ سے مروی ہے کہ اہل بدر کی تعداد تین سو تیرہ یا چودہ تھی دو سو ستر انصار میں سے اور بقیہ دوسرے لوگوں میں سے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ اہل بدر تین سو تیرہ تھے جن میں

مہاجرین چھہتر تھے اور ۱۷ رمضان یوم جمعہ کو اہل بدر کو ہزیمت ہوئی تھی۔

عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے دن تین سو پندرہ مجاہدین کے ہمراہ روانہ ہوئے جیسا کہ طالوت روانہ ہوئے تھے، جس وقت وہ لوگ روانہ ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے یہ دعا فرمائی:۔

اے اللہ یہ لوگ برہنہ پا ہیں لہٰذا انھیں سواری دے، اے اللہ یہ لوگ برہنہ ہیں لہٰذا انھیں لباس دے۔ اے اللہ یہ لوگ بھوکے ہیں لہٰذا انھیں سیر کر، اللہ نے بدر کے دن فتح دی، وہ لوگ جس وقت لوٹے تو اس حالت میں لوٹے کہ ان میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا جو ایک یا دو سواری کے بغیر ہو، انھوں نے کپڑے بھی پائے اور سیر بھی ہوگئے۔

مطر سے مروی ہے کہ بدر کے دن آزاد کردہ غلاموں میں سے دس سے زائد حاضر تھے، مطر نے بیان کیا کہ ان لوگوں کا بھی مناسب حصہ لگایا گیا۔

عامر بن ربیعہ البدری سے مروی ہے کہ بدر کا دن ۱۷ رمضان دوشنبے کو تھا۔

الزہری سے مروی ہے کہ میں نے ابو بکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام سے شب بدر کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ وہ شب جمعہ ۱۷ رمضان کو ہوئی۔

جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر ۱۷ رمضان یوم جمعہ کو ہوئی۔

محمد بن سعد (مؤلف کتاب ہذا) کہتے ہیں کہ یہی ثابت ہے کہ وہ جمعے کو ہوئی اور دوشنبے کی حدیث شاذ ہے۔

ابن ابی حبیبہ سے مروی ہے کہ انھوں نے ابن المسیب سے سفر کے روزے کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے عمر بن الخطاب سے حدیث بیان کی کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ

رمضان میں دو غزوے کیے، غزوۂ بدر، غزوۂ فتح مکہ، ہم لوگوں نے دونوں میں روزہ نہیں رکھا۔

عبداللہ بن عبیدہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں غزوۂ بدر کیا، جب تک آپ اپنے اہل کے پاس واپس نہ ہوئے آپ نے کسی دن روزہ نہیں رکھا۔

۱۴ ابن طلحہ کہتے ہیں کہ ابوایوب سے یوم بدر کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ یا تو (رمضان کے) سترہ دن گذرے تھے اور تیرہ دن باقی تھے، یا گیارہ دن باقی تھے اور انیس دن گذرے تھے۔

ابن مسعود سے مروی ہے کہ ہم لوگ بدر کے دن تین آدمی ایک اونٹ پر تھے، اور ابولبابہ و علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم نشین تھے۔ ایسا ہوتا تھا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی (پیادہ چلنے کی) نوبت ہوتی تھی تو وہ دونوں عرض کرتے تھے کہ آپ سوار ہو جائیے تاکہ ہم دونوں آپ کی جانب سے پیادہ چلیں، آپ فرماتے تھے کہ نہ تو تم دونوں پیادہ روی میں مجھ سے زیادہ طاقتور ہو اور نہ میں ثواب میں تم دونوں سے زیادہ بے نیاز ہوں (یعنے مجھے ثواب کی ویسی ہی حاجت ہے جیسی تمھیں، پھر میں پیادہ روی کا اجر کیوں چھوڑوں)۔

ابوعبیدہ بن عبداللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب ہم نے بدر کے دن جماعت مشرکین کو گرفتار کیا تو ہم نے ان سے پوچھا تم لوگ کتنے تھے۔ انھوں نے کہا ہم لوگ ایک ہزار تھے۔

ابوعبیدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے بدر کے دن مشرکین کے ایک آدمی کو گرفتار کر لیا، اس سے ان کی تعداد دریافت کی تو اس نے کہا ہم لوگ ایک ہزار تھے۔

الشعبی سے مروی ہے کہ بدر کے قیدیوں کا فدیہ چار ہزار سے

کم نک تھا، جس کے پاس کچھ نہ تھا اُسے یہ حکم دیا گیا کہ وہ انصار کے بچوں کو لکھنا سکھا دے۔

عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن ستر قیدیوں کو گرفتار کیا، آپ بقدر اُن کے مال کے اُن سے فدیہ لے رہے تھے، اہل مکہ لکھنا جانتے تھے اور اہل مدینہ لکھنا نہیں جانتے تھے، جس کے پاس فدیہ نہ تھا دس بچے مدینے کے بچوں میں سے اُس کے سپرد کیے گئے، اُس نے اُنھیں سکھایا، جب وہ ماہر ہو گئے تو وہی اُس کا فدیہ ہو گیا۔

عامر سے مروی ہے کہ اہل بدر کا فدیہ چالیس چالیس اوقیہ تھا، جس کے پاس نہ تھا اُس نے دس مسلمانوں کو لکھنا سکھایا، زید بن ثابت بھی انھیں میں سے ہیں جنھیں لکھنا سکھایا گیا۔

عبیدہ سے مروی ہے کہ بدر کے قیدیوں کے بارے میں جبرئیلؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے اور عرض کی اگر آپ چاہیں تو انھیں قتل کر دیں اور اگر چاہیں تو اُن سے فدیہ لے لیں، اس صورت میں فدیہ لینے والے ستر شہید ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو آواز دی، لوگ آئے، یا اُن میں سے لوگ آئے، آپ نے فرمایا یہ جبرئیلؑ ہیں جو ان دو باتوں میں تمھیں اختیار دیتے ہیں یا تو قیدیوں کو سامنے لا کے سب کو قتل کر دو یا اس طرح اُن سے فدیہ لے لو کہ جو تم میں اس کو قبول کریں گے وہ بقدر اُن کی تعداد کے شہید کیے جائیں گے، اُن لوگوں نے عرض کی، ہم فدیہ لیں گے اس سے اُن لوگوں کے خلاف قوت حاصل کریں گے اور ہم میں سے ستر جنت میں داخل ہو جائیں گے، آخر اُن سے فدیہ لے لیا۔

سماک بن حرب سے مروی ہے کہ میں نے عکرمہ کو یہ کہتے

سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اہل بدر سے فارغ ہوئے تو آپ سے کہا گیا کہ اب آپ قافلے کو ضرور لے لیجئے کیونکہ اب اُس کے درمیان کوئی شئے حائل نہیں، عباس نے آپ سے پکار کر کہا کہ یہ آپ کے لیے مناسب نہیں، آپ نے فرمایا، کیوں، اُنھوں نے کہا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے دو جماعتوں میں سے ایک کا وعدہ کیا ہے جو اپنے وعدے کے مطابق آپ کو دیدی۔

العیزار بن حریث سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو ندا دی گئی، آگاہ ہو کہ اُس قوم (مشرکین) میں سے سوائے ابوالبختری کے میرے نزدیک کسی کا کوئی احسان نہیں ہے، لہٰذا جس نے اُسے گرفتار کیا ہو، رہا کردے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے امن دے دیا مگر معلوم ہوا کہ وہ قتل کیا جاچکا تھا۔

عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ رو ہو کر قریش کے سات آدمیوں کے لیے بددعا فرمائی جن میں ابوجہل و امیہ بن خلف وعتبہ بن ربیعہ وشیبہ بن ربیعہ وعقبہ بن ابی مُعیط بھی تھے، آپ نے خدا کی قسم کے ساتھ فرمایا کہ ضرور تم لوگ ان کو اس حالت میں بدر میں پچھڑا ہوا دیکھو گے کہ آفتاب نے اِن کو سڑا دیا ہوگا، وہ دن بھی سخت گرم تھا۔

علیؓ سے مروی ہے کہ جب یوم بدر ہوا اور جنگ شروع ہوگئی تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ لی (یعنے آپ کو آگے کیا) اُس روز آپ سب سے زیادہ مشغول جنگ تھے، کوئی شخص آپ سے زیادہ مشرکین کے قریب نہ تھا۔

البہی سے مروی ہے کہ جب یوم بدر ہوا تو ربیعہ کے بیٹے عُتبہ وشیبہ اور ولید بن عتبہ نکلے، ان کے مقابلے کو حمزہؓ بن عبدالمطلب وعلیؓ بن ابی طالب وعبیدہ بن الحارث نکلے، شیبہ حمزہؓ کے مقابلے پہ آیا، اور ان سے کہا تو کون ہے، انھوں نے کہا میں اللہ اور اُس کے رسولؐ کا شیر ہوں، تو اُس نے کہا اچھا مقابل ہے، پھر دونوں میں تلوار

چلنے لگی، اور حمزہؓ نے اُسے قتل کر دیا، الولید علیؓ کے سامنے آیا اور کہا تو کون ہے، انھوں نے کہا میں اللہ کا بندہ اور اُس کے رسولؐ کا بھائی ہوں، علیؓ نے اُسے قتل کر دیا۔ عتبہ، عبیدہ بن الحارث کے مقابلے پر آیا اور پوچھا تو کون ہے، انھوں نے کہا میں وہ شخص ہوں جو معاہدہ حلف میں ہے، اُس نے کہا اچھا مقابل ہے، دونوں میں تلوار چلنے لگی، عتبہ نے حریف کو کمزور کر دیا، حمزہؓ و علیؓ عتبہ پر ٹوٹ پڑے۔

ابو عبداللہ محمد بن سعد (مؤلف کتاب ہذا) کہتے ہیں کہ پہلی حدیث کی بناء پر ثابت یہی ہے کہ حمزہؓ نے عتبہ کو قتل کیا، علیؓ نے الولید کو اور عبیدہ نے شیبہ سے قتال کیا (جس کو علیؓ و حمزہؓ نے مل کر بعد کو قتل کر دیا)۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف دو گھوڑے تھے، ایک گھوڑے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں الاسود کے حلیف المقداد بن عمرو سوار تھے، دوسرا حمزہ بن عبدالمطلب کے حلیف مرثد بن ابی مرثد الغنوی کے لیے تھا، اُس روز مشرکین کے ہمراہ سو گھوڑے تھے۔

قتیبہ نے اپنی حدیث میں بیان کیا کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ) تین گھوڑے تھے، (دو گھوڑوں پر تو وہی دو تھے جن کا ذکر ہوا اور) ایک گھوڑے پر الزبیر بن العوام سوار تھے۔ ۱۹

عکرمہ سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عدی بن ابی الزغباء اور بسبس بن عمرو کو مخبر بنا کے بھیجا، دونوں (بدر کے) کنوؤں پر آئے، ابو سفیان کو دریافت کیا تو انھیں اُس کے مقام کی اطلاع دی گئی، دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ وہ فلاں دن فلاں کنوؤں پر اُترا اور ہم لوگ فلاں دن فلاں کنوؤں پر اُتریں گے، وہ فلاں دن فلاں کنویں پر اُترے گا اور ہم فلاں دن فلاں کنویں پر اُتریں گے، یہاں تک کہ ہم لوگ اُس سے مل جائیں گے جب کہ وہ (بدر کے) کنویں پر ہوگا۔

ابوسفیان آیا اور اسی کنویں پر اترا، قوم سے (جو وہاں تھی) دریافت کیا کہ آیا تم نے کسی کو دیکھا ہے، انھوں نے کہا سوائے دو آدمیوں کے کسی کو نہیں دیکھا، اس نے کہا مجھے ان دونوں کے اونٹوں کی نشست گاہ دکھاؤ، انھوں نے اسے وہ نشست گاہ دکھائی، اس نے مینگنی لی اور اسے مسل کے چورا چورا کر دیا تو کھجور کی گٹھلی نظر آئی، اس نے کہا بخدا یثرب کے آبپاشی کے اونٹ ہیں، پھر ساحل سمندر کا راستہ اختیار کیا اور اہل مکہ کو لکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی کی خبر دی۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ اس روز (بدر کے دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے مشورہ طلب فرمایا، سعد بن عبادہ یا سعد بن معاذ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ جب چاہیں چلیں اور جہاں چاہیں قیام فرمائیں، جس سے چاہیے جنگ کیجئے اور جس سے چاہیے صلح کیجئے، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اگر آپ اتنا چلیں کہ برک الغماد تک جو یمن کا علاقہ ہے پہنچ جائیں تو ہم لوگ اس طرح آپ کی پیروی کریں گے کہ کوئی شخص پیچھے نہ رہے گا۔

عتبہ بن ربیعہ نے ان (مشرکین) سے کہا کہ اپنے انھیں چہروں کے بل واپس چلو جو گویا چراغ ہیں، ان لوگوں کے مقابلے سے جن کے چہرے گویا سانپ ہیں، بخدا تم انھیں قتل نہ کر دگے تاوقتیکہ وہ تم میں سے اپنے برابر قتل نہ کردیں، پھر اس کے بعد تمھاری خیر نہیں ہے۔

اس روز مسلمان کھجوریں کھا رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس جنت کی طرف سبقت کرو جس کی وسعت آسمان و زمین کے برابر ہے۔

عمیر بن الحمام ایک طرف تھے، ہاتھ میں کھجوریں تھیں جن کو وہ کھا رہے تھے، انھوں نے کہا "واہ واہ، واہ" (بخ بخ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا بس کرو، انھوں نے کہا، یہ کھجوریں ہرگز مجھ پر غالب نہ آئیں گی، پھر کہا میں تم پر ہرگز زیادہ نہ کروں گا یہاں تک کہ میں اللہ سے

مل جاؤں (یعنے اب میں زندگی میں سوائے ہاتھ کی کھجوروں کے کوئی کھجور نہ کھاؤں گا) وہ (ہاتھ کی کھجوریں) کھانے لگے، پھر کہا، دور ہو، تمھیں نے مجھے روک لیا، جو ہاتھ میں تھیں وہ پھینک دیں، اپنی تلوار کی طرف اٹھے جو چیتھڑوں میں لپٹی ہوئی لٹکی تھی، اسے لے لیا اور آگے بڑھ کے لڑے یہاں تک کہ شہید ہوگئے، اس روز انھیں غنودگی آرہی تھی۔

مسلمان اڑتی ہوئی بالو پر اترے، بارش ہوئی جس سے وہ مثل کوہ صفا کے ہوگئی، لوگ اس پر آسانی سے دوڑتے تھے۔

اللہ جل ثناءہٗ نے یہ آیت نازل فرمائی اذ یغشیکم النعاس امنۃً منہ وینزل علیکم من السماء ماء لیطھرکم بہ ویذھب عنکم رجز الشیطان ولیربط علی قلوبکم ویثبت بہ الاقدام۔ (اس وقت کو یاد کرو جب کہ اللہ تعالیٰ اپنی جانب سے تمھارے سکون کے لیے تم پر غنودگی طاری کر رہا تھا، اور تم پر آسمان سے بارش نازل فرما رہا تھا تاکہ اس کے ذریعے سے تمھیں پاک کردے، شیطان کا خوف دور کردے، دلوں کو مضبوط کردے اور ثابت قدم کردے)۔

جب آیت "سیھزم الجمع ویولون الدبر" نازل ہوئی (یعنے عنقریب اس جماعت کو شکست ہوگی اور وہ پشت پھیر کر بھاگیں گے) تو عمرؓ کہتے ہیں میں نے کہا کس جماعت کو شکست ہوگی اور کون غالب ہوگی؟ جب یوم بدر ہوا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ زرہ پہن کر حملہ کرتے جاتے ہیں اور "سیھزم الجمع ویولون الدبر" کہتے جاتے ہیں مجھے یقین ہوگیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ان لوگوں کو عنقریب شکست ۱۷
دے گا۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ آیت "واذکروا اذ انتم قلیل مستضعفون فی الارض" (اس وقت کو یاد کرو جب کہ تم لوگ قلیل اور روئے زمین پر کمزور سمجھے جاتے تھے) یوم بدر کے متعلق نازل ہوئی، یہ آیت "اذا لقیتم الذین کفروا زحفا فلا تولوھم الادبار" (جب تم لوگ کفار کا مقابلہ کرنا تو

پشت نہ پھیرنا) بھی یوم بدر کے بارے میں نازل ہوئی، اور یہ آیت "یسئلونک عن الانفال" (آپ سے لوگ مال غنیمت کے بارے میں سوال کرتے ہیں) یوم بدر کے بارے میں نازل ہوئی۔

ایوب و یزید بن حازم سے مروی ہے کہ عکرمہ کو یہ پڑھتے سُنا "فثبتوا الذین آمنوا" (یعنے اے ملائکہ تم ایمان والوں کو ثابت قدم رکھنا)، (اتنا مضمون تو ایوب و یزید کا متفق علیہ ہے)۔

حماد نے کہا کہ (روایت میں) ایوب نے (اتنا اور) بڑھایا کہ عکرمہ نے کہا "فاضربوا فوق الاعناق" (اے ملائکہ تم کفار کی گردنیں مارو)۔ اُس روز آدمی کا سر جدا ہوجاتا تھا اور یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ کس نے مارا، آدمی کا ہاتھ جدا ہوجاتا تھا اور یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ کس نے علیحدہ کیا۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس روز فرمایا:۔ ابوجہل کو تلاش کرو، لوگوں نے تلاش کیا تو وہ نہ ملا، آپ نے دوبارہ فرمایا کہ اُسے تلاش کرو، کیونکہ اُس کے ساتھ میرا یہ وعدہ ہے کہ اُس کا گھٹنہ گذرگاہ ہوگا، جب تلاش کیا تو اس طرح پایا کہ اُس کا گھٹنہ گذرگاہ تھا۔

اُس روز اہل بدر کے فدیے کی مقدار چار ہزار اور اس سے کم تک پہنچ گئی، اگر کوئی آدمی اچھا لکھنا جانتا تھا تو اُس سے یہی فدیہ ٹھہرا لیا گیا کہ وہ لکھنا سکھا دے۔

علیؓ بن ابی طالب سے مروی ہے کہ جب یوم بدر ہوا تو میں نے کسی قدر جنگ کی، پھر جلدی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہ دیکھوں آپ نے کیا کیا، آپ سجدے میں یہ فرمارہے تھے "یاحی یاقیوم، یاحی یاقیوم" اس پر کچھ بڑھاتے نہ تھے، میں میدان جنگ کو لوٹا، واپس آیا تو آپ حالت سجدہ میں یہی فرمارہے تھے، میں عرصۂ جنگ کو واپس ہوا تو آپ حالت سجدہ میں یہی فرمارہے تھے، اللہ نے آپ کو فتح عطا فرمائی۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حصے میں ایک تلوار ذوالفقار مخصوص فرمائی۔

عباد ۃ بن حمزۃ بن الزبیر سے مروی ہے کہ بدر کے دن جو ملائکہ نازل ہوئے اُن کے عمامے زرد تھے، زبیر کے پاس بدر کے دن زرد رومال تھا جس کا وہ عمامہ باندھے تھے۔

عطیۃ بن قیس سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی جنگ سے فارغ ہوئے تو جبرئیلؑ سرخ گھوڑے پر سوار ہو کر آپ کے پاس آئے، اُن کی پیشانی پر بل پڑے تھے، زرہ پہنے ہوئے تھے، اور ہاتھ میں نیزہ تھا جس کی باڑھ غبار آلود تھی، انھوں نے عرض کی، یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے، اور یہ حکم دیا ہے کہ آپ کے راضی ہونے تک آپ سے جدا نہ ہوں، آیا آپ راضی ہیں، فرمایا، ہاں راضی ہوں، تو وہ واپس ہوئے۔ ۱۸

عکرمہ سے مروی ہے کہ "اذ انتم بالعدوۃ الدنیا وھم بالعدوۃ القصوی" (یہ وقت تھا جب کہ تم اس میدان کے اس کنارے پر تھے اور وہ لوگ اُس کنارے پر)، وہ لوگ وادی کے ایک کنارے پر تھے اور یہ لوگ دوسرے کنارے پر۔

اسی طرح اُسے عفان نے بھی "بالعدوۃ" پڑھا ہے۔

عامر سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر روانہ ہوئے تو آپ نے عمرو بن ام مکتوم کو مدینے میں اپنا خلیفہ بنایا۔

عطاء بن ابی رباح سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے بدر کی نماز جنازہ پڑھی۔

زکریا بن ابی زائدہ، عامر سے روایت کرتے ہیں کہ بدر اُسی شخص کا تھا جس کا نام بدر تھا، اپنے میں تھا۔

محمد بن سعد (مؤلف کتاب ہذا) کہتے ہیں کہ محمد بن عمر نے بیان کیا کہ ہمارے مدنی دوست اور سیرت کے راوی سب یہی کہتے ہیں کہ

مقام کا نام ہے (نہ کہ کسی شخص کا نام)۔

سریۂ عمیر بن عدی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے انیسویں مہینے کے شروع میں ۲۵ ررمضان کو عمیر بن عدی بن خرشہ الخطمی کا عصماء بنت مروان کی طرف سریہ ہے جو بنی امیہ بن زید میں سے تھی۔

عصماء یزید بن زید بن حصن الخطمی کے پاس تھی، اسلام کی ہجو کرتی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچاتی، آپ کی مخالفت پر برانگیختہ کرتی اور شعر کہتی تھی۔

عمیر بن عدی اس کے پاس آئے، مکان میں داخل ہوئے، عصماء کے ارد گرد اس کے بچوں کی ایک جماعت سو رہی تھی، گود میں بھی ایک بچہ تھا جسے وہ دودھ پلاتی تھی، عمیر نابینا تھے، ہاتھ سے ٹٹول کر بچے کو ماں سے علیحدہ کیا، تلوار اس کے سینے پر رکھ دی، جو جسم کے پار ہو گئی۔

عمیر نے صبح کی نماز مدینے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ کیا تم نے دختر مروان کو قتل کر دیا، انھوں نے عرض کی ہاں، کیا اس بارے میں میرے ذمے کچھ اور ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں، اس کے بارے میں دو بھیڑیں لڑیں گی۔

یہ کلمہ وہ تھا جو سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عمیر بصیر (بینا) رکھا۔

سریۂ سالم بن عمیر

شروع شوال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے

بیسویں مہینے ابوعفک یہودی کی جانب سالم بن عمیر العمری کا سریہ ہے، ابوعفک بنی عمرو بن عوف کا بہت بڑا بوڑھا تھا جو ایک سو برس کا تھا، یہودی تھا، لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت پر برانگیختہ کرتا، اور شعر کہتا تھا۔

سالم بن عمیر نے جو بہ کثرت رونے والوں میں سے تھے، اور بدر میں حاضر ہوئے تھے، کہا کہ مجھ پر یہ نذر ہے کہ یا تو میں ابوعفک کو قتل کروں گا، یا اس کے لیے مر جاؤں گا، وہ ٹھہرے ہوئے اس کی غفلت کے انتظار میں تھے۔

گرمی کی ایک رات ابوعفک میدان میں سویا، سالم بن عمیر کو اس کا علم ہوگیا، وہ سامنے آئے اور تلوار اس کے جگر پر رکھ دی، اسے دبا کے کھڑے ہوگئے یہاں تک کہ وہ اس کے بستر میں گھس گئی، اللہ کا دشمن چلایا تو اس کے ماننے والے دوڑے آئے، لاش اس کے گھر لے گئے اور دفن کر دی۔

غزوۂ بنی قینقاع

نصف شوال شنبے کے روز ہجرت کے بیسویں مہینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قینقاع سے جنگ کی، بنی قینقاع یہودی تھے اور عبد اللہ بن ابی بن سلول کے حلیف، یہودیوں میں ان سے زیادہ کوئی بہادر اور ہمت والا نہ تھا، یہ لوگ سنار تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے انھوں نے صلح کر لی تھی، جنگ بدر ہوئی تو اُن لوگوں نے نافرمانی وحسد کا اظہار کیا اور عہد و میثاق کو توڑ دیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے نبی پر یہ آیت نازل فرمائی "وامّا تخافنّ من قوم خیانۃ فانبذ الیھم علی سواء ان اللہ لا یحب الخائنین" (اور اگر آپ کو کسی قوم سے خیانت (یعنی عہد شکنی) کا اندیشہ ہو تو آپ اُن کے عہد کو مساوی طور پر واپس کر دیجئے۔ بے شک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو

پسند نہیں کرتا)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے بنی قینقاع سے اندیشہ ہے، آپ اس آیت کی وجہ سے اُن کی جانب روانہ ہوگئے، اُس روز آپ کا جھنڈا حمزہ بن عبدالمطلب لیے تھے، یہ جھنڈا سفید تھا، دوسرے چھوٹے جھنڈے نہ تھے۔

آنحضرتؐ نے ابولبابہ بن عبدالمنذر العمری کو مدینے میں اپنا خلیفہ بنایا، اور یہود کی طرف روانہ ہوئے، ذی القعدہ کے چاند تک پندرہ روز بنی قینقاع کا محاصرہ رکھا، وہ سب سے پہلے یہودی تھے جنھوں نے بدعہدی اور جنگ کی اور قلعے میں محفوظ ہوگئے۔

آپ نے اُن کا نہایت سختی سے محاصرہ کیا، اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں میں رعب ڈال دیا، اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فیصلے پر راضی ہوگئے کہ اُن کا مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے، عورتیں اور بچے اُن کے لیے۔ آپ نے حکم دیا تو اُن کی مشکیں کس دی گئیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکیں کسنے پر المنذر بن قدامہ السلمی کو مامور فرمایا جو قبیلۂ سعد بن خیثمہ کے بنی السلم میں سے تھے، عبداللہ بن ابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جان بخشی کی درخواست کی، بہت اصرار کیا تو آپ نے فرمایا انھیں چھوڑ دو خدا ان پر لعنت کرے، ان کے ساتھ اُس (عبداللہ بن ابی سلول) پر بھی لعنت کرے۔

آنحضرت نے اُن کی جان بخش دی اور حکم دیا کہ مدینے سے باہر نکال ٢٠
دیے جائیں، اس کام پر عبادۃ بن الصامت مامور ہوئے، یہود اذرعات چلے گئے، مگر وہاں بھی زیادہ نہ رہ سکے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے ہتھیاروں میں سے تین کمانیں لیں جن میں ایک کمان کا نام الکتوم تھا جو غزوۂ احد میں

ٹوٹ گئی، ایک کمان کا نام الروحار تھا اور ایک کا البیضاء، آپ نے اُن کے سامان جنگ میں سے دو زرہیں لیں، الصُغدیہ اور فضہ تین تلواریں لیں، ایک سیف قلعی، دوسری بتّار، اور ایک اور تلوار تھی، تین نیزے لیے، مسلمانوں نے اُن کے قلعے میں بہت سے ہتھیار اور سوناری کے اوزار پائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مخصوص حصہ اور خُمس (پانچواں حصہ) لے لیا، باقی چار حصے اصحاب پر تقسیم فرما دیے، یہ بدر کے بعد پہلا خمس تھا جو لیا گیا، جو شخص اُن لوگوں کے مالوں پر قبضہ کرنے کے لیے مقرر کیا گیا وہ محمد بن مَسلمہ تھے۔

غزوۂ سویق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۵ ذی الحجہ یوم یکشنبہ ہجرت کے بائیسویں مہینے غزوۂ سویق کے لیے روانہ ہوئے، مدینے میں ابو لبابہ بن المنذر العمری کو خلیفہ بنایا۔

مشرکین جب بدر سے واپس ہوئے تو ابوسفیان بن حرب نے تیل کو حرام کر دیا تاوقتیکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اُن کے اصحاب سے انتقام نہ لے لیا جائے، حدیث زہری کی بنا پر وہ دو سو سواروں کے ہمراہ روانہ ہوا، اور حدیث ابن کعب کی بنا پر چالیس سواروں کے ساتھ۔

ابوسفیان النجدیہ پہنچے، رات کے وقت بنی النضیر کے پاس گئے، حیی بن اخطب کا دروازہ کھٹکھٹایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے حالات دریافت کریں، مگر اُس نے دروازہ کھولنے سے انکار کیا، سلام بن مشکم کا دروازہ کھٹکھٹایا تو اُس نے

کھول دیا، اُن کی ضیافت کی، شراب پلائی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات بھی بتائے۔

جب تڑکا ہوا تو ابوسفیان بن حرب نکلا، العریض تک گیا، مدینے اور العریض کے درمیان تقریباً تین میل کا فاصلہ ہے، وہاں اُس نے انصار کے ایک آدمی کو قتل کر دیا جو اُس کا اجیر (مزدور) تھا، چند مکانات اور گھاس جلا دی، اُس نے یہ خیال کیا کہ قسم پوری ہوگئی اور پشت پھیر کر بھاگا۔

یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی، تو آپ نے اصحاب کو ندا دی، مہاجرین و انصار کے دو سو آدمیوں کے ہمراہ اُن لوگوں کے نشانِ قدم پر روانہ ہوئے، ابوسفیان اور اُس کے ساتھی تیز بھاگنے لگے، ستّو کی تھیلیاں گراتے جاتے تھے جو عام طور پر اُن کا زادِ راہ تھا، مسلمان انھیں لے لیتے تھے، اسی سے اس کا نام غزوۂ سویق ہو گیا (سویق بمعنی ستّو)۔

مسلمان اُن سے نہ مل سکے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے واپس ہوئے، آپ پانچ روز (مدینے سے) باہر رہے۔

غزوۂ قرقرة الکدر

یا

قرارة الکدر

پھر نصف محرم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے تئیسویں مہینے غزوۂ قرقرة الکدر یا قرارة الکدر کے لیے روانہ ہوئے، یہ مقام

معادن بنی سلیم کے قریب ہے جو سُد معونہ کے اِس طرف الارحضیہ کے علاقے میں ہے، مدینے اور معدن کے درمیان آٹھ برد (۹۶ میل) کا فاصلہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا علی بن ابی طالب نے اُٹھایا، آپ نے مدینے پر عبداللہ بن ام مکتوم کو خلیفہ بنایا۔

خبر پہنچی کہ اس مقام پر سُلیم و غطفان کا ایک گروہ ہے، آپ اُن کی جانب گئے مگر وہاں کسی کو نہ پایا، اصحاب کی ایک جماعت کو وادی کے بلند حصے کی طرف بھیجا، اور خود اُن لوگوں کی طرف متوجہ رہے، چند چرواہے ملے جن میں ایک غلام یسار تھا، اُس سے لوگوں کو دریافت فرمایا، تو اُس نے کہا مجھے کوئی علم نہیں، میں تو پانچویں دن پانی کے لیے جاتا ہوں اور آج چوتھا روز ہے، لوگ کنوؤں اور پانی کی طرف جا چکے ہیں، اور ہم لوگ چوپایوں کے لیے گھروں سے دور ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح واپس ہوئے کہ چوپایوں پر قابض ہو چکے تھے، انھیں آپ نے مدینے کی طرف روانہ فرمایا، لوگوں نے مال غنیمت مدینے سے تین میل کے فاصلے پر صرار میں تقسیم کر لیا، چوپائے پانچ سو اونٹ تھے، آپ نے خمس (پانچواں حصہ) نکال لیا اور چار خمس مسلمانوں پر تقسیم کر دیے، ہر شخص کو دو دو اونٹ ملے، وہ لوگ دو سو آدمی تھے، یسار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے میں آیا آپ نے اسے آزاد کر دیا، اس لیے کہ نماز پڑھتے دیکھا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مدینے سے) پندرہ شب باہر رہے۔

سریۂ قتل کعب بن الاشرف

کعب بن الاشرف یہودی کے قتل کا سریہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے پچیسویں مہینے ۱۴ ربیع الاول کو ہوا، وہ شاعر تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی ہجو کیا کرتا تھا، مخالفت پر لوگوں کو برانگیختہ کرتا اور ایذا دیتا تھا، غزوۂ بدر ہوا تو وہ ذلیل و سرنگوں ہو گیا اور کہا کہ آج زمین کا شکم اس کی پشت سے بہتر ہے۔

وہ مکے آیا، مقتولین پر قریش کو رُلایا اور شعر کے ذریعے سے برانگیختہ کیا، مدینے آیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے اللہ، ابن الاشرف کے اعلان شر اور شعر کہنے کو تو جس طرح چاہے مجھ سے روک دے، نیز ارشاد فرمایا، کوئی ہے جو ابن الاشرف سے میرا انتقام لے، کیونکہ اس نے مجھے ایذا پہنچائی ہے۔

محمد بن مسلمہ نے عرض کی، اس کے لیے میں ہوں، یا رسول اللہ میں اُسے قتل کر دوں گا، آپ نے اجازت دی اور فرمایا سعد بن معاذ سے اس کے بارے میں مشورہ کر لو، محمد بن مسلمہ اور قبیلۂ اوس کے چند آدمی جمع ہوئے جن میں عباد بن بشر، ابو نائلہ سلکان بن سلامہ، الحارث بن ۲
اوس بن معاذ اور ابو عبس بن جبر بھی تھے۔

انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہم لوگ اُسے قتل کر دیں گے، اجازت دیجیے کہ ہم کوئی بات بنائیں، فرمایا مناسب ہے، ابو نائلہ کعب بن الاشرف کے رضاعی (دودھ شریک) بھائی تھے۔

وہ اُس کے پاس روانہ ہو گئے، کعب کو سخت تعجب ہوا اور ڈر گیا، اس پر انھوں نے کہا میں ابو نائلہ ہوں، میں تو صرف اس لیے تیرے پاس آیا ہوں کہ تجھے اس شخص کے آنے کی خبر دوں جو ہم لوگوں پر

مصیبت ہے، عرب ہم سے لڑتے ہیں اور ایک ہی کمان سے تیر مارتے ہیں، حالانکہ ہم لوگ اُس سے کنارہ کشی چاہتے ہیں، میرے ہمراہ وہ لوگ ہیں جن کی رائے میری رائے کے موافق ہے، میں چاہتا ہوں کہ انھیں تیرے پاس لے آؤں، ہم لوگ تجھ سے غلہ اور کھجور خرید یں اور جو چیز قابل اعتماد ہو تیرے پاس رہن کر دیں۔

وہ اُن کی بات سے مطمئن ہو گیا اور کہا کہ انھیں جب چاہو لے آؤ، وہ اُس کے پاس سے کسی وقت کے وعدے پر نکلے، ساتھیوں کے پاس آئے اور انھیں خبر دی تو وہ سب اس رائے پر متفق ہو گئے کہ اُس کے پاس اُس وقت چلیں جب شام ہو جائے۔

وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ کو خبر دی، آپ اُن کے ہمراہ روانہ ہوئے، بقیع تک تشریف لائے، انھیں روانہ کر دیا اور فرمایا کہ اللہ کی مدد اور برکت کے بھروسے پر تم لوگ جاؤ۔

چاندنی رات میں وہ لوگ روانہ ہوئے، اور اُس کے قلعے تک پہنچے، ابو نائلہ نے پکارا تو وہ اُٹھ کھڑا ہوا، اُس کی عورت نے رضائی پکڑ لی اور کہا تو کہاں جاتا ہے؟ تو تو ایک جنگجو آدمی ہے، اُس نے حال ہی میں شادی کی تھی، کعب نے کہا مجھ سے وعدہ ہے، وہ تو میرا بھائی ابو نائلہ ہے، اُس نے اپنے ہاتھ سے رضائی اوڑھ لی۔ اور کہا اگر مرد کو نیزہ مارنے کو بھی بلایا جائے تو چاہیے کہ قبول کرے۔

کعب اُن کے پاس آیا، ان لوگوں نے تھوڑی دیر تک باتیں کیں یہاں تک کہ وہ اُن سے کھل گیا اور مانوس ہو گیا، ابو نائلہ نے اپنا ہاتھ اُس کے بالوں میں داخل کر دیا اور سر کے تیٹے (بال) پکڑ لیے، اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اللہ کے دشمن کو قتل کر دو، سب نے اپنی اپنی تلوار سے وار کیے، مگر بے سود، بعض تلواروں نے بعض کو لوٹا دیا، کعب ابو نائلہ سے چمٹ گیا۔

محمد بن مسلمہ کہتے ہیں: مجھے ایک گپتی یاد آئی جو میری تلوار میں تھی

اُسے کھینچ لیا اور اُس کی ناف میں گھسیڑ کے زور سے دبایا، گُپتی کاٹتی ہوئی زیرِ ناف اُتر گئی، اللہ کے دشمن نے ایک ایسی چیخ ماری جس سے یہود کے قلعوں میں سے کوئی قلعہ باقی نہ رہا جس پر آگ نہ روشن ہوگئی ہو۔

انھوں نے اُس کا سر کاٹ لیا اور اپنے ہمراہ لے آئے بقیع الغرقد پہنچے تو تکبیر کہی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس شب کو کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، اُن کی تکبیر سُنی تو آپ نے بھی تکبیر کہی اور سمجھ گئے کہ اُنھوں نے اُسے قتل کر دیا۔

وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے، آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان چہروں کو فلاح یاب کرے، اُنھوں نے کہا یا رسول اللہ آپ کے چہرے کو بھی، یہ کہا اور آپ کے آگے کعب کا سر ڈال دیا، آپ نے اللہ کی حمد کی، صبح ہوئی تو فرمایا: یہودیوں میں سے تم جس پر قابو پاؤ قتل کر دو، وہ ڈر رہے، اُن میں سے کوئی نہیں نکلا اور نہ کچھ بولے۔ انھیں اندیشہ ہوا کہ ابن الاشرف کی طرح اُن پر بھی شب خون نہ مارا جائے۔

زہری سے حق تعالیٰ کے اس قول "ولتسمعن من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذی کثیرا" (اُن لوگوں سے جن کو تم سے قبل کتاب دی گئی اور اُن لوگوں سے جنھوں نے شرک کیا تم لوگ ضرور ضرور بہت سی ایذا رساں باتیں سنوگے) کے بارے میں مروی ہے کہ وہ کعب بن الاشرف ہے جو مشرکین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے خلاف اپنے اشعار سے برانگیختہ کرتا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی ہجو کرتا تھا۔

۳ انصار میں سے پانچ آدمی اُس کے پاس گئے جن میں محمد بن مسلمہ اور ایک اور شخص تھے، جنھیں ابو عبس کہا جاتا تھا، وہ العوالی میں اپنی قوم کی مجلس میں تھا، جب اُس نے اُن کو دیکھا تو ڈرا اور اُن کی

حالت سے بھڑک گیا۔
ان لوگوں نے کہا کہ ہم تیرے پاس ایک ضرورت سے آئے ہیں، اُس نے کہا تم میں سے ایک شخص میرے پاس آئے اور اپنی ضرورت سے مجھے آگاہ کرے، ایک آدمی اُس کے پاس آیا اور کہا کہ ہم تو اس لیے تیرے پاس آئے ہیں کہ تیرے ہاتھ وہ زرہیں فروخت کریں جو ہمارے پاس ہیں تاکہ ہم انھیں خرچ کریں، اُس نے کہا بخدا اگر تم لوگ ایسا کرو گے تو (تو تم اچھا کرو گے) جب سے یہ شخص (یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) تم میں اترا ہے تم لوگ مصیبت میں پڑ گئے۔
انھوں نے وعدہ کیا کہ اُس کے پاس ایسے وقت آئیں گے جب کوئی دوسرا نہ ہوگا، حسب وعدہ کعب کے پاس پہنچ کر آواز دی، اُس کی عورت نے کہا کہ کیا ان لوگوں نے کسی ایسی چیز کے لیے تیرا دروازہ کھٹکھٹایا ہے جو تجھے پسند ہے، اُس نے کہا ان لوگوں نے اپنی غرض اور مقصد کے متعلق مجھے پہلے ہی آگاہ کر دیا ہے۔
عکرمہ سے مروی ہے کہ کعب ان لوگوں کے سامنے آیا اور پوچھا کہ میرے پاس کیا رہن کرو گے، کیا اپنے بیٹے رہن کرو گے؟ اُس کا ارادہ یہ تھا کہ انھیں کھجوریں قرض دے۔
انھوں نے کہا کہ ہم لوگ اس سے شرماتے ہیں کہ ہمارے لڑکوں کو عار دلائی جائے اور کہا جائے کہ یہ ایک وسق پر گرو ہے اور یہ دو وسق پر، اُس نے کہا اچھا اپنی عورتوں کو میرے پاس رہن کر دو، انھوں نے کہا تو سب سے زیادہ خوب صورت ہے، ہمیں تجھ سے اطمینان نہیں، کون عورت ہے جو تیری خوب صورتی کی وجہ سے تجھ سے بچ سکے گی، البتہ ہم لوگ اپنے ہتھیار تیرے پاس رہن کر دیں گے، تجھے معلوم ہے کہ آج کل ہمیں ہتھیاروں کی کس قدر ضرورت ہے، اُس نے کہا، ہاں، اپنے ہتھیار لے آؤ اور جو چاہو لا دو لے جاؤ۔
اصحاب نے کہا کہ ہمارے پاس آؤ تاکہ معاملے کی گفتگو کریں،

کعب اترنے لگا تو اس کی عورت لپٹ گئی، اور کہا کہ اس قسم کے لوگوں کے پاس قوم میں سے کسی کو بھیج دیا کر جو تیرے ہمراہ ہوں، اس نے کہا اگر یہ لوگ مجھے سوتا ہوا پاتے تو نہ جگاتے، عورت نے کہا اچھا چھت ہی پر سے ان سے بات کرلے۔

وہ نہ مانا، اور ان کے پاس اتر آیا، اس کی خوشبو تمام مہک رہی تھی، پوچھا، اے فلاں، یہ کیسی خوشبو ہے، اس نے کہا یہ فلاں کی ماں (یعنی اس کی عورت) کا عطر ہے، ایک آدمی اس کا سر سونگھنے کے بہانے سے بڑھا، اور مضبوط پکڑ کے کہا، اللہ کے دشمن کو قتل کردو۔

ابو عبس نے اس کے کوکھ میں نیزہ مارا اور محمد بن مسلمہ نے تلوار ماری، وہ قتل ہوگیا تو واپس ہوئے۔

یہود کی صبح خوف کی حالت میں ہوئی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور شکایت کی کہ ہمارا سردار دغا سے قتل کیا گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے افعال یاد دلائے کہ کس طرح وہ لوگوں کو برانگیختہ کرتا تھا، لڑائی پر ابھارتا تھا، اور ایذا پہنچاتا تھا، آپ نے انھیں اس امر کی دعوت دی کہ اپنے اور آپ کے درمیان ایک معاہدہ صلح لکھ دیں جو کافی ہو۔

یہ عہدنامہ اب تک علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ غطفان

ہجرت کے پچیسویں مہینے ماہ ربیع الاول میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نجد کی جانب غزوہ غطفان ہے جو النخیل کے نواح میں ذو امر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ بنی ثعلبہ و محارب کی ایک جماعت نے ذی امر میں جمع ہو کر یہ قصد کیا ہے کہ آپ کو تمام اطراف سے

گھیر لیں، یہ فعل بنی محارب میں سے ایک شخص کا ہے جس کا نام دعثور بن
الحارث ہے۔ ۲۴

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو جمع کیا اور چارسو پچاس آدمیوں کے ہمراہ جن کے پاس گھوڑے تھے ۱۲ ربیع الاول کو روانہ ہوئے، مدینے میں عثمان بن عفان کو خلیفہ بنایا۔ مسلمانوں کو ذی القصہ میں بنی ثعلبہ کا ایک شخص ملا جس کا نام جبار تھا، لوگ اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے، اُس نے اُن کی خبر دی اور کہا کہ اگر وہ لوگ آپ کی آمد سُن لیں گے تو ہرگز مقابلہ نہ کریں گے، وہ لوگ پہاڑ کی چوٹیوں پر بھاگ گئے، میں آپ کے ہمراہ چلتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے اسلام کی دعوت دی، وہ مسلمان ہوگیا اُسے بلال کے ساتھ کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی سے مقابلہ نہ ہوا، آپ انھیں پہاڑوں کی چوٹیوں پر دیکھ رہے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب بارش سے بھیگ گئے، آپ نے اپنے دونوں کپڑے اتار کر پھیلا دیے تاکہ خشک ہو جائیں، درخت پر لٹکا دیے اور خود ایک کروٹ لیٹ گئے۔

دشمنوں میں سے ایک شخص آیا جس کا نام دعثور بن الحارث تھا، اُس کے پاس تلوار تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سرہانے کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا کہ آج آپ کو مجھ سے کون بچائے گا، آپ نے فرمایا "اللہ" جبرئیلؑ نے آپ کے سینۂ مبارک میں القا کیا تھا۔

تلوار اُس کے ہاتھ سے گر پڑی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُٹھا لی اور فرمایا: تجھے مجھ سے کون بچائے گا، اُس نے کہا کوئی نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں، وہ اپنی قوم کے پاس آیا اور انھیں اسلام کی دعوت دینے لگا۔

اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی "یا ایھا الذین آمنو

اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ ھم قوم الآیہ" (اے ایمان والو اپنے اوپر اللہ کے انعام کو یاد کرو جب کہ ایک قوم نے تم پر دست درازی کا ارادہ کیا تو اللہ نے اُن کا ہاتھ روک دیا)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے، نوبت جنگ کی نہیں آئی، اور آپ کی غیبت گیارہ دن رہی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوۂ بنی سُلیم

۶ رجمادی الاولی ہجرت کے ستائیسویں مہینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بحران کا غزوہ ہے، بحران الفرع کے نواح میں ہے، مدینے اور فرع کے درمیان آٹھ بُرُد (۹۶ میل) کا فاصلہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ بحران میں بنی سُلیم کا مجمع ہے، آپ تین سو اصحاب کے ہمراہ روانہ ہوئے، مدینے میں ابن ام المکتوم کو خلیفہ بنایا اور تیز چل کر آپ بحران میں وارد ہو گئے، معلوم ہوا کہ لوگ اپنے اپنے پانی کے مقامات کو منتشر ہو گئے، آپ واپس ہوئے، نوبت جنگ نہیں آئی، کل دس روز آپ باہر رہے۔

سریۂ زید بن حارثہ

زید بن حارثہ کا سریہ القردہ کی جانب ہجرت کے اٹھائیسویں مہینے شروع جمادی الآخر میں پیش آیا، یہ سب سے پہلا سریہ ہے جس میں

زید امیر بنکے نکلے، القردہ نجد کی زمین بین الزیدہ اور الغمرہ کے
۲۵ درمیان ذات عرق کے نواح میں ہے۔
انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلۂ قریش کے روکنے کے لیے بھیجا جس میں صفوان بن امیہ اور حویطب بن عبدالعزیٰ اور عبداللہ بن ابی ربیعہ تھے، اُن کے ہمراہ بہت سا مال، سونے چاندی کے سکے، برتن اور چاندی تھی، جن کا وزن تیس ہزار درم تھا، اُن کا رہبر فرات بن حیان العجلی تھا، اُس نے انھیں عراق کے راستے سے ذات عرق روانہ کیا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی تو آپ نے زید بن حارثہؓ کو سو سواروں کے ہمراہ روانہ کیا، انھوں نے اُسے روکا اور قافلے کو پالیا، قوم کے بڑے بڑے لوگ بچ کر نکل گئے، تمام مال یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے، آپ نے اُسے پانچ حصوں پر تقسیم فرمایا، اُس کا ایک خمس (پانچواں حصہ) بیس ہزار درم کو پہنچا، جو بچا وہ آپ نے اہل سریہ کو تقسیم کر دیا۔
فرات بن حیان جو گرفتار کر لیا گیا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا، اُس سے کہا گیا کہ اگر تو اسلام لائے گا تو چھوڑ دیا جائے گا۔ وہ اسلام لے آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی جان بخش دی۔

غزوۂ احد

۷، شوال یوم شنبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کے بتیسویں مہینے غزوۂ احد پیش آیا۔

مشرکین جو بدر میں آئے تھے جب مکے کو لوٹے تو اس قافلے کو جسے ابوسفیان بن حرب لایا تھا دار الندوہ میں ٹھیرا ہوا پایا، سرداران قریش ابوسفیان کے پاس گئے اور کہا ہم لوگ نہایت خوش ہوں گے اگر تم اس قافلے کے نفع سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف (جانے کے لیے) سامان سفر مہیا کرو، ابوسفیان نے کہا میں پہلا شخص ہوں جس نے اسے منظور کیا، اور عبد مناف کی اولاد بھی میرے ساتھ ہے۔

مال فروخت ہو کر سونا جمع ہوا کُل ایک ہزار اونٹ تھے اور پچاس ہزار دینار کا مال تھا، قافلے کے مالکوں کو اصل سرمایہ دیدیا گیا اور نفع نکال لیا گیا۔ معمول یہ تھا کہ ایک دینار میں دینار (نفع) لیتے تھے۔ انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی "ان الذین کفروا ینفقون اموالھم لیصدوا عن سبیل اللہ" (وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا، اپنے مال کو اس لیے خرچ کرتے ہیں کہ اللہ کے راستے سے روکیں) انھوں نے قاصد روانہ کیے جو عرب میں جاکر نصرت کی دعوت دیتے تھے، انھوں نے سب سے مال جمع کیا، جو عرب ان کے ساتھ تھے سب متفق ہو کر حاضر ہوئے، قریش نے ہمراہ عورتوں کو لینے پر بھی اتفاق کیا تاکہ وہ مقتولین بدر کو یاد دلائیں، انھیں غصہ دلائیں جس سے شدت انتقام تیز ہو۔

عباس رض بن عبد المطلب نے تمام باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھ بھیجیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن الربیع کو عباس رض کے خط کی خبر دی، یہودیوں اور منافقوں نے مدینے میں خوفناک خبریں مشہور کر دیں، قریش مکے سے روانہ ہوگئے، ان کے ہمراہ اپنی قوم کے پچاس آدمیوں کے ساتھ فاسق ابوعامر بھی تھا جو اس کے قبل راہب کہلاتا تھا۔

ان کی تعداد تین ہزار تھی، سات سو زرہیں، دو سو گھوڑے،

تین ہزار اونٹ اور پندرہ عورتیں ساتھ تھیں، خبر روانگی لوگوں میں شائع ہوگئی، یہاں تک کہ وہ ذوالحلیفہ میں اترے۔

۲۶ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دو جاسوسوں انس و مونس کو جو فضالہ کے بیٹے اور الظفری تھے ۵ شوال شب پنجشنبہ کو روانہ کیا، وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُن کی خبر لائے، قریش نے اپنے اونٹ اور گھوڑے العریض کی کھیتی میں چھوڑے، وہاں سے روانہ ہوئے تو گھاس ختم ہو چکی تھی۔

آپ نے الحباب بن المنذر بن الجموح کو بھی ان کی طرف روانہ کیا، وہ لشکر میں داخل ہوئے، تعداد کا اندازہ کیا اور آپ کے پاس خبر لائے۔

سعد بن معاذ، اُسید بن حضیر اور سعد بن عبادہ شب جمعہ کو مسلح ہو کے مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر رہے، مدینے کی حفاظت کی گئی، یہاں تک کہ صبح ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس شب کو خواب دیکھا کہ آپ ایک مضبوط زرہ پہنے ہیں، آپ کی تلوار ذوالفقار دھار کے پاس سے تڑک گئی ہے، ایک گائے ذبح کی جا رہی ہے، اور ایک مینڈھا اُس کے پیچھے ہے۔ آپ نے اصحاب کو اس کی خبر دی اور تعبیر بیان فرمائی کہ محفوظ زرہ سے مراد مدینہ ہے، تلوار کا تڑکنا خود مجھ پر مصیبت کی علامت ہے، ذبح کی ہوئی گائے میرے اصحاب کا قتل ہے، مینڈھے کا پیچھا کرنا، اس سے مراد لشکر کفار ہے جسے اللہ تعالیٰ قتل کرے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خواب کی بنا پر یہ رائے ہوئی کہ مدینے سے نہ نکلیں، آپ چاہتے تھے کہ آپ کی رائے کی موافقت کی جائے، اصحاب سے مشورہ فرمایا تو عبداللہ بن ابی بن سلول نے کہا کہ آپ نہ نکلیں، اکابر مہاجرین و انصار کی بھی یہی رائے تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ مدینے ہی میں رہو اور عورتوں اور بچوں کو قلعوں میں کر دو۔

دو نوجوانوں نے جو بدر میں حاضر نہیں ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمن کی طرف نکلنے کی درخواست کی اور شہادت کی رغبت ظاہر کی انھوں نے کہا کہ ہمیں ہمارے دشمن کی طرف لے چلیے، پھر ان لوگوں کا غلبہ ہوگیا جو باہر نکلنا چاہتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز جمعہ پڑھائی، وعظ بیان فرمایا، انھیں کوشش اور جہاد کرنے کا حکم دیا، اور یہ خبر دی کہ جب تک وہ صبر کریں گے ان کی مدد ہوگی، انھیں اپنے دشمن کے مقابلے کے لیے طیاری کا حکم دیا چنانچہ لوگ روانگی سے خوش ہوئے۔

آپ نے لوگوں کو نماز عصر پڑھائی، سب جمع تھے، اہل العوالی بھی حاضر ہوگئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مکان میں داخل ہوئے، آپ کے ہمراہ ابوبکرؓ و عمرؓ بھی تھے، دونوں اصحاب نے آپ کے عمامہ باندھا، لباس (جنگ) پہنایا، لوگ صف باندھے ہوئے آپ کے برآمد ہونے کا انتظار کر رہے تھے

سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر نے کہا کہ تم نے باہر نکلنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زبردستی کی، حالانکہ امر مناسب آپ پر آسمان سے نازل ہوجاتا ہے، لہذا تم لوگ معاملے کو آپ ہی کے سپرد کردو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح برآمد ہوئے کہ زرہ پہنے ہوئے تھے، آپ نے زرہ کو ظاہر کیا اور اس کے درمیان چمڑے کی پیٹی سے باندھا تھا جو تلوار لٹکانے کی تھی، آپ عمامہ باندھے اور تلوار لٹکائے ہوئے تھے، ڈھال پشت پر تھی۔

سب لوگ اس پر نادم ہوئے جو انھوں نے کیا اور عرض کی ہمیں یہ حق نہیں ہے کہ آپ کی مخالفت کریں، لہذا جو آپ کو مناسب معلوم ہو وہ کیجیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی نبی کو یہ مناسب نہیں کہ جب وہ اپنی زرہ پہن لے تو اسے اتار دے تاوقتیکہ اللہ اس کے اور دشمن کے درمیان فیصلہ نہ کر دے، تم اسے دیکھو جس کا میں نے تمھیں حکم دیا، اسے کرو اور اللہ کے نام پر روانہ ہوجاؤ، تمھاری ہی مدد ہوگی،

۲۷ جب تک تم صبر کرو گے۔
آپ نے تین نیزے طلب فرمائے اور تین جھنڈے بنائے، اوس کا جھنڈا اسید بن حضیر کو دیا، خزرج کا جھنڈا الحباب بن المنذر کو، اور کہا جاتا ہے کہ سعد بن عبادہ کو اپنا جھنڈا جو مہاجرین کا جھنڈا تھا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مصعب بن عمیر کو دیا، مدینے پر عبد اللہ بن ام مکتوم کو خلیفہ بنایا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے، کمان کو کندھے پر ڈال لیا اور ایک نیزہ ہاتھ میں لے لیا، مسلمان مسلح اور زرہ پوش تھے، ان کے پاس سو زرہیں تھیں، دونوں سعد یعنی سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ آپ کے آگے نکلے، دونوں دوڑ رہے تھے اور زرہ پوش تھے لوگ آپ کے داہنے اور بائیں تھے۔
اس طرح آپ روانہ ہوئے، جب الشیخین پہنچے جو دو قلعے ہیں تو آپ متوجہ ہوئے اور بہت سے ہتھیار والے لشکر کو دیکھا، جس کے خاص قسم بال تھے، آپ نے فرمایا یہ کیا ہے، لوگوں نے عرض کی، یہ ابن ابی کے یہودی حلفاء ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اہل شرک اہل شرک پر مدد نہ لو، آپ نے جسے واپس کیا اسے واپس کیا اور جسے اجازت دی اسے اجازت دی۔
آفتاب غروب ہوگیا، بلال نے اذان کہی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب کو مغرب کی نماز پڑھائی اور الشیخین ہی میں شب باش ہوئے آپ بنی النجار میں اترے تھے، اس رات کے پہرے پر محمد بن مسلمہ پچاس آدمیوں کے ہمراہ عامل مقرر فرمایا جو رات بھر لشکر کے گرد گشت کرتے رہے۔
مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کہ آپ روانہ ہوئے اور اترے دیکھ لیا تھا، وہ سب جمع ہوگئے عکرمہ بن ابی جہل کو مشرکین کی ایک جماعت کے ساتھ اپنے پہرے پر عامل بنایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پچھلی شب کو اس طور پر روانہ ہوئے کہ آپ کے رہبر ابو حثمہ الحارثی تھے، آپ اسی روز احد کے مقام القنطرۃ تک پہنچ گئے، نماز کا وقت آگیا، آپ مشرکین کو دیکھ رہے تھے، بلالؓ کو (اذان کا) حکم دیا، انھوں نے اذان اور اقامت کہی، آپ نے اصحاب کو صف صف کر کے نماز پڑھائی۔

ابن ابی اسی مقام سے ایک لشکر کے ہمراہ اس طرح اکھڑ گیا کہ گویا وہ ایک مظلوم ہے جو ان کے آگے جا رہا ہے، وہ کہتا جاتا تھا کہ آپ نے میری نافرمانی کی، اور بچوں کی اور ان لوگوں کی اطاعت کی جن کو عقل نہیں، اس کے ہمراہ تین سو آدمی علیحدہ ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف سات سو اصحاب رہ گئے، آپ کے پاس ایک گھوڑا آپ کا اور ایک گھوڑا ابو بردہ بن نیار کا تھا، آپ سامنے آکر اصحاب کو صف بستہ کر رہے تھے، اور پیادہ ہو کر صفوں کو سیدھا کر رہے تھے، آپ نے میمنہ اور میسرہ بنایا، آنحضرت دو زرہیں، خود، اور لوہے کی ٹوپی (مغفر و بیضہ) پہنے ہوئے تھے، آپ نے احد کو اپنی پشت پر، اور مدینے کو سامنے کیا۔

کوہ عینین مع نالے کے بائیں جانب تھا، اس پر پچاس تیر اندازوں کو مقرر کیا، عبد اللہ بن جبیر کو ان کا عامل بنایا، اور سمجھا دیا کہ تم لوگ اپنے اسی مورچے پر کھڑے رہنا، ہماری پشت کی حفاظت کرنا، اگر تم یہ دیکھو کہ ہم کو مال غنیمت ملا ہے تو تم ہمارے شریک نہ ہونا، اور اگر تم یہ دیکھنا کہ ہم قتل ہو رہے ہیں تو ہماری مدد نہ کرنا

مشرکین بھی سامنے آکر اپنی صفوں کو درست کرنے لگے انھوں نے میمنہ پر خالد بن الولید کو اور میسرہ پر عکرمہ بن ابی جہل کو عامل بنایا دونوں کناروں (میمنہ و میسرہ) پر دو سو گھوڑے تھے سواروں پر صفوان بن امیہ کو مقرر کیا اور کہا جاتا ہے کہ عمرو بن العاص کو تیر اندازوں پر جو سو تھے عبد اللہ بن ابی ربیعہ کو، جھنڈا طلحہ بن ابی طلحہ کے

حوالے کیا، ابوطلحہ کا نام عبداللہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار بن قصی تھا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ مشرکین کا جھنڈا کون اٹھائے ہے تو کہا گیا عبدالدار، آپ نے فرمایا، ہم وفائے عہد کے اُن سے زیادہ مستحق ہیں، مصعب بن عمیر کہاں ہیں، عرض کی، یہ یہاں ہیں، فرمایا، جھنڈا لے لو، مصعب بن عمیر نے جھنڈا لے لیا اور وہ اسے لے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے ہو گئے۔

جس شخص نے سب سے پہلے جنگ چھیڑی وہ فاسق ابوعامر تھا، جو اپنی قوم کے پچاس آدمیوں کے ساتھ نکلا اور پکار کر کہا کہ میں ابوعامر ہوں، مسلمانوں نے کہا کہ نہ تیرے لیے مرحبا ہے، اور نہ خوش آمدید، اُس نے کہا کہ میرے بعد میری قوم پر ایک شر نازل ہوا، اُس کے ساتھ قریش کے غلام بھی ہیں۔

وہ لوگ اور مسلمان پتھر پھینکنے لگے، ابوعامر اور اس کے ساتھیوں نے پشت پھیر لی، مشرکین کی عورتیں ڈھول تاشے اور دف بجا کر برانگیختہ کرنے لگیں، مقتولین بدر کی یاد دلا کر یہ اشعار پڑھنے لگیں:-

نحن بنات طارق — نمشی علی النمارق

ہم لوگ رات کو آنے والے کی بیٹیاں ہیں — ہم لوگ تکیے پر چلتے ہیں

ان تقبلوا نعانق — او تدبروا نفارق

اگر تم لوگ مقابلے پر آؤ گے تو تمہارے گلے لگ جائیں گے — اور اگر پشت پھیر کر بھاگو گے تو ہم تم سے جدا ہو جائیں گے

فراق غیر وامق

اور جدائی بھی وہ ہو گی جو نفرت کرنے والے کی ہوتی ہے۔

قوم کے بعض لوگ بعض کے نزدیک آ گئے۔ تیر انداز مشرکین کے لشکر پر تیر پھینک رہے تھے، قبیلۂ ہوازن نے پشت پھیر لی، طلحہ بن ابی طلحہ نے جو جھنڈا لیے تھا پکارا کہ کون جنگ کرے گا، علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نکلے اور دونوں صفوں کے درمیان مقابلہ ہوا، علیؓ نے اس پر سبقت کی

اور سر پر ایسا مارا کہ کھوپڑی پھٹ گئی، اور وہ گر پڑا، وہ لشکر کا سردار تھا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مسرور ہوئے، آپ نے بلند آواز سے تکبیر فرمائی اور مسلمانوں نے بھی تکبیر کہی، مشرکین کے لشکروں پر حملہ کر کے انھیں مارنے لگے یہاں تک کہ ان کی صفیں پراگندہ ہوگئیں۔
مشرکین کا جھنڈا ابو شیبہ عثمان بن ابی طلحہ نے اٹھایا، وہ عورتوں کے آگے رجز کہتا تھا اور یہ شعر پڑھتا تھا:۔

ان علی اھل اللواء حقاً ان تخضب الصعدۃ او تندقا

بے شک جھنڈے والے پر واجب ہے کہ (اس کا) نیزہ (خون میں) رنگ جائے یا ٹوٹ جائے

اس پر حمزہ رضؓ بن عبد المطلب نے حملہ کیا، انھوں نے اس کے شانے پر اس زور سے تلوار ماری کہ ہاتھ اور بازو کاٹتی ہوئی کمر تک پہنچ گئی اور اس کا پھیپڑا ظاہر ہوگیا، حمزہ رضؓ یہ کہتے ہوئے لوٹے کہ میں تو ساقی الحجیج کا بیٹا ہوں (الحجیج = وہ شخص جس کے زخم سے سر کی گہرائی ناپی جائے)۔
وہ جھنڈا ابو سعد ابن ابی طلحہ نے اٹھا لیا، اسے سعد بن ابی وقاص نے ایک تیر مارا جو اس کے گلے میں لگا اور کتے کی طرح زبان باہر نکل پڑی پھر اسے قتل کر دیا۔
مسافع بن طلحہ ابن ابی طلحہ نے وہ جھنڈا اٹھایا، عاصم بن ثابت نے تیر مار کر اسے قتل کر دیا۔
کلاب بن طلحہ بن ابی طلحہ نے جب اٹھایا تو اسے الزبیر بن العوام نے قتل کر دیا۔
الجلاس بن طلحہ ابن ابی طلحہ نے اٹھایا تو طلحہ بن عبید اللہ نے اس کو قتل کر دیا۔
ارطاۃ بن شرحبیل نے جھنڈا لیا تو اسے علی رضؓ بن ابی طالب نے قتل کر دیا۔
شریح بن قارظ نے اٹھایا تو کسی شخص نے اسے قتل کر دیا اس کا نام معلوم نہ ہو سکا۔

اُن کے غلام صواب نے وہ علم اُٹھایا، کوئی کہتا ہے سعد بن ابی وقاص نے اور کوئی کہتا ہے علی رضؓ بن ابی طالب نے اُسے قتل کیا، کوئی کہتا ہے قزمان نے اُسے قتل کیا، اور یہی قول سب سے زیادہ ثابت ہے۔

جب جھنڈا اُٹھانے والے قتل کر دیے گئے تو مشرکین اس طرح ہزیمت اُٹھا کے بھاگے کہ کسی چیز کی طرف بھی رُخ نہ کرتے تھے، حالانکہ اُن کی عورتیں ہلاکت کی دعا کر رہی تھیں، مسلمان تعاقب کر کے جہاں چاہتے تھے قتل کرتے تھے، انھیں لشکرگاہ سے نکال دیا اور لوٹ لیا، غنیمت کا مال جمع کرنے میں مصروف ہو گئے۔

تیر اندازوں نے جو کوہ عینین پر تھے گفتگو کی، آپس میں اختلاف ہو گیا، اُن کے امیر، عبداللہ بن جبیر، ایک قلیل جماعت کے ساتھ جو دس سے کم تھی اپنے مقام پر ثابت قدم رہے، انھوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے آگے نہ بڑھوں گا، اپنے ساتھیوں کو نصیحت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم یاد دلایا مگر انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مراد نہیں، مشرکین تو بھاگ گئے پھر ہمارا مقام یہاں کیوں ہو، وہ لوگ لشکر کے پیچھے جا رہے تھے، اُنھیں کے ہمراہ لوٹ رہے تھے اور پہاڑ کو تنہا چھوڑ دیا۔

خالد بن الولید نے پہاڑ کو خالی اور وہاں والوں کی قلت کو دیکھا تو لشکر کو لوٹایا، عکرمہ بن ابی جہل بھی پیچھے ہو گیا، انھوں نے بقیہ تیر اندازوں پر حملہ کر کے قتل کر دیا، اُن کے امیر، عبداللہ بن جبیر رحمتہ اللہ علیہ بھی قتل ہو گئے۔

مسلمانوں کی صفیں ٹوٹ گئیں، اُن کی چکی گھوم گئی، ہوا بدل کے مغربی ہو گئی حالانکہ اس کے قبل مشرقی تھی، ابلیس لعنتہ اللہ نے ندا دی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قتل کر دیے گئے، مسلمانوں کے حواس جاتے رہے، وہ خلاف قاعدہ قتال کرنے لگے، حیرانی اور جلدی کی وجہ سے جیسے وہ جانتے بھی تھے ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے۔

مصعب بن عمیر قتل کر دیے گئے تو جھنڈا ایک فرشتے نے لے لیا جو مصعب کی صورت کا تھا، اُس روز ملائکہ حاضر ہوئے، مگر جنگ نہیں کی،

مشرکین نے اپنے شعار (جنگی اصطلاح) میں ندا دی کہ یاللعزّٰی یا لھبل۔
انھوں نے مسلمانوں کا قتل عظیم کیا، ان میں سے جس نے پشت پھیر لی پھیر لی۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح ثابت قدم رہے کہ ہٹتے نہ تھے، اپنی کمان سے تیر پھینک رہے تھے، جب ختم ہو گئے تو پتھر مارنے لگے، ہمراہ اصحاب میں سے چودہ آدمی کی ایک جماعت بھی ثابت قدم رہی جن میں سات مہاجرین بشمول ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور سات انصار میں سے تھے اُنھوں نے مدافعت کی۔
مشرکین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک میں کچھ کامیابی حاصل ہوئی، کچلیوں اور آگے کے دانتوں کے درمیانی چار دانت پر ضرب آگئی، چہرۂ مبارک اور پیشانی پر زخم آگیا، آپ پر ابن قمیئہ نے تلوار سے حملہ کیا اور داہنے پہلو پر مارا، طلحہ بن عبید اللہ نے اپنے ہاتھ سے بچایا، اس میں اُن کی اُنگلی بے کار ہو گئی، ابن قمیئہ نے دعوی کیا کہ اُس نے آپ کو شہید کر دیا ہے، یہ وہ بات تھی جس نے مسلمانوں کو مرعوب کر دیا اور انھیں شکستہ خاطر بنادیا۔

اسمائے شہداء و مقتولین اُحُد

اُس روز حمزہؓ بن عبد المطلب رحمۃ اللہ شہید ہوئے جنھیں وحشی نے شہید کیا، عبد اللہؓ بن جحش کو ابو الحکم بن الاخنس بن شریق نے شہید کیا، مصعب بن عمیر کو ابن قمیئہ نے شہید کیا، شماسؓ بن عثمان بن الشرید المخزومی کو ابی بن خلف الجمحی، عبد اللہ و عبد الرحمٰن فرزندان الہیب نے جو بنی سعد میں سے تھے، وہب بن قابوس المزنی اور اُس کے بھتیجے الحارث بن عقبہ بن قابوس نے شہید کیا۔
انصار میں سے ستّر آدمی شہید ہوئے، جن میں سے سعد بن معاذ کے بھائی عمروؓ بن معاذ اور حذیفہ کے والد الیمانؓ کو تو مسلمانوں نے غلطی سے شہید کر دیا۔
حنظلہؓ بن ابی عامر راہب، سعدؓ بن خیثمہ کے والد خیثمہؓ ابو بکر کے داماد

خارجہ[3] بن زید بن ابی زہیر، سعد[4] بن الربیع اور ابو سعید الخدری کے والد مالک[5] بن سنان[6]، العباس[7] بن عبادہ بن نضلہ، مجذر[8] بن ذیاد، عبد اللہ بن عمرو بن حرام، عمرو[9] بن الجموح جو اُن کے سرداروں میں سے تھے بہت سے آدمیوں کے ہمراہ شہید ہوئے۔

مشرکین میں سے تیئیس ۲۳ آدمی مقتول ہوئے جن میں جھنڈے کے اُٹھانے والے[1] اور عبد اللہ بن حمید بن زہیر بن الحارث بن اسد بن عبد العزیٰ، ابو عزیز[2] بن عمیر، ابو الحکم[3] بن الاخنس بن شریق الثقفی جسے علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے قتل کیا، سباع[4] بن عبد العزیٰ الخزاعی جو ام انمار کا بیٹا تھا، حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا، ہشام[5] بن ابی امیہ بن المغیرہ، الولید[6] بن العاص ابن ہشام، امیہ[7] بن ابی حذیفہ بن المغیرہ، خالد[8] بن الاعلم العقیلی، ابی[9] بن خلف الجمحی جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے قتل فرمایا، ابو عزۃ[10] الجمحی جس کا نام عمرو بن عبد اللہ بن عمیر بن وہب بن حذافہ بن جمح ہے، تھے۔

ابو عزہ[1] وہ شخص ہے جو جنگ بدر میں گرفتار ہو گیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان فرمایا تو اُس نے کہا کہ میں آپ کے مقابلے پر کسی جماعت میں اضافہ نہ کروں گا، مشرکین کے ہمراہ جنگ اُحد میں نکلا تو اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسیر کر کے گرفتار کر لیا، اس کے سوا آپ نے اور کسی کو گرفتار نہیں کیا۔

اس نے کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھ پر احسان کیجئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کو ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جا سکتا، تو مکے اس طرح نہیں لوٹنے پائے گا کہ اپنے رخساروں پہ ہاتھ پھیر کر کہے کہ میں نے دو مرتبہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے تمسخر کیا، آپ نے اُس کے متعلق عاصم بن ثابت بن ابی الاقلح کو حکم دیا تو انھوں نے اُس کی گردن مار دی۔

جب مشرکین اُحد سے واپس ہو گئے تو مسلمان اپنے مقتولین کی طرف

متوجہ ہوئے، حمزہؓ بن عبد المطلب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو آپ نے نہ انھیں غسل دیا اور نہ دوسرے شہداء کو غسل دیا اور فرمایا انھیں مع ان کے خون اور زخموں کے کفنا دو، انھیں رکھ دو میں ان سب کا نگران ہوں۔

حمزہؓ سب سے پہلے شخص تھے جن پر چار مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر فرمائی (یعنے نماز جنازہ پڑھی)، پھر آپ کے پاس شہداء جمع کیے گئے، جب کسی شہید کو لایا جاتا تھا تو اسے حمزہؓ کے پہلو میں رکھ دیا جاتا تھا، پھر اُن پر اور اُس شہید پر نماز پڑھتے تھے، اس طرح آپ نے اُن پر ستر مرتبہ نماز پڑھی۔

۳۱ ہم نے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے اُحد پر نماز نہیں پڑھی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گڑھا کھودو، گہرا اور چوڑا کرو، اور جسے قرآن زیادہ یاد ہو اُسے مقدم کرو۔

وہ لوگ جنھیں ہم جانتے ہیں کہ ایک قبر میں دو دفن کیے گئے یہ تھے:۔
عبد اللہ بن عمرو بن حرام اور عمروؓ بن الجموح ایک قبر میں، خارجہ بن زید اور سعدؓ بن الربیع ایک قبر میں، النعمانؓ بن مالک اور عبدہ بن الحسحاس ایک قبر میں۔

پھر سب لوگ یا اکثر اپنے مقتولین کو مدینے اُٹھا لے گئے اور نواح میں دفن کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے ندا دی کہ مقتولین کو اُن کی خوابگاہوں کی طرف واپس کرو، منادی نے صرف ایک ہی شخص کو پایا جو دفن نہیں کیے گئے تھے، وہ لوٹا دیے گئے اور وہ شماس بن عثمان المخزومی تھے۔

اسی روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے اور نماز مغرب مدینے میں پڑھی ابن اُبی اور منافقین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کی ناکامیابی پر خوشیاں منائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشرکین آج کی طرح ہم پر کامیابی نہ حاصل کر سکیں گے یہاں تک کہ ہم رکن (حجر اسود) کو بوسہ دیں۔

انصار اپنے مقتولین پر روئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنا تو فرمایا کہ حمزہؓ پر کوئی رونے والا نہیں، انصار کی عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر آئیں اور حمزہؓ پر روئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے لیے دعا کی اور واپس جانے کا حکم دیا، آج تک وہ عورتیں جب انصار میں سے کوئی مرتا ہے تو پہلے حمزہؓ پر روتی ہیں پھر میت پر۔

الشعبی سے مروی ہے کہ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے ساتھ مکر کیا (یعنے خفیہ تدبیر کی) اور یہ پہلا دن تھا کہ مکر کیا گیا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ احد کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت (جو پچھلی اور سامنے کے دانت کے درمیان تھے) اور آپ کی پیشانی زخمی ہو گئی، چہرے پر خون بہا (صلوات اللہ علیہ ورضوانہ رحمتہ وبرکاتہٗ)۔

آپ نے فرمایا کہ وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے جس نے اپنے نبی کے ساتھ یہ کیا حالانکہ وہ انھیں اُن کے پروردگار کی طرف بلاتا تھا، اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی:۔

لیس لک من الامر شیٔ او یتوب علیھم او یعذبھم فانھم ظالمون

(یعنے آپ کو اس معاملے میں کوئی دخل نہیں، خدا کو اختیار ہے، انھیں معاف کرے یا ان پر عذاب کرے کیونکہ یہ لوگ ظالم ہیں)۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب یوم اُحد ہوا تو مشرکین کو شکست ہوئی، ابلیس نے پکار کر کہا اے اللہ کے بندو! اپنی دوسری جماعت (کو دیکھو) پہلی جماعت لوٹی، وہ اور اُن کی دوسری جماعت باہم شمشیر زنی کرنے لگی، حذیفہ نے دیکھا کہ اتفاقاً اُن کے باپ النعمان ہیں (جنھیں تلوار ماری جا رہی ہے) تو کہا اے اللہ کے بندو، یہ تو میرے باپ ہیں، میرے باپ ہیں۔

عائشہؓ فرماتی ہیں خدا کی قسم وہ لوگ نہ باز آئے تا آں کہ انھیں قتل کر دیا، حذیفہ نے کہا کہ اللہ تمھاری مغفرت کرے۔

عروہ نے کہا کہ خدا کی قسم اُن کی بقیہ خیر حذیفہ میں رہی یہاں تک کہ

وہ بھی اللہ سے جاملے۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے خواب دیکھا کہ ایک محفوظ زرہ میں ہوں، اور میں نے ذبح کی ہوئی گائے دیکھی تعبیر لی کہ زرہ سے مراد مدینہ اور گائے سے مراد جماعت ہے، اگر تم چاہو تو ہم مدینے میں مقیم رہیں، جب وہ لوگ حملہ آور ہوں تو ان سے جنگ کریں۔ ۴۲

انھوں نے کہا، واللہ جاہلیت میں کوئی ہمارے شہر میں نہ داخل ہوا تو اسلام میں کون ہمارے پاس گھسے گا؟ آپ نے فرمایا، تمھاری مرضی، وہ چلے گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زرہ پہن لی تو انھوں نے کہا کہ یہ ہم نے کیا کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کو رد کیا، آئے اور عرض کی:۔ یا رسول اللہ آپ کی مرضی فرمایا: کسی نبی کو جائز نہیں کہ جب وہ زرہ پہن لے تو اسے قتال سے پہلے اتار دے۔

الزہری سے مروی ہے کہ شیطان نے احد کے دن پکار کر کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قتل کر دیے گئے۔

کعب بن مالک نے کہا کہ میں سب سے پہلا شخص ہوں جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا، میں نے خود کے نیچے آپ کی دونوں آنکھوں کو پہچانا تو بلند آواز سے پکارا کہ یہ رسول اللہ ہیں، آپ نے میری طرف اشارہ کیا کہ خاموش رہو، اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: "وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم الآیہ" (محمد بھی اللہ کے رسول ہی ہیں ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گذر گئے، کیا یہ مر جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو تم اپنے پیچھے پلٹ جاؤ گے؟)۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ ابی بن خلف الجمحی بدر کے دن گرفتار ہوا، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فدیہ دیا اور کہا کہ میرے پاس ایک گھوڑا ہے جسے میں روزانہ ایک فرق (۸ سیر) جوار کھلاتا ہوں، شاید آپ کو اسی پر سوار ہو کے قتل کر دوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ان شاء اللہ اس پر تجھے قتل کروں گا۔

جب اُحد کا دن ہوا تو ابی بن خلف اپنی گھوڑے کو ایڑ مارتا ہوا سامنے آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب گیا، چند مسلمانوں نے اُسے روکا کہ قتل کردیں، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ مہلت دو مہلت دو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک نیزہ لیکے کھڑے ہوئے جو آپ کے ہاتھ میں تھا، اس سے آپ نے ابی بن خلف کو مارا جس سے ایک پسلی ٹوٹ گئی وہ مجروح ہو کے اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ گیا، اسے ان لوگوں نے اُٹھا لیا اور واپس لے گئے، کہنے لگے کہ تیرے لیے کوئی خوف نہیں ہے، مگر ابی نے ان سے کہا کہ کیا انھوں نے مجھ سے نہیں فرمایا تھا کہ انشاء اللہ میں تجھے قتل کروں گا، اس کے ساتھی اُسے لے گئے، تھوڑی دور جا کر مرگیا، اُسے ان لوگوں نے دفن کر دیا۔

سعید بن المسیب نے کہا کہ اسی کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:۔

وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی (جس وقت مارا آپ نے نہیں مارا، لیکن اللہ نے مارا)۔

السائب بن یزید یا اور کسی سے مروی ہے کہ اُحد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو زرہیں پہنے تھے۔

۳۳ سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ اُحد کے دن تقریباً تیس آدمیوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مصیبت آئی، ان میں سے ہر ایک آتا تھا اور آپ کے سامنے دو زانو بیٹھ جاتا تھا (یا سفیان نے کہا کہ آپ کے سامنے آجاتا تھا)، پھر کہتا تھا کہ میرا چہرہ آپ کے چہرے کی فدا ہے (یعنی اس کے بدلے حاضر ہے)، اور میری جان آپ کی جان پر قربان ہے، آپ پر اللہ کا ایسا سلام ہو جو متروک نہ ہو۔

البراء بن عازب سے مروی ہے کہ جب اُحد کا دن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیراندازوں پر جو پچاس تھے عبد اللہ بن جبیر کو سردار بنایا

ایک مقام پر مقرر کر دیا، اور فرمایا کہ اگر تم ہمیں اس حالت میں دیکھو کہ پرندے نوچ رہے ہیں تب بھی اپنے مقام سے نہ ٹلو تاوقتیکہ تمھارے پاس قاصد نہ بھیجا جائے۔ اور اگر تم یہ دیکھو کہ ہم نے اُس قوم کو بھگا دیا، ہم اُن پر غالب آگئے اور ہم نے انھیں روند ڈالا تب بھی اپنی جگہ سے نہ ٹلو جب تک کہ تمھارے پاس قاصد نہ بھیجا جائے۔

البراء نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمنوں کو شکست دی، میں نے خدا کی قسم عورتوں کو دیکھا کہ پہاڑ پر اس طرح بھاگ رہی تھیں کہ اُن کی پنڈلیاں اور پازیبیں کھلی ہوئی تھیں اور وہ اپنے کپڑے اُٹھائے ہوئے تھیں۔ عبداللہ بن جبیر کے ساتھیوں نے کہا کہ غنیمت! اے قوم غنیمت، تمھارے ساتھی غالب آگئے، تم کس کا انتظار کرتے ہو، عبداللہ بن جبیر نے کہا کہ کیا تم بھول گئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے فرمایا تھا، انھوں نے کہا کہ ہم تو بخدا اُن لوگوں کے پاس جائیں گے اور غنیمت حاصل کریں گے۔

البراء نے کہا کہ جب وہ اُن کے پاس پہنچے تو اُن کے چہرے پھیر دیے گئے، وہ ہزیمت اُٹھا کے آگئے۔ اس آیت کے یہی معنے ہیں "اذ یدعوھم الرسول فی اخراھم" (جب کہ رسول انھیں اُن کی دوسری جماعت میں بلا رہے تھے) چنانچہ سوائے بارہ آدمی کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کوئی نہ رہا، اُن (مشرکین) کو ہمارے ستر آدمی ملے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو بدر کے دن ایک سو چالیس مشرکین ملے تھے جن میں ستر اسیر تھے اور ستر مقتول۔

ابو سفیان سامنے آیا اور اُس نے تین مرتبہ کہا کہ آیا اس جماعت میں محمد ہیں؟ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں جواب دینے سے منع فرمایا، اُس نے کہا کہ آیا اس جماعت میں ابن ابی قحافہ (ابوبکر صدیق) ہیں۔ کیا اس جماعت میں ابن ابی قحافہ ہیں کیا اس جماعت میں ابن ابی قحافہ ہیں۔ کیا اس جماعت میں (فاروق اعظم) عمر بن الخطاب ہیں کیا اس جماعت میں ابن الخطاب ہیں۔ کیا اس جماعت میں ابن الخطاب ہیں۔

ابو سفیان اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ یہ لوگ تو قتل کر دیے گئے اور تم ان کے لیے کافی ہو گئے، عمرؓ (فاروق) کو اپنے نفس پر قابو نہ رہا، انھوں نے کہا بخدا اے اللہ کے دشمن تو جھوٹا ہے وہ لوگ جن کو تو نے شمار کیا سب کے سب زندہ ہیں، اور وہ چیز تیرے لیے باقی ہے جو تیرے ساتھ بُرائی کرے گی۔

ابو سفیان نے کہا کہ یہ دن، بدر کے دن کا بدلہ ہے، جنگ تو کبھی موافق ہوتی ہے کبھی مخالف، تم لوگ اس جماعت میں مثلہ (ناک کان کاٹنا) پاؤ گے جس کا میں نے حکم نہیں دیا اور نہ مجھے وہ بُرا معلوم ہوا، وہ رجز (برانگیختہ کرنے والے شعار) پڑھنے لگا اور کہنے لگا اُعْلُ ھُبَلْ اُعْلُ ھُبَلْ (ہبل (بت کا نام ہے) بلند رہ۔ ہبل بلند رہ)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ اُسے جواب نہیں دیتے؟ عرض کی، یا رسولؐ اللہ ہم اُسے کیا جواب دیں، فرمایا کہو کہ اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ (یعنے اللہ بزرگتر و برتر ہے)، ابو سفیان نے کہا کہ العزّیٰ (بت کا نام ہے) ہمارے ہی لیے ہے اور تمھارے لیے کوئی عزّیٰ نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ اُسے جواب نہیں دیتے، عرض کی یا رسولؐ اللہ ہم لوگ اُسے کیا جواب دیں، فرمایا یہ کہو اَللّٰہُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ (اللہ ہمارا مولیٰ ہے اور تمھارا کوئی مولیٰ نہیں ہے۔)

سہل بن سعد سے مروی ہے کہ اُحد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک دانت ٹوٹ گیا، چہرۂ مبارک زخمی ہو گیا، خود سر پر ٹوٹ گیا۔ فاطمہ علیہا السلام آپ کا زخم دھو رہی تھیں اور علیؓ اُس پر ڈھال سے پانی ڈالتے تھے، جب فاطمہؓ نے یہ دیکھا کہ پانی سے سوائے خون کی زیادتی کے اور کچھ نہیں ہوتا تو فاطمہؓ نے ایک ٹکڑا بوریے کا لیا، اُسے جلایا اور لگا دیا جس سے خون رُک گیا۔ ۴۳

ابو حمید الساعدی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کے دن برآمد ہوئے، ثنیۃ الوداع سے آگے بڑھ گئے تو ایک بہت سے

ہتھیار والے لشکر کو دیکھا، فرمایا، یہ کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے کہا، یہ عبداللہ بن ابی بن سلول ہے، اہل قینقاع کے چھ سو یہودی ہمراہ ہیں جو اُس کے دوست منتخب ہیں اور وہ لوگ عبداللہ بن سلام کے قبیلے کے ہیں، استفسار فرمایا اسلام لا چکے ہیں، لوگوں نے کہا نہیں یا رسول اللہؐ فرمایا اُن سے کہو واپس جائیں کیونکہ ہم مشرکین کے خلاف مشرکین سے مدد نہیں لیں گے۔

ابو مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے اُحد کی نماز جنازہ پڑھی۔

غزوۂ حمراء الاسد

غزوۂ حمراء الاسد ہجرت کے بتیسویں مہینے ۸ شوال یکشنبے کو ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحد سے شنبے کی شام کو واپس ہوئے تو اُس شب کو آپ کے دروازے پر چند معزز انصار نے پاسبانی کی، مسلمان رات کو اپنے زخموں کا علاج کرتے رہے۔

یکشنبے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز صبح پڑھی اور بلالؓ کو حکم دیا کہ ندا دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو دشمن کی تلاش کا حکم دیتے ہیں، ہمارے ہمراہ سوائے اُس کے جو کل جنگ میں حاضر تھا اور کوئی نہ نکلے۔

جابر بن عبداللہ نے عرض کیا کہ اُحد کے دن میرے باپ نے مجھے میری بہنوں کی نگرانی کے لیے چھوڑ دیا تھا اس لیے میں جنگ میں حاضر نہ ہوا، اجازت دیجیے کہ میں آپ کے ہمراہ چلوں، انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی، سوائے اُن کے آپ کے ہمراہ کوئی ایسا شخص نہیں روانہ ہوا جو جنگ میں موجود نہ تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا جھنڈا طلب فرمایا جو بندھا ہوا تھا،

کھلا نہ تھا، آپ نے اسے علیؓ بن ابی طالب کو دیا، اور کہا جاتا ہے کہ ابو بکر صدیقؓ کو (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)۔

آپ اس حالت میں روانہ ہوئے کہ چہرۂ مبارک مجروح تھا اور پیشانی مبارک زخمی تھی، دندان مبارک ٹوٹا ہوا تھا اور نیچے کا ہونٹ اندر کی جانب سے مجروح تھا، داہنا شانہ ابن قمیئہ کی تلوار کی ضرب سے سست تھا اور دونوں گھٹنے چھلے ہوئے تھے، العوالی کے باشندے بھی جب انھیں آواز آئی جمع ہو کر شریک ہو گئے۔

۳۵ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور لوگ آپ کے ہمراہ روانہ ہوئے، آپ نے اسلم کے تین آدمیوں کو اس قوم کے نشان قدم پر مخبر بنا کے بھیجا، ان میں سے دو آدمی اس قوم سے (یعنے کفار سے) حمراء الاسد میں ملے جو العقیق کے راستے پر ذوالحلیفہ کی بائیں جانب مدینے سے دس میل کے فاصلے پر ہے جب کہ وادی کا راستہ اختیار کیا جائے۔

اس جماعت کے لیے بہت مسافت تھی، لوگ پلٹنے کا مشورہ کر رہے تھے، صفوان بن امیہ انھیں اس سے منع کر رہا تھا، اتنے میں یہ دونوں آدمی نظر پڑ گئے، کفار ان کی طرف متوجہ ہوئے، ان پر غالب آ گئے (قتل کر دیا) اور روانہ ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مع اپنے اصحاب کے روانہ ہوئے، حمراء الاسد میں پڑاؤ کیا، آپ نے ان دونوں آدمیوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا، وہ دونوں باہم قرابت دار بھی تھے۔

ان راتوں میں مسلمانوں نے پانچ سو جگہ آگ روشن کی تھی جو دور دور سے نظر آتی تھی، لشکر کی آواز اور آگ کی روشنی ہر طرف گئی، اللہ تعالیٰ نے دشمن کو اس سے دفع کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے واپس ہوئے، اور جمعے کو داخل ہوئے، آپ پانچ شب باہر رہے، مدینے پر عبداللہ بن ام مکتوم کو

اپنا خلیفہ بنایا تھا۔

سریۂ ابی سلمہ بن عبدالاسد المخزومی

قطن کی جانب ابوسلمہ بن عبدالاسد المخزومی کا سریہ ہوا، قطن ایک پہاڑ نواح فید میں ہے، وہاں بنی اسد بن خزیمہ کا چشمۂ آب تھا۔ محرم کے چاند پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے پینتیسویں مہینے یہ سریہ ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ طلیحہ وسلمہ فرزندان خویلد مع اپنے پیرووں کے اپنی قوم میں جاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کی دعوت دیتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسلمہ کو بلایا، اُن کے لیے جھنڈا مقرر کیا اور ہمراہ مہاجرین و انصار میں سے ایک سو پچاس آدمی روانہ کئے، اُن سے فرمایا، جاؤ یہاں تک کہ علاقۂ بنی اسد میں پہنچو، قبل اس کے کہ اُن کی جماعتیں تمھارا مقابلہ کریں تم اُن پر حملہ کردو۔

وہ روانہ ہوئے اور اپنی رفتار تیز کردی، معمولی راستے کو ترک کردیا، الاخیار سے گذر کر قطن کے قریب پہنچ گئے، میدان پر حملہ کرکے اُس پر قبضہ کرلیا، تین غلام چرواہوں کو گرفتار کیا، باقی لوگ بچ گئے۔

وہ اپنی جماعت کے پاس آئے، انھیں خبر کی، سب لوگ اطراف میں منتشر ہوگئے، ابوسلمہ نے اونٹ اور بکریوں کی تلاش میں اپنے ساتھیوں کو تین جماعتوں میں تقسیم کردیا، وہ سب صحیح و سالم واپس ہوئے، اونٹ اور بکریاں ساتھ لائے، کوئی شخص نہیں ملا جو مزاحم ہوتا، ابوسلمہ ان سب کو مدینے لے آئے۔

سریہ عبداللہ بن اُنیس

عُرَنہ میں سفیان بن خالد بن نُبیح الہُذَلی کی جانب عبداللہ بن اُنیس کا
سریہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے پینتیسویں ماہ ۵ محرم ۴
یوم دوشنبہ کو مدینے سے روانہ ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ سفیان بن خالد الہذلی واللحیانی نے جو عرنہ اور اس کے قریب وجوار میں اترا کرتا تھا اپنی قوم وغیرہ کے لوگوں کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کچھ گروہ جمع کیے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن انیس کو بھیجا کہ وہ اسے قتل کر دیں۔

انھوں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ اس کا کچھ حال مجھ سے بیان فرما دیجیے، آپ نے فرمایا کہ جب تم اسے دیکھو گے تو اس سے ڈر جاؤ گے، اس سے پریشان ہو جاؤ گے اور تمھیں شیطان یاد آ جائے گا، عبداللہ نے کہا کہ میں آدمیوں سے نہیں ڈرتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں بنانے کی اجازت چاہی جو مل گئی۔

میں نے اپنی تلوار لی اور اپنے کو بنی خزاعہ کی طرف منسوب کرتا ہوا نکلا، جب بطن عرنہ پہنچا تو اس سے اسی حالت میں ملا کہ وہ چار ہا تھا، اس کے پیچھے مختلف قبائل کے لوگ تھے جو اس کے پاس جمع ہو گئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حلیہ بیان فرمایا تھا اس سے میں نے پہچانا اور ڈر گیا، خوف ایسا طاری ہوا کہ پسینے پسینے ہو گیا، مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ سچے ہیں۔

اس نے مجھ سے دریافت کیا تو میں نے کہا کہ خزاعہ کا ایک آدمی ہوں، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے تیرے گروہ کو سن کر یہاں آیا کہ میں بھی تیرے ساتھ ہو جاؤں، اس نے کہا، بے شک میں ان کے مقابلے کی طیاری کر رہا ہوں، میں اس کے ساتھ باتیں کرتا چلا، اس کو میری بات شیریں معلوم ہوئی، باتیں کرتے کرتے اس کے خیمے تک پہنچ گیا، اس کے ساتھی اس سے جدا

ہو گئے، لوگ منقطع ہو گئے اور سو گئے تو میں نے اُنہے دھوکا دے کر قتل کر دیا اور اس کا سر لے لیا۔

میں پہاڑ کے غار میں داخل ہو گیا اور مکڑی نے مجھ پر جالا لگا دیا، بہت تلاش ہوئی مگر انہیں کچھ نہ ملا اور واپس ہونے کے لیے پلٹ گئے میں نکلا، رات بھر چلتا تھا اور دن کو پوشیدہ رہتا تھا، یہاں تک کہ مدینہ آ گیا۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں پایا، جب آپ نے مجھے دیکھا تو فرمایا، تمہارا چہرہ فلاح پائے، میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ آپ کا چہرہ بھی فلاح پائے، میں نے اس کا سر آپ کے سامنے رکھ دیا اور واقعے سے آپ کو آگاہ کیا۔

آپ نے مجھے ایک عصا عطا فرمایا، اور فرمایا کہ اسے پکڑ کے جنت میں چلے جاؤ، وہ عصا ان کے پاس رہا، جب وفات کا وقت قریب آیا تو اپنے گھر والوں کو وصیت کی کہ عصا کفن میں رکھ دیں، انہوں نے یہی کیا، اٹھارہ روز باہر رہے اور ۲۳ محرم یوم شنبہ کو آئے۔

سریۂ المنذر بن عمرو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے چھتیسویں مہینے صفر میں بیر معونہ کی طرف المنذر بن عمرو الساعدی کا سریہ ہوا۔

عامر بن مالک بن جعفر ابو براء ملاعب الاسنۃ الکلابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور آپ کو ہدیہ دیا، مگر آپ نے قبول نہیں فرمایا، آپ نے اس پر اسلام پیش کیا، مگر اس نے اسلام قبول نہیں کیا، اور دور بھی نہیں ہوا۔

عامر نے درخواست کی کہ اگر آپ اصحاب میں سے چند آدمی میرے ہمراہ میری قوم کے پاس بھیج دیں تو امید ہے کہ وہ آپ کی دعوت قبول کر لیں گے اور آپ کے حکم کا اتباع کریں گے، آپ نے فرمایا کہ مجھے اہل نجد کا

[illegible] پھر کوئی ان کے سامنے آئے گا۔
[illegible] انھوں کو جو
[illegible] منذر بن عمرو الساعدی کو امیر بنایا،
[illegible] تھا، اور بنی عامر بن سلیم کی
[illegible] نہ ہوئی تھیں، اور وہ
[illegible] دیا، اور اپنے اونٹ
[illegible]

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
[illegible] حرام پر حملہ کر کے
[illegible] کو بلایا مگر انھوں نے
[illegible] کے ساتھ دغا نہیں
[illegible]

[illegible] عصیہ اور ذکوان اور
[illegible] اور رات اپنا رئیس بنا لیا،
[illegible] کے نشان قدم پر روانہ ہوئے،
[illegible] مسلمانوں کا احاطہ کر لیا، دشمن
[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب
[illegible]

[illegible] بن ملحان تھے، جب انھیں گھیر لیا
[illegible] کوئی ایسا نہیں ملتا جو ہمارا
[illegible] پہنچا، آپ کو
[illegible] دیا علیہم السلام۔
[illegible] تو ہم تمھیں امن
[illegible] آئے، ان لوگوں سے
جنگ کی [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

وہ بڑھ گئے تاکہ مر جائیں، یعنے وہ موت کے آگے چلے گئے حالانکہ وہ اسے جانتے تھے۔

مسلمانوں میں عمرو بن امیتہ الضمری بھی تھے، سوائے ان کے سب شہید کر دیے گئے، عامر بن الطفیل نے یہ کہا کہ میری ماں کے ذمے ایک غلام آزاد کرنا ہے، لہذا تم اس کی طرف سے آزاد ہو، اور ان کی پیشانی کو کاٹ دیا۔

عمرو بن امیہ نے عامر بن فہیرہ کو مقتولین میں نہ پایا تو عامر بن الطفیل سے دریافت کیا، اس نے کہا کہ انھیں بنی کلاب کے ایک شخص نے جس کا نام جبار بن سلمی ہے قتل کر دیا، جب اس نے انھیں نیزہ مارا تو انھوں نے کہا واللہ میں کامیاب ہو گیا، وہ آسمان کی طرف بلندی پر اٹھا لیے گئے۔

جبار بن سلمی نے جو عامر بن فہیرہ کا قتل اور ان کا اٹھایا جانا دیکھا تو وہ اسلام لے آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملائکہ نے ان کے جثے کو چھپا دیا اور وہ علیین میں اتار دیے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیر معونہ والوں کی خبر آئی، اسی شب کو خبیب بن عدی اور مرثد بن ابی مرثد کی مصیبت کی بھی خبر آپ کے پاس آئی، آپ نے محمد بن مسلمہ کو بھیجا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ابو براء کا کام ہے میں اسی لیے ناپسند کرتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں رکوع کے بعد ان (مسلمانوں) کے قاتلین کے لیے بد دعا فرمائی، "اللھم اشدد وطاتک علی مضر (اے اللہ مضر پر اپنی گرفت کو مضبوط کر دے) اللھم سنین کسنی یوسف (اے اللہ یوسفؑ کے قحط کی طرح ان پر قحط نازل فرما) اللھم علیک ببنی لحیان و عضل والقارۃ و زغب و رعل و ذکوان و عصیۃ۔ (اے اللہ بنی لحیان و عضل والقارہ و زغب و رعل و ذکوان و عصیہ کی گرفت کر) فانھم عصوا اللہ و رسولہ (کیونکہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اور پر اتنا رنج محسوس نہیں فرمایا جتنا مقتولین بیر معونہ پر، ان کے بارے میں اللہ نے قرآن نازل فرمایا جو بعد کو منسوخ ہو گیا "بلغوا قومنا عنا انا لقینا ربنا

فرضی عنا و رضینا عنہ" (ہماری قوم کو یہ پیام پہنچا دو کہ ہم اپنے پروردگار سے ملے، وہ ہم سے خوش ہوا اور ہم اُس سے خوش ہوئے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ بنی عامر کو ہدایت دے
۴۸ اور عامر بن الطفیل سے میرے نقض عہد کا بدلہ لے، عمرو بن امیہ چار روز پیادہ
چل کر آئے، وہ جب صدور قناۃ میں تھے تو انھیں بنی کلاب کے دو شخص ملے،
جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے امن تھا، مگر یہ جانتے نہ تھے،
اس لیے انھوں نے اُن دونوں کو قتل کر دیا، عمرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس آئے، آپ کو اصحاب بیر معونہ کے قتل کی خبر دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا، ان میں سے تم پلٹ آئے، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
دونوں عامریوں کے قتل کی خبر دی، تو آپ نے فرمایا، تم نے بہت بُرا کیا،
اُن دونوں کو تو میری طرف سے امن و پناہ تھی، میں اُن دونوں کا خوں بہا
ضرور ادا کروں گا، آپ نے اُن دونوں کا خون بہا اُن کی قوم میں بھیج دیا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رعل و ذکوان و عصیہ و بنی لحیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اور آپ سے اپنی قوم کے خلاف مدد چاہی، آپ نے ستر انصار سے اُن کی مدد فرمائی، یہ لوگ قاری کہلاتے تھے، دن بھر لکڑیاں چنتے اور رات بھر نماز پڑھتے تھے، جب وہ بیر معونہ پہنچے تو اُن کے ساتھ بدعہدی کی اور انھیں قتل کر ڈالا، یہ خبر نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے ایک مہینے تک صبح کی نماز میں رعل و ذکوان و عصیہ و بنی لحیان پر بد دعا کی۔

ہم نے ایک زمانے تک اُن کے بارے میں قرآن کی یہ آیت پڑھی پھر وہ یا تو اٹھالی گئی یا بھلا دی گئی" بلغوا عنا قومنا انا لقینا ربنا فرضی عنا و ارضانا۔

مکحول سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک سے قاری ابو حمزہ کا ذکر کیا تو انھوں نے کہا، افسوس ہے، وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قتل کر دیے گئے، وہ ایسا گروہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے لیے شیریں پانی لاتا تھا، لکڑیاں چنتا تھا، جب رات ہوتی تھی تو السعوا ری کی طرف نماز کے لیے کھڑے ہوتے تھے۔

کعب بن مالک اور چند اہل علم سے مروی ہے کہ المنذر بن عمرو الساعدی بیر معونہ کے دن شہید ہوئے، وہ ایسے شخص تھے جن کو کہا جاتا ہے کہ موت کے لیے آگے بڑھ گئے، عامر بن الطفیل نے اُن کے لیے بنی سلیم سے مدد چاہی تھی، وہ اُس کے ہمراہ گئے اور اُنھیں قتل کر دیا، سوائے عمرو بن امیہ الضمری کے جنھیں عامر بن الطفیل نے گرفتار کر لیا تھا مگر پھر چھوڑ دیا۔

جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ تم اُن میں سے پلٹ آئے، اسی گروہ میں عامر بن فہیرہ بھی تھے، ابن شہاب نے کہا کہ عروہ بن الزبیر کا گمان یہ ہے کہ وہ اسی روز قتل کر دیے گئے مگر جس وقت وہ سب لوگ دفن کیے گئے تو اُن کا جسم نہیں ملا، عروہ نے کہا کہ لوگوں کا گمان یہ تھا کہ ملائکہ ہی نے اُنھیں دفن کیا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ جو لوگ بیر معونہ میں شہید ہوئے اُن کے بارے میں قرآن نازل ہوا جو بعد کو منسوخ ہو گیا "بلغوا قومنا انا قد لقینا ربنا فرضی عنا و رضینا عنہ" اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن لوگوں پر جنھوں نے اُنھیں قتل کیا تیس دن صبح کو بد دعا کی، وہ رعل و ذکوان و عصیہ تھے جنھوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کی۔ ۳۹

عاصم سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک سے سنا کہ میں نے کسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا رنجیدہ ہوتے نہیں دیکھا جتنا اصحاب بیر معونہ پر۔

سریہ مرثد بن ابی مرثد

شروع صفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے چھتیسویں مہینے الرجیع کی جانب مرثد بن ابی الغنوی کا سریہ ہے۔

اسید بن العلاء بن جاریہ سے جو ابو ہریرہ کے ہم نشینوں میں تھے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک قوم عضل و القارہ سے آئی جو الہون بن خزیمہ کی طرف منسوب تھے، انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں بھی اسلام ہے، لہذا ہمارے ہمراہ اپنے اصحاب میں سے کچھ لوگوں کو بھیج دیجئے جو ہمیں سمجھائیں، قرآن پڑھائیں اور شریعت اسلامی سکھائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہمراہ دس آدمی روانہ کئے (۱) عاصم بن ثابت بن ابی الافلح (۲) مرثد بن ابی مرثد (۳) عبداللہ بن طارق (۴) خبیب بن عدی (۵) زید بن الدثنہ (۶) خالد بن ابی البکیر (۷) معتب بن عبید جو عبداللہ بن طارق کے اخیافی بھائی تھے، دونوں قبیلہ بلی سے تھے جو بنی ظفر کے حلیف تھے۔

ان پر آپ نے عاصم بن ثابت کو اور بعض نے کہا کہ مرثد بن ابی مرثد کو امیر بنایا، وہ روانہ ہوئے، جب الرجیع پہنچے جو الہدہ سے نکلنے پر ہذیل کا گھاٹ ہے (الہدہ وہاں (یعنے الرجیع) سے سات میل ہے اور عسفان سے بھی سات میل ہے) تو انھوں نے اس جماعت کے ساتھ بد عہدی کی، ان کے خلاف پکار کر ہذیل کو بلایا، بنولحیان ان کی طرف نکلے مگر اس جماعت کو سوائے ان لوگوں کے کسی کا خوف نہ ہوا جن کے ہاتھ میں تلوار تھی اور انھیں گھیر لیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے بھی اپنی تلواریں لے لیں اور ان سے کہا کہ ہم لوگ بخدا تم سے لڑنا نہیں چاہتے، ہم تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ اہل مکہ سے تمہارے ذریعے عوض لیں، تمہارے لیے تو عہد و میثاق ہے کہ

ہم تم کو قتل نہ کریں گے۔

لیکن عاصم بن ثابت، مرثد بن ابی مرثد، خالد بن ابی البکیر اور معتب بن ابی البکیر نے کہا کہ واللہ ہم کسی مشرک کا عہد و عقد (معاملہ) کبھی قبول نہ کریں گے، ان لوگوں نے اُن سے جنگ کی یہاں تک کہ قتل کر دیے گئے۔ مگر زید بن الدثنہ اور خبیب بن عدی اور عبد اللہ بن طارق گرفتار کر لیے گئے، انھوں نے اپنے آپ کو اُن لوگوں کے حوالے کر دیا۔

اُن لوگوں نے چاہا کہ عاصم کا سر سلافہ بنت سعد بن شہید کے ہاتھ فروخت کریں، جس نے نذر مانی تھی کہ عاصم کے کاسۂ سر میں شراب پیے گی، عاصم نے اُس کے دو بیٹوں مسافع و جلاس کو احد کے دن قتل کیا تھا، مگر بھڑوں (زنبور) نے اُن کی حفاظت کی تو انھوں نے کہا کہ ان کو اتنی مہلت دو کہ شام ہو جائے کیونکہ اگر شام ہو جائے گی تو وہ (بھڑیں) اُن کے پاس سے ۳۰
چلی جائیں گی۔

اللہ تعالیٰ نے وادی میں سیلاب بھیج دیا جو انھیں اُٹھا لے گیا، وہ اُن تین آدمیوں کو لیکے روانہ ہوئے، جب مرالظہران پہنچے تو عبد اللہ بن طارق نے اپنا ہاتھ رسّی سے چھڑا لیا اور اپنی تلوار لے لی، قوم اُن سے پیچھے رہ گئی تھی اُن لوگوں نے پتھر مار کر انھیں قتل کر دیا، اُن کی قبر مرالظہران میں ہے۔

خبیب اور زید کو مکے لائے، زید کو صفوان بن امیہ نے خرید لیا، کہ اپنے باپ کے عوض قتل کرے، خبیب بن عدی کو حجیر بن ابی اہاب نے اپنے بھانجے عقبہ بن الحارث بن عامر بن نوفل کے لیے خرید لیا کہ وہ انھیں اپنے باپ کے بدلے قتل کرے۔

اُن لوگوں نے دونوں کو قید کر رکھا، اشہر حرام (وہ مہینے جن میں لوگ قتل و خون ریزی حرام سمجھتے تھے) نکل گئے تو دونوں کو التنعیم لے گئے اور وہاں قتل کر دیا، دونوں نے قبل اس کے کہ انھیں قتل کیا جائے دو دو رکعت نماز پڑھی، خبیب پہلے شخص ہیں جنھوں نے قتل کے وقت دو رکعتیں مسنون کیں۔

عمرو بن عثمان بن عبد اللہ بن موہب سے مروی ہے کہ موہب نے جو الحارث بن عامر کے آزاد کردہ غلام تھے بیان کیا کہ اُن لوگوں نے خبیب کو میرے پاس کر دیا تھا، مجھ سے خبیب نے کہا کہ اے موہب میں تجھ سے تین باتیں چاہتا ہوں:۔

(۱) مجھے آبِ شیریں پلایا کر۔

(۲) مجھے اُس سے بچا جو بتوں کے نام پر ذبح کیا جائے۔

(۳) جب وہ لوگ میرے قتل کا ارادہ کریں تو مجھے آگاہ کر دے۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ قریش کا ایک گروہ جس میں ابوسفیان بھی تھا زید کے قتل میں حاضر ہوا، اُن میں سے کسی نے کہا اے زید! تمھیں خدا کی قسم کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تم اس وقت اپنے عزیزوں میں ہوتے، اور تمھارے بجائے محمدؐ ہمارے پاس ہوتے کہ ہم اُن کی گردن مارتے۔" انھوں نے کہا نہیں۔ خدا کی قسم میں یہ نہیں چاہتا کہ محمدؐ کو بجائے میرے کوئی کانٹا بھی چبھو یا جائے، جو اُنھیں ایذا دے، اور میں اپنے عزیزوں میں بیٹھا ہوں۔

راوی نے کہا کہ ابوسفیان کہتا تھا، واللہ میں نے کبھی کسی قوم کو اپنے ساتھی سے اس قدر زیادہ محبت کرتے نہیں دیکھا جس قدر محمدؐ کے اصحاب کو اُن سے ہے۔

غزوۂ بنی النضیر

ماہِ ربیع الاول ۴ھ میں ہجرت کے سینتیسویں مہینے غزوۂ بنی النضیر ہوا، بنی النضیر کے مکانات الغرس اور اُس کے متصل تھے جو آج بنی خطمہ کا قبرستان ہے، وہ بنی عامر کے حلفاء تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شنبے کو روانہ ہوئے، مسجد قبا میں نماز پڑھی، ہمراہ مہاجرین و انصار کی ایک جماعت بھی تھی، آپ

بنی النضیر کے پاس تشریف لائے، اُن سے اس بارے میں گفتگو فرمائی کہ وہ لوگ اُن دونوں کلابیوں کی دیت کے معاملے میں آپ کی مدد کریں جنھیں عمرو بن امیہ الضمری نے قتل کر دیا تھا، انھوں نے کہا، اے ابو القاسم! آپ جو چاہتے ہیں ہم کریں گے، مگر اُن میں سے بعض نے بعض سے تنہائی میں باتیں کیں اور آپ کے ساتھ بدعہدی کا قصد کر لیا۔

عمرو بن جحاش بن کعب بن بسیل النضری نے کہا کہ میں مکان پر چڑھ جاؤں گا
۱۴/ اور آپ پر ایک پتھر ڈھلکا دوں گا، سلام بن مشکم نے کہا کہ ایسا نہ کرو، واللہ تم نے جو ارادہ کیا اُس کی انھیں خبر دے دی جائے گی، اور یہ اُس عہد کے بھی خلاف ہے جو ہمارے اور اُن کے درمیان ہو چکا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُن کے قصد کی خبر آ گئی، آپ اس تیزی سے اٹھ کھڑے ہوئے گویا کسی حاجت کا قصد فرماتے ہیں، اور مدینے روانہ ہو گئے، اصحاب بھی آپ سے آ ملے، انھوں نے عرض کیا آپ اس طرح کھڑے ہو گئے کہ ہمیں خبر بھی نہ ہوئی، فرمایا یہود نے بدعہدی کا ارادہ کیا تھا، اللہ نے مجھے اس کی خبر دے دی اس لیے میں کھڑا ہو گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد بن مسلمہ سے کہلا بھیجا کہ تم لوگ میرے شہر سے نکل جاؤ، اور میرے ساتھ اُس میں نہ رہو، تم نے جس بدعہدی کا قصد کیا، وہ کیا، میں تمھیں دس دن کی مہلت دیتا ہوں، اُس کے بعد جو نظر آئے گا اُس کی گردن مار دی جائے گی۔

وہ اس پر بھی چند روز ٹھہر کر تیاری کرتے رہے، انھوں نے ذوالجدر میں اپنے مددگاروں کے پاس قاصد روانہ کیا اور لوگوں سے تیز چلنے والے اونٹ کرایے پر لیے۔

ابن ابی نے کہلا بھیجا کہ تم لوگ شہر سے نہ نکلو اور قلعے میں مقیم ہو جاؤ، میرے ساتھ میرے ہم قوم اور عرب دو ہزار ہیں جو تمھارے ساتھ تمھارے قلعے میں داخل ہو جائیں گے، اور آخر تک مر جائیں گے، قریظہ اور غطفان کے حلفاء تمھاری مدد کریں گے۔

جو کچھ ابن ابی نے کہا اس سے حیی کو لالچ پیدا ہوا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہلا بھیجا کہ ہم لوگ شہر سے نہیں نکلیں گے آپ سے جو ہو سکے وہ کیجئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زور سے تکبیر کہی، مسلمانوں نے بھی آپ کی تکبیر کے ساتھ تکبیر کہی، آنحضرت نے فرمایا یہود نے اعلان جنگ کر دیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب کے ہمراہ اُن کی طرف روانہ ہوئے بنی النضیر کے میدان میں نماز عصر پڑھی، علی رضی اللہ عنہ کو اپنا علم دیا، اور مدینے پر ابن ام مکتوم کو خلیفہ بنایا۔

جب انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو تیر اور پتھر اپنے ہمراہ لیکے قلعوں پہ چڑھ گئے، قریظہ اُن سے علیحدہ رہے، انھوں نے مدد نہیں کی، ابن ابی اور اس کے حلفائے غطفان نے بھی انھیں بے یار و مددگار چھوڑ دیا، وہ اُن کی مدد سے مایوس ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا محاصرہ کر لیا اور باغ کاٹ ڈالا، تب انھوں نے کہا کہ ہم آپ کے شہر سے نکلے جاتے ہیں، آپ نے فرمایا آج میں اس کو نہیں مانتا، لیکن اس سے اس طرح نکلو کہ تمہارے لئے تمہاری جانیں ہوں گی، اور سوائے زرہ کے جو کچھ اونٹ لاد لیں گے وہ ہوگا، اس شرط پر یہود اُتر آئے۔

آپ نے پندرہ دن تک اُن کا محاصرہ کیا، وہ اپنے مکان اپنے ہاتھ سے خراب کر رہے تھے، آپ نے انھیں مدینے سے جلاوطن کر دیا اور اُن کے نکالنے پر محمد بن مسلمہ کو والی بنایا، یہود نے اپنے بچوں اور عورتوں کو بھی سوار کر لیا اور وہ چھ سو اونٹوں پر سوار ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لوگ اپنی قوم میں ایسے ہی ہیں جیسے بنی المغیرہ قریش میں، وہ خیبر چلے گئے، منافقین کو اُن پہ بڑا رنج ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے مالوں اور زرہوں پہ

قبضہ کر لیا، آپ کو پچاس زرہیں، پچاس خود، اور تین سو چالیس تلواریں ملیں،
بنو النضیر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص تھے، آپ کے
حوائج ضروریہ رفع کرنے کے لیے (اُن کے اموال) خاص آپ کے لیے تھے۔
آپ نے اُن اموال کو پانچ حصوں پر تقسیم نہیں فرمایا، نہ اُس میں سے
کسی کا کوئی حصہ لگایا، اپنے اصحاب میں سے چند آدمیوں کو عطا فرمایا اور
اُن اموال سے انھیں وسعت عطا فرمائی۔

جن لوگوں کو عطا کیا گیا اُن میں سے مہاجرین کے نام جو ہمیں معلوم
ہوئے یہ ہیں۔

ابو بکر الصدیقؓ کو بیر حجر، عمرؓ بن الخطاب کو بیر جدم، عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو
سوالہ، صہیبؓ بن سنان کو الضراطہ، الزبیرؓ بن العوام اور ابو سلمہ بن ۴
عبد الاسد کو البویلہ، سہلؓ بن حنیف اور ابو دجانہؓ کو وہ مال دیا جو ابن
خرشۃ کا مال کہلاتا تھا۔

عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
النضیر کا باغ البویرہ جلا دیا، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "ما قطعتم
من لینۃٍ او ترکتموھا قائمۃً علی اصولھا فباذن اللہ"۔ (تم نے جو کھجور کے درخت
کاٹ ڈالے یا انھیں اُن کی جڑوں پر قائم رہنے دیا تو یہ اللہ ہی کے حکم سے
ہوا، تاکہ اللہ کافروں کو ذلیل کرے)۔

الحسن سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بنی النضیر کو
جلا وطن کیا تو فرمایا، چلے جاؤ کیونکہ یہ پہلا حشر ہے اور میں (اُن کے) نشان پر ہوں،

غزوۂ بدر الموعد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوۂ بدر الموعد جو بدر القتال کے
علاوہ ہے ذیقعدہ کے چاند پر ہجرت کے پینتالیسویں مہینے پیش آیا۔

جب ابوسفیان بن حرب نے یوم احد میں واپس ہونے کا ارادہ کیا تو اُس نے ندا دی کہ ہمارے تمہارے درمیان سال کے شروع میں بدر الصفراء (کی جنگ کا) وقت مقرر ہے، جہاں ہم لوگ مل کے قتال کریں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ بن الخطاب سے فرمایا، کہہ دو ہاں انشاء اللہ، اس بات پر لوگ منتشر ہو گئے قریش بھی لوٹ گئے۔

انھوں نے اپنے طرفداروں کو اس میعاد کی خبر دی، اور روانگی کی طیاری کی، جب میعاد قریب آئی تو ابوسفیان نے روانگی ناپسند کی، نعیم بن مسعود الاشجعی مکے میں آیا تو اُس سے ابوسفیان نے کہا کہ میں نے محمدؐ اور اُن کے اصحاب سے وعدہ کیا تھا کہ ہم بدر میں ملیں گے، اب وہ وقت آگیا ہے، مگر یہ سال خشک ہے، اور ہمارے لیے وہ سال مفید ہے جس میں سبزہ اور کثیر بارش ہو مجھے یہ بھی گوارا نہیں کہ محمدؐ روانہ ہوں اور میں نہ روانہ ہوں، کیونکہ انھیں ہم پر جرأت ہو جائے گی، ہم صرف اس بات پر تیرے بیس کام کر دیں گے، جن کا تیرے لیے سہیل بن عمرو ضامن ہوگا، کہ تو مدینے میں پہنچ کر اصحاب محمدؐ کو اُن سے جدا کر دے۔

وہ راضی ہو گیا، انھوں نے انتظام کیا، اُسے ایک اونٹ پر سوار کیا، جو تیزی کے ساتھ روانہ ہوا، اور مدینے میں آیا، اُس نے ابوسفیان کی طیاری اور اُس کے ہتھیار کی خبر دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں ضرور ضرور روانہ ہوں گا خواہ میرے ہمراہ کوئی شخص بھی روانہ نہ ہو۔

اللہ نے مسلمانوں کی مدد کی، اور اُن سے رعب کو دور کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے پر عبداللہ بن رواحہ کو خلیفہ بنایا، جھنڈا علیؓ بن ابی طالب نے اُٹھایا، آپ مسلمانوں کے ہمراہ روانہ ہوئے جو پندرہ سو تھے، صرف دس گھوڑے ساتھ تھے۔

وہ لوگ اپنا مال و اسباب تجارت بھی لے گئے، بدر الصفراء ایک مقام اجتماع تھا جس میں عرب جمع ہوا کرتے تھے، وہ ایک بازار تھا جو

ذی القعدہ کے چاند سے ۸ رتاریخ تک قایم رہتا تھا، پھر لوگ اپنے اپنے شہروں میں منتشر ہو جاتے تھے۔

مسلمان ذی القعدہ کی چاند رات کو پہنچے، اور صبح کو بازار لگ گیا ۳۳
وہ لوگ آٹھ دن وہاں رہے، جو مال تجارت لے گئے تھے اُسے فروخت کیا تو انھیں ایک درہم پر ایک درہم نفع ہوا، جب واپس ہوئے تو قریش نے اُن کی روانگی سُن لی۔

ابوسفیان بن حرب دو ہزار قریش کے ہمراہ مکے سے نکلا، اُن کے ساتھ پچاس گھوڑے تھے وہ مجنۃ تک پہنچے جو مرالظہران میں ہے، وہاں ابوسفیان نے کہا کہ واپس چلو کیونکہ ہمیں سوائے سبزہ و بارش کثیر کے اور کوئی سال مناسب نہیں جس میں ہم مواشی چرائیں اور دودھ پئیں۔ یہ سال تو خشک ہے، لہذا میں تو پلٹتا ہوں اور تم بھی پلٹو۔

اہل مکہ نے اس لشکر کا نام جیش السویق (ستو کا لشکر) رکھا، اس لیے کہ وہ لوگ ستو پیتے ہوئے نکلے تھے۔

معبد بن ابی معبد الخزاعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی بدر میں پہنچنے کی خبر مکے میں لایا تو صفوان بن امیہ نے ابوسفیان سے کہا کہ میں نے تجھے اُسی روز اُس قوم سے میعاد مقرر کرنے کو منع کیا تھا، اب انھیں ہم پر جرأت ہو گئی، انھوں نے دیکھ لیا کہ ہم ان سے پیچھے رہ گئے، پھر اُن لوگوں نے غزوۂ خندق کے لیے جنگ و خرچ و طیاری شروع کی۔

مجاہد سے مروی ہے کہ آیت "الذین قال لھم الناس ان الناس قد جمعوا لکم" (یہ وہ ہیں کہ لوگوں نے ان سے کہا کہ تمھارے لیے سامان جمع کیا ہے) کی تفسیر میں کہا کہ یہ ابوسفیان ہے جس نے احد کے دن کہا تھا کہ اے محمد تمھاری میعاد بدر ہے جہاں تم نے ہمارے ساتھیوں کو قتل کیا تھا، تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قریب ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وعدے کے مطابق گئے، بدر میں اُترے، اور بازار کے وقت پہنچے، اللہ تبارک و تعالیٰ کا قول یہی ہے "فانقلبوا

بنعمة من اللہ و فضل لم یمسسھم سوء" (یہ لوگ اللہ کے اپنے فضل و نعمت کے ساتھ واپس ہوئے کہ انھیں ذراسی بھی ناگواری نہ پیش آئی) فضل وہ ہے جو انھیں تجارت سے ملا، یہ (غزوہ) غزوۂ بدر الصغریٰ ہے۔

غزوۂ ذات الرقاع

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے سینتالیسویں مہینے ماہ محرم میں غزوۂ ذات الرقاع کے لیے روانہ ہوئے۔

کوئی آنے والا مدینے میں اپنا مال تجارت لایا اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو خبر دی کہ انمار و ثعلبہ نے مقابلے کے لیے کچھ گروہ جمع کیے ہیں، یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے مدینے پر عثمان بن عفان کو قائم مقام بنایا اور شب شنبہ ۱۰ محرم کو چار سو اصحاب کے ساتھ، اور کہا جاتا ہے کہ سات سو اصحاب کے ساتھ، روانہ ہوئے۔

آپ چلتے چلتے اُن کے مقام پر جو ذات الرقاع میں تھا آگئے، یہ ایک پہاڑ ہے جس میں سرخی و سیاہی و سفیدی کی زمینیں ہیں، اور النخیل کے قریب السعد اور الشقرہ کے درمیان ہے۔

آپ نے اُن مقامات میں سوائے عورتوں کے کسی کو نہ پایا، اُنھیں گرفتار کرلیا، ان میں ایک خوبصورت لڑکی بھی تھی، اعراب پہاڑ کی چوٹیوں پر بھاگ گئے، نماز کا وقت آیا تو مسلمانوں کو خوف ہوا کہ وہ لوگ حملہ کردیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خوف پڑھائی، یہ سب سے پہلا موقع تھا جو آپ نے نماز خوف پڑھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کا ارادہ کرکے واپس ہوئے، آپ نے جابر بن عبد اللہ سے اسی سفر میں ایک اوقیہ میں اُن کا اونٹ خریدا، اور مدینے تک اُس کی سواری کی شرط کردی، اُن سے اُن کے

۴۴ والد کا قرض دریافت فرمایا تو انھوں نے بتایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے اسی شب میں پچیس بار دعائے مغفرت فرمائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعال بن سُراقہ کو اپنی اور مسلمانوں کی سلامتی کی خوش خبری دینے کے لیے مدینے روانہ کیا، آپ ۲۵ محرم یکشنبے کو صرار میں آئے، صرار مدینے سے تین میل ہے جو عراق کے راستے میں جاہلیت کے زمانے کا کنواں تھا، آپ پندرہ شب باہر رہے۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے، ذات الرقاع میں ہم کسی سایہ دار درخت کے نیچے ہوتے تو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چھوڑ دیتے تھے۔

مشرکین میں سے ایک شخص آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار ایک درخت سے لٹکی ہوئی تھی، اس نے وہ لے لی، اور سونت لی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کیا آپ مجھ سے ڈرتے ہیں، آپ نے فرمایا نہیں، اس نے کہا پھر مجھ سے آپ کو کون بچائے گا، آپ نے فرمایا، اللہ مجھے تجھ سے بچائے گا، اسے اصحاب نے دھمکایا تو اس نے تلوار میان میں کر دی اور لٹکا دی۔

اذان کہی گئی تو آپ نے ایک گروہ کو دو رکعتیں پڑھائیں، وہ لوگ پیچھے ہٹ گئے، پھر دوسرے گروہ کو دو رکعتیں پڑھائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار رکعتیں ہوئیں اور جماعت کی دو رکعتیں۔

غزوۂ دومۃ الجندل

ماہ ربیع الاول میں ہجرت کے انچاسویں مہینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوۂ دومۃ الجندل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ دومۃ الجندل میں

بہت بڑی جماعت ہے، جو شتر سوار اور ہر دو را ادھر سے گزرتے ہیں
وہ لوگ اُن پر ظلم کرتے ہیں، اُن کا ارادہ مدینے پر حملے کا ہے۔

دومتہ الجندل شام کے راستے کے ایک کنارے پر ہے، اُس کے
اور دمشق کے درمیان پانچ رات کی مسافت ہے، اور مدینے سے
پندرہ یا سولہ رات کی مسافت ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بلایا، مدینے پر سباع
بن عُرفُطہ الغفاری کو اپنا قائم مقام بنایا، آپ ۵ ربیع الاول کو ایک ہزار مسلمانوں
کے ہمراہ روانہ ہوئے، رات کو چلتے تھے اور دن کو پوشیدہ ہو جاتے تھے،
ہمراہ ایک رہبر بنی عذرہ میں سے تھا جس کا نام مذکور تھا۔

جب آپ ان لوگوں کے نزدیک ہوئے تو وہ ترک وطن کر رہے
تھے، اتفاقاً اونٹوں اور بکریوں کے نشان تھے، آپ نے مواشی اور
چرواہوں پر حملہ کیا، جو مل گیا وہ مل گیا اور جو بھاگ گیا
وہ بھاگ گیا۔

اس کی خبر اہل دومہ کو ہوئی تو وہ منتشر ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اُن کے میدان میں اترے مگر وہاں کوئی نہ ملا، آپ وہاں چند روز ٹھیرے
چھوٹی چھوٹی جماعتیں اطراف میں روانہ کیں، وہ واپس آ گئے اور
انھیں کوئی نہ ملا۔

ایک شخص گرفتار ہوا، اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
دریافت فرمایا تو اس نے کہا وہ لوگ جب ہی بھاگ گئے جب انھوں نے
یہ سنا کہ آپ نے اُن کے اونٹ پکڑ لیے ہیں، آپ نے اس پر اسلام
۴۰ پیش کیا، وہ اسلام لے آیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۲۰ ربیع الآخر کو اس طرح مدینے
واپس ہوئے کہ آپ کو جنگ کی نوبت نہ آئی۔

اسی غزوے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عُیَینہ بن حِصن سے
اس امر پر صلح فرمائی کہ وہ تغلمین اور اُس کے قرب وجوار سے المراض تک

جانور چرائے، وہ مقام سرسبز تھا اور عیینہ کا شہر خشک تھا، تغلمین المراض سے دو میل پر ہے اور المراض الربذہ کے راستے پر مدینے سے چھتیس میل کے فاصلے پر ہے۔

غزوۂ المریسیع

شعبان ۵ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوۂ المریسیع ہے۔

بنی المصطلق خزاعہ میں سے تھے جو بنی مدلج کے حلفاء تھے، وہ اپنے ایک کنوئیں پر اترا کرتے تھے جس کا نام المریسیع تھا، اس کے اور الفرع کے درمیان تقریباً ایک دن کی مسافت تھی، الفرع اور مدینے کے درمیان آٹھ برد (۹۶) میل کا فاصلہ تھا۔

ان کا سرغنہ اور سردار الحارث بن ابی ضرار تھا، وہ اپنی قوم میں اور ان عربوں میں گیا جن پر اس کا قابو تھا، انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی دعوت دی، ان لوگوں نے مان لی اور اس کے ہمراہ آپ کی طرف جانے کی طیاری کی۔

یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے بریدۃ بن الحصیب الاسلمی کو بھیجا کہ وہ اس کا علم حاصل کریں، انھوں نے آپ کو ان کے حال کی خبر دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بلایا، ان لوگوں نے روانگی میں عجلت کی، گھوڑوں کی باگ ڈور پکڑ کر روانہ ہوئے جو تعداد میں تیس تھے، دس مہاجرین کے اور بیس انصار کے۔

آپ کے ہمراہ منافقین کے بھی بہت سے آدمی روانہ ہوئے جو اس کے قبل کبھی کسی غزوے میں اس تعداد میں نہیں روانہ ہوئے تھے، آپ نے مدینے پر زید بن حارثہ کو قائم مقام بنایا، ہمراہ دو گھوڑے تھے (۱) لزاز (۲) الظرب۔

آنحضرتؐ ۲ شعبان یوم دوشنبہ کو روانہ ہوئے، الحارث بن ابی ضرار اور اس کے ہمراہیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی کی اور اس امر کی خبر ملی کہ اس کا جاسوس قتل کر دیا گیا، جسے اس نے اس لیے بھیجا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر لائے۔

الحارث اور اس کے ہمراہیوں کو سخت ناگوار گزرا، انھیں بہت خوف ہوا، جو عرب ان کے ساتھ تھے وہ سب جدا ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المریسیع پہنچ گئے، جو ایک گھاٹ ہے، آپ نے وہاں اپنا خیمہ نصب کرنے کا حکم دیا، ہمراہ عائشہؓ اور ام سلمہؓ بھی تھیں۔

لوگوں نے جنگ کی تیاری کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو صف بستہ کیا، مہاجرین کا جھنڈا ابو بکر صدیقؓ کو اور انصار کا سعد بن عبادہ کو دیا، تھوڑی دیر انھوں نے تیر اندازی کی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا تو انھوں نے یکبارگی حملہ کر دیا، مشرکین میں سے کوئی شخص نہ بچا، دس قتل ہوئے اور باقی گرفتار ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں، عورتوں، بچوں کو گرفتار کر لیا، اونٹ اور بکری پکڑ لی، مسلمانوں میں سے سوائے ایک شخص کے کوئی مقتول نہیں ہوا۔

ابن عمر بیان کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح ان پر حملہ کیا کہ وہ لوگ غافل تھے، اور ان کے جانوروں کو گھاٹ پر پانی پلایا جا رہا تھا، آپ نے ان کے جنگجویوں کو قتل کر دیا، اور بچوں کو قید کر لیا، مگر پہلی روایت زیادہ ثابت ہے۔

آپ نے قیدیوں کے متعلق حکم دیا، ان کی مشکیں کس دی گئیں، ان پر آپ نے بریدہ بن الحصیب کو عامل بنایا، مال غنیمت کے متعلق حکم دیا تو وہ جمع کیا گیا اور اس پر اپنے آزاد کردہ غلام شقران کو عامل بنایا، بچوں کو ایک طرف جمع کیا، خمس کی تقسیم اور مسلمانوں کے حصوں پر

محمیۃ بن جزء کو عامل بنایا۔

قیدی تقسیم کر دیے گئے، اور لوگوں کے پاس پہنچ گئے، اونٹ اور بکریاں بھی تقسیم کی گئیں، ایک اونٹ کو دس بکریوں کے برابر کیا گیا، گھر کا سامان اس کے ہاتھ فروخت کیا گیا جو زیادہ دیتا تھا، گھوڑے کے دو حصے، اس کے مالک کا ایک حصہ اور پیادے کا ایک حصہ لگایا گیا، اونٹ دو ہزار تھے اور بکریاں پانچ ہزار۔

قیدی دو سو گھر والے تھے، جویریہ بنت الحارث بن ابی ضرار، ثابت بن قیس بن شماس اور اُن کے چچا زاد بھائی کے حصے میں آئیں، اُن دونوں نے انہیں نو اوقیہ سونے پر مکاتب بنا دیا، اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی کتابت کے بارے میں درخواست کی، آپ نے اُن کی طرف سے ادا کر دیا اور اُن سے عقد کر لیا، وہ ایک خوب صورت لڑکی تھیں۔

کہا جاتا ہے کہ آپ نے بنی المصطلق کے ہر قیدی کی آزادی کو اُن کا مہر قرار دیا، یہ بھی روایت ہے کہ آپ نے اُن کی قوم کے چالیس آدمیوں کی آزادی کو اُن کا مہر قرار دیا۔

قیدیوں میں وہ بھی تھے جن پر بغیر فدیہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان فرمایا اور وہ بھی تھے جن سے فدیہ لیا گیا، عورتوں اور بچوں کا بقدر چھ حصوں کے فدیہ لیا گیا، بعض قیدیوں کو مدینہ لائے تو اُن کے وارث آئے اور انھوں نے اُن کا فدیہ ادا کیا، بنی المصطلق کی کوئی عورت ایسی نہ تھی جو اپنی قوم میں واپس نہ ہو گئی ہو، یہی ہمارے نزدیک ثابت ہے۔

سنان بن وبر الجہنی نے جو انصار میں سے تھے اور بنی سالم کے حلیف تھے اور جہجاہ بن سعید الغفاری نے پانی پر جھگڑا کیا، جہجاہ نے اپنے ہاتھ سے سنان کو مارا تو سنان نے آواز دی "یا للانصار" (اے انصار) اور جہجاہ نے آواز دی "یا لقریش" (اے قریش) "یا لکنانہ" (اے کنانہ)۔

قریش فوراً متوجہ ہو گئے اوس اور خزرج بھی متوجہ ہوئے، انھوں نے ہتھیار نکال لیے، مہاجرین و انصار میں سے چند آدمیوں نے گفتگو کی

سنان نے اپنا حق چھوڑ دیا اور انھیں معاف کر دیا، انھوں نے صلح کر لی۔

عبد اللہ بن ابی نے کہا کہ جب ہم مدینے واپس جائیں گے تو عزت والا ذلیل کو وہاں سے ضرور نکال دے گا، وہ اپنی قوم کے ان لوگوں کی طرف متوجہ ہوا جو موجود تھے، اور کہا کہ یہ وہ ہے جو تم نے خود اپنے ساتھ کیا، زید بن ارقم نے سنا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک اس کا قول پہنچا دیا۔

آپ نے کوچ کا حکم دیا اور اسی وقت روانہ ہوئے، اور لوگ آپ کے پیچھے ہو گئے، عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی لوگوں سے آگے بڑھ گئے اور اپنے باپ کے انتظار میں راستے میں ٹھیر گئے، جب انھوں نے اس کو دیکھا تو اسے ٹھیرا لیا اور کہا کہ میں اس وقت تک تجھے نہ چھوڑوں گا جب تک تو یہ نہ سمجھ جائے کہ تو ہی ذلیل ہے اور محمدؐ عزت والے ہیں۔

ان کے پاس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گذرے، آپ نے فرمایا، اسے جانے دو، بخدا جب تک وہ ہم میں رہے گا حسن اخلاق ہی سے اس کے ساتھ پیش آئیں گے۔

اسی غزوے میں عائشہؓ کا ہار گر گیا، اس کی تلاش میں لوگ رکے تو تیمم کی آیت نازل ہوئی، اسید بن حضیر نے کہا کہ اے آل ابوبکر تمھاری یہ پہلی برکت کیسی اچھی ہے۔

اسی غزوے میں عائشہؓ کا واقعہ اور ان کی شان میں تہمت لگانے والوں کا قول ہوا، راوی نے کہا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کی برائت نازل فرمائی۔

اسی غزوے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھائیس روز باہر رہے اور مدینے میں رمضان کے چاند کے وقت تشریف لائے۔

غزوۂ خندق یا غزوۂ احزاب

ذی القعدہ ۵ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوۂ خندق ہے

اور یہی غزوۂ احزاب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی النضیر کو جلا وطن کر دیا تو وہ خیبر چلے گئے، اُن کے اشراف و معززین میں سے چند آدمی مکہ روانہ ہوئے اور قریش کے پاس پہنچ کر انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے کی ترغیب دی، اُن سے انھوں نے معاہدہ کیا اور سب نے آپ سے جنگ پر اتفاق کیا، اس کے لئے انھوں نے ایک وقت کا وعدہ کر لیا، وہ لوگ اُن کے پاس سے نکل کر غطفان و سلیم کے پاس آئے، اسی قسم کا معاہدہ ہوا پھر اُن کے پاس سے بھی روانہ ہو گئے۔

قریش طیار ہو گئے، انھوں نے متفرق قبائل کو اور اُن عربوں کو جو اُن کے حلیف تھے جمع کیا تو وہ چار ہزار ہو گئے، دار الندوہ میں جھنڈا طیار ہوا، اُسے عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ نے اُٹھایا، قریش اپنے ہمراہ تین سو گھوڑے اور پندرہ سو اونٹ لے چلے، ابو سفیان بن حرب بن امیہ اُن کا سردار تھا۔ مرالظہران میں بنو سلیم بھی اُن کے پاس پہنچ گئے جو تعداد میں سات سو تھے، ان کا سردار سفیان بن عبد شمس تھا جو حرب بن امیہ کا حلیف اور ابو الاعور السلمی کا باپ تھا جو جنگ صفین میں معاویہ کے ساتھ تھا۔

اُن کے ہمراہ بنو اسد بھی نکلے جن کی سرداری طلحہ بن خویلد الاسدی کر رہا تھا، فزارہ بھی نکلے جو سب کے سب تھے، وہ ایک ہزار اونٹ پر تھے، ان کا سردار عیینہ بن حصن تھا۔

اشجع نکلے، وہ چار سو تھے اور اُن کی سرداری مسعود بن رخیلہ کر رہا تھا۔

بنو مرہ نکلے جو چار سو تھے، ان کا سپہ سالار الحارث بن عوف تھا۔

اُن کے ہمراہ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے لوگ تھے۔

الزہری نے روایت کی ہے کہ الحارث بن عوف، بنی مرہ کو واپس لے گیا، اُن میں سے غزوۂ خندق میں کوئی حاضر نہیں ہوا۔

ایسی ہی بنی مرہ نے بھی روایت کی ہے، مگر پہلی روایت زیادہ ثابت ہے کہ وہ لوگ غزوۂ خندق میں الحارث بن عوف کے ہمراہ

حاضر ہوئے، اور حسان بن ثابت نے اُن کی ہجو کی ہے۔

وہ تمام قومیں، جن کا ذکر کیا گیا، اور جو غزوۂ خندق میں شریک ہوئیں تعداد میں دس ہزار تھیں، اُن کے بہت سے گروہ تھے اور وہ تین لشکروں میں تھے، سب کی عنان ابوسفیان بن حرب کے ہاتھ میں تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن لوگوں کے مکے سے روانہ ہونے کی خبر پہنچی تو آپ نے اصحاب کو بلایا، انھیں دشمن کی خبر دی اور مشورہ کیا، سلمانؓ الفارسی نے خندق کی رائے دی جو مسلمانوں کو پسند آئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ سلع کے میدان میں اُن کی چھاؤنی قایم کی اور سلع کو پس پشت کیا، اُس روز مسلمان تین ہزار تھے، آپ نے مدینے پر عبداللہؓ بن ام مکتوم کو قائم مقام بنایا۔

آپ نے شہر کے گرد خندق کھودی، مسلمان عجلت کے ساتھ کام کرنے لگے، چاہتے تھے کہ دشمن کے آنے سے پہلے طیار ہو جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اُن کے ہمراہ اپنے ہاتھ سے کام کیا تاکہ مسلمانوں کا حوصلہ بڑھے۔ ۴۸

آپ نے ہر جانب ایک جماعت کو مقرر فرمایا، مہاجرین راتج کی طرف سے ذباب تک کھود رہے تھے، اور انصار ذباب سے جبل بنی عبید تک، باقی مدینے میں عمارتیں باہم ملی ہوئی تھیں جس سے ایک قلعہ معلوم ہوتا تھا۔

بنو عبدالاشہل نے راتج سے اُس کے پیچھے تک خندق کھودی اور اس طرح مسجد کی پشت تک آگئی۔

بنو دینار نے جربا سے اُس مقام تک خندق کھودی جہاں آج (بعہد مصنف) ابن ابی الجنوب کا مکان ہے، اُس کے کھود دینے سے چھ دن میں فارغ ہوئے۔

مسلمان بچوں اور عورتوں کو قلعوں میں اُٹھالے گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۸ ذی القعدہ یوم دوشنبہ کو روانہ ہوئے، آپ کا جھنڈا جو مہاجرین کا تھا زید بن حارثہ اُٹھائے ہوئے تھے، انصار کا جھنڈا سعد بن عبادہ اُٹھائے ہوئے تھے۔

ابوسفیان بن حرب نے حیی بن اخطب کو خفیہ طور پر بنی قریظہ

کے پاس بھیج کر اُن سے یہ درخواست کی کہ وہ اُس عہد کو توڑ دیں جو اُن کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ہوا ہے، اور آپ کے مقابلے میں وہ ان لوگوں کے ساتھ ہو جائیں، (پہلے تو) انھوں نے اس سے انکار کیا، پھر مان لیا۔

یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے کہا "حسبنا اللہ ونعم الوکیل" ہمیں اللہ کافی ہے، اور وہ کیسا اچھا کارساز ہے۔

نفاق ظاہر ہوگیا، لوگ جنگ سے ڈر گئے، مصیبت بڑھ گئی، خوف شدید ہوگیا، بچوں اور عورتوں کا اندیشہ ہونے لگا، وہ ایسے ہی ہو گئے جیسا اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا "اذجاؤکم من فوقکم ومن اسفل منکم واذ زاغت الابصار وبلغت القلوب الحناجر" (وہ وقت یاد کرو جب کہ یہ لوگ (مشرکین) اوپر اور نیچے سے تمھارے پاس آگئے اور جب کہ نگاہیں کج ہوگئیں اور کلیجے منہ کو آ گئے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان دشمن کے سامنے اور مقابلے سے ہٹتے نہ تھے، سوائے اس کے کہ اپنی خندق کو روکے ہوئے تھے اور اُس کی حفاظت کر رہے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلمہ بن اسلم کو دو سو آدمیوں کے ہمراہ اور زید بن حارثہ کو تین سو آدمیوں کے ہمراہ بھیجتے رہتے تھے جو مدینے کی حفاظت کرتے تھے اور بلند آواز سے تکبیر کہتے تھے، یہ اس لیے کہ بچوں پر بنی قریظہ کی طرف سے خوف کیا جاتا تھا۔

عباد بن بشر مع دوسرے انصار کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے کی حفاظت پر تھے جو تمام رات پاسبانی کیا کرتے تھے۔

مشرکین نے اپنے درمیان باری مقرر کرلی تھی، کسی دن صبح کو ابوسفیان بن حرب اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جاتا تھا، کسی دن خالد بن الولید، کسی دن عمرو بن العاص، کسی دن ہبیرہ بن ابی وہب اور کسی دن ضرار بن الخطاب الفہری۔

یہ لوگ برابر اپنے گھوڑوں کو گھمایا کرتے تھے، کبھی الگ الگ ہو جاتے تھے اور کبھی مل جاتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے مقابلہ کرتے تھے اور اپنے تیراندازوں کو آگے کر دیتے تھے جو تیر پھینکتے تھے۔

حبان بن العرقہ نے سعد بن معاذ کے ایک تیر مارا جو اُن کی کلائی کی رگ میں لگا اور کہا کہ اسے پکڑ، میں ابن العرقہ ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے دوزخ میں غرق کرے، اور کہا جاتا ہے کہ جس نے انھیں تیر مارا وہ ابو اسامہ الجشمی تھا۔

کفار کے رؤساء نے اس امر پر اتفاق کیا کہ کسی دن صبح کو سب جائیں، وہ سب مل کر گئے، اُن کے ہمراہ تمام گروہوں کے لشکر تھے، وہ خندق میں کوئی ایسی تنگ جگہ تلاش کرنے لگے جہاں سے اپنا لشکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب تک پہنچا دیں، مگر انھیں نہ ملی

۳۹ انھوں نے کہا کہ یہ ایسی تدبیر ہے کہ عرب نہیں کر سکتے، اُن سے کہا گیا کہ آنحضرتؐ کے ہمراہ ایک فارسی شخص ہے جس نے آپ کو اس بات کا مشورہ دیا، انھوں نے کہا: یہ اسی کی تدبیر ہے۔

وہ ایسے تنگ مقام پر پہنچے جسے مسلمان بھول گئے تھے، عکرمہ بن ابی جہل، نوفل بن عبد اللہ، ضرار بن الخطاب، ہبیرہ بن ابی وہب اور عمرو بن عبدود اس سے گزر گئے، عمرو بن عبدود جنگ کی دعوت دینے لگا کہ:

ولقد بححت من النداء بجمعهم هل من مبارز

(اُن کی جماعت کو آواز دیتے دیتے خود میری آواز بیٹھ گئی کہ ہے کوئی لڑنے والا جو مقابلے کو نکلے)۔

عمرو بن وُد اس وقت نوّے برس کا تھا، علیؓ بن ابی طالب نے کہا یا رسولؐ اللہ میں اُس سے لڑوں گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اپنی تلوار دی، عمامہ باندھا اور کہا، اے اللہ اُس کے مقابلے میں ان کی مدد کر۔ علیؓ اُس کے مقابلے کے لیے نکلے اُن میں سے ایک دوسرے کے قریب ہو گیا، غبار اُڑا اور علیؓ نے اُسے مار کر قتل کر دیا اور تکبیر کہی تو

ہمیں معلوم ہوا کہ انھوں نے اُسے قتل کر دیا ہے۔ اُس کے ساتھی پشت پھیر کر بھاگے، اُن کے گھوڑے انھیں بچا لے گئے۔ الزبیر بن العوام نے نوفل بن عبداللہ پر تلوار سے حملہ کیا، اُسے مار کے دو ٹکڑے کر دیا۔

آخر یہ ٹھیری کہ دوسرے دن مقابلہ ہوگا، سب نے رات اس حالت میں گذاری کہ اپنے ساتھیوں کو تیار کرتے رہے، اپنے لشکروں کو پھیلا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب بہت بڑا لشکر مقرر کیا جس میں خالد بن الولید تھا، اُس روز دن بھر جنگ ہوتی رہی، کچھ رات گئے تک بھی سلسلہ جاری رہا کہ نہ وہ اپنی جگہ سے ہٹ سکے اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرصت ملی کہ نماز پڑھ سکیں، آپ نے اور آپ کے اصحاب نے نہ ظہر پڑھی نہ عصر نہ مغرب نہ عشاء، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کو ہزیمت دی، وہ متفرق ہو کر اپنے اپنے مقام و لشکر کی طرف واپس ہو گئے، مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے کی طرف واپس ہوئے۔

اُسید بن الحضیر دو سو مسلمانوں کے ہمراہ خندق ہی پر رہے، خالد بن الولید مشرکین کے لشکر کے ساتھ پلٹ پڑا جو مسلمانوں کی تلاش میں تھا، تھوڑی دیر انھوں نے مقابلہ کیا، مشرکین کے ہمراہ وحشی بھی تھا، اُس نے طفیل ابن النعمان کو جو بنی سلمہ میں سے تھے اپنا نیزہ کھینچ کے مارا، انھیں قتل کر کے وہ لوگ بھاگ گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خیمے کی طرف گئے، آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انھوں نے اذان کہی، اور ظہر کی اقامت کہی، پھر آپ نے نماز پڑھی، انھوں نے ہر نماز کے بعد علیحدہ علیحدہ اقامت کہی، آپ اور آپ کے اصحاب نے قضا نمازیں پڑھیں اور فرمایا ان لوگوں نے ہمیں نماز وسطیٰ یعنے عصر سے باز رکھا اللہ تعالیٰ اُن کے شکموں اور قبروں میں آگ بھر دے۔

اس کے بعد اُن لوگوں کی کوئی جنگ نہیں ہوئی، سوائے اس کے کہ وہ رات میں جاسوسوں کا بھیجنا ترک نہیں کرتے تھے جو دھوکے کی اُمید میں تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب دس رات تک خندق

محصور رہے تھے کہ اُن میں سے ہر ایک کو پریشانی و مشقت لاحق ہوئی۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ غطفان سے آپ اس شرط پر مصالحت کر لیں کہ انھیں ایک تہائی پھل دیا کریں گے، اور وہ لوگوں کے درمیان نا اتفاقی کرا دیں، تاکہ کفار آپ کے پاس سے واپس چلے جائیں۔
انصار نے اس سے انکار کیا تو آپ نے یہ ارادہ ترک فرما دیا۔
نعیم بن مسعود الاشجعی اسلام لے آئے تھے، انھوں نے اپنے اسلام کو زینت دی، وہ قریش اور قریظہ اور غطفان کے درمیان گئے، اِن کی طرف سے اُن کو اور اُن کی طرف سے اِن کو ایسا کلام پہنچایا جس سے ہر گروہ سمجھا کہ وہ اُس کے خیر خواہ ہیں، کفار نے ان کا قول قبول کر لیا، اس طرح انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اُن کی مخالفت ترک کرا دی۔
نعیم ایسی چال چلے کہ ہر گروہ کو ایک دوسرے سے وحشت ہو گئی، قریظہ نے قریش سے ضمانت طلب کی تاکہ وہ اُن کے ساتھ نکلیں اور جنگ کریں، مگر قریش نے اس سے انکار کیا، اور اُن کو متہم جانا، قریظہ نے سبت (ہفتہ) کی اُن سے علت بیان کی اور کہا ہم اس روز (ہفتہ کو) نہیں لڑتے اس لیے کہ ہماری ایک قوم نے ہفتے کے دن سرکشی کی تھی تو وہ بندر اور سور بنا دیئے گئے، ابو سفیان بن حرب نے کہا کہ میں اپنے آپ کو کیوں نہیں دیکھتا جو میں بندر اور سور کے بھائیوں سے مدد مانگتا ہوں۔ ۵۰
اللہ تعالیٰ نے شب شنبہ کو ایک ہوا بھیجی جو مشرکین کا کام تمام کر گئی، ہوا اتنی تیز چلی کہ نہ تو کوئی خیمہ ٹھہر سکا اور نہ ہانڈی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی طرف حذیفہ بن الیمان کو بھیجا کہ وہ اُن کی خبر لائیں، اس شب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر نماز پڑھتے رہے۔
ابو سفیان بن حرب نے کہا اے گروہ قریش تم لوگ ایسے مکان میں نہیں ہو جو قیام گاہ ہو، گھوڑے اور اونٹ ہلاک ہو گئے، میدان خشک ہو گیا، بنو قریظہ نے ہم سے وعدہ خلافی کی، اور ہمیں

وہ لگی ہے جو تم دیکھ رہے ہو، لہذا کوچ کرو، میں بھی کوچ کرتا ہوں۔

وہ کھڑا ہوگیا، اور اپنے اونٹ پر بیٹھ گیا، جس کے رسی بندھی ہوئی تھی، اُسے مارا تو وہ اپنے تین پیروں سے کودا، اس نے اُس کی رسی اُس وقت تک نہ کھولی جب تک کہ وہ کھڑا نہ ہوگیا، ابوسفیان کھڑا ہی تھا کہ لوگ کوچ کرنے لگے، سارا لشکر تیزی سے روانہ ہوگیا، ابوسفیان نے تعاقب کے اندیشے سے عمرو بن العاص اور خالد بن الولید کو دوسو سواروں کے ہمراہ لشکر کے پچھلے حصے پر اپنا محافظ مقرر کیا۔

حذیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹے اور آپ کو تمام واقعے کی خبر کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح صبح ہوئی کہ آپ کے سامنے لشکروں میں سے ایک بھی نہ تھا سب اپنے اپنے شہروں کو دفع ہوچکے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اپنے اپنے مکان واپس جانے کی اجازت دی، وہ لوگ جلدی جلدی اور خوش خوش روانہ ہوئے۔

جو لوگ غزوۂ خندق میں شہید ہوئے اُن میں یہ بھی تھے:۔

(۱) انس بن اوس بن عتیک جو بنی عبد الاشہل میں سے تھے انھیں خالد بن الولید نے قتل کیا تھا۔

(۲) عبد اللہ بن سہل الاشہلی۔

(۳) ثعلبہ بن عنمہ بن عدی بن تابی، جن کو ہبیرہ بن وہب نے قتل کیا۔

(۴) کعب بن زید جو بنی دینار میں سے تھے، انھیں ضرار بن الخطاب نے قتل کیا۔

مشرکین میں سے عثمان بن منبہ بن عبید بن السبّاق بھی قتل ہوا، جو بنی عبد الدار بن قصی میں سے تھا۔

مشرکین نے پندرہ روز مسلمانوں کا محاصرہ کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۲۳ ذی القعدہ یوم چہارشنبہ ۵ھ کو واپس ہوئے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ مہاجرین و انصار ٹھنڈی صبح میں،

نکل کر خندق کھود رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے:
اے اللہ خیر تو آخرت کی ہی خیر ہے، لہٰذا انصار و مہاجرین کی مغفرت فرما،
اُن لوگوں نے آپ کو جواب دیا: ہم وہ لوگ ہیں جنھوں نے محمدؐ سے ہمیشہ کے لیے
جہاد کی بیعت کی ہے، جب تک ہم باقی رہیں۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب
جب خندق کھود رہے تھے تو کہہ رہے تھے کہ ہم وہ لوگ ہیں جنھوں نے
محمدؐ سے ہمیشہ کے لیے جہاد کی بیعت کی ہے جب تک ہم باقی رہیں، ۵۱
نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: اے اللہ خیر تو آخرت ہی کی
خیر ہے لہٰذا انصار و مہاجرین کی مغفرت فرما، آپ کے پاس جَو کی روٹی
لائی گئی جس پر بودار چربی تھی، انصار نے اُس میں سے کھائی اور
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیر تو آخرت ہی کی خیر ہے۔

سہل بن سعد سے مروی ہے کہ ہمارے پاس اُس حالت میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جب ہم لوگ خندق کھود
رہے تھے اور اپنے کندھوں پر مٹی ڈھو رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا عیش تو صرف آخرت ہی کا عیش ہے، لہٰذا اے اللہ تو انصار و
مہاجرین کی مغفرت فرما۔

البراء بن عازب سے مروی ہے کہ جنگ احزاب میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ مٹی ڈھو رہے تھے، مٹی نے
آپ کے شکم مبارک کی سفیدی کو چھپا لیا تھا، آپ یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

لاھم لولا انت ما اھتدینا　　　ولا تصدقنا ولا صلینا
اے اللہ اگر تو نہ ہوتا تو نہ ہم ہدایت پاتے، نہ خیرات کرتے اور نہ نماز پڑھتے
فانزلن سکینۃ علینا　　　وثبت الاقدام ان لاقینا
بس ہم پر سکون نازل کر　　　جب ہم دشمن سے ملیں تو ہمیں ثابت قدم رکھ
ان الاولی لقد بغوا علینا　　　اذا ارادوا فتنۃ ابینا
ان لوگوں نے ہم پر بغاوت کی ہے　　　جب انھوں نے فتنے کا ارادہ کیا ہم نے انکار کیا

انہوں نے انکار کیا"، اسے آپ بلند آواز سے فرما رہے تھے۔

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ یوم خندق مدینے میں ہوا تھا، ابوسفیان بن حرب آیا، جو قریش اُس کے ساتھ تھے، جو کنانہ اور عیینہ بن حصن میں سے اُن کے تابع تھے، جو غطفان وطلیحہ میں سے عیینہ بن حصن کے تابع تھے، بنی اسد میں سے اور ابوالاعور جو اُس کے تابع تھے، جو بنی سلیم اور قریظہ میں سے اُس کے تابع تھے سب ہمراہ ہو گئے۔

قریظہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان معاہدہ تھا، انھوں نے اسے توڑ دیا اور مشرکین کی مدد کی، اللہ تعالیٰ نے انھیں کے بارے میں نازل فرمایا "وانزل الذین ظاهروهم من اهل الكتاب من صياصيهم" (اور جن اہل کتاب نے اُن مشرکین کی مدد کی تھی اُن کو اللہ نے اُن کے قلعوں میں سے اتار دیا)۔

جبرئیل علیہ السلام آئے، اُن کے ہمراہ آندھی تھی، جب آپ نے جبرئیل کو دیکھا تو تین مرتبہ فرمایا "دیکھو خوش ہو جاؤ" اللہ نے اُن پر ایسی آندھی بھیجی جس نے خیموں کو اکھاڑ دیا، ہانڈیاں الٹ دیں، کجاووں کو دفن کر دیا اور میخوں کو اکھاڑ پھینکا، لوگ اس طرح روانہ ہوئے کہ کوئی کسی کی طرف رُخ نہ کرتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "اذ جاءتكم جنود فارسلنا عليهم ريحا وجنودا لم تروها" (اس وقت کو یاد کرو جب کہ تمہارے پاس ایک لشکر آیا پھر ہم نے اُن پر آندھی اور ایک ایسا لشکر بھیجا جسے تم نہیں دیکھتے تھے) اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے۔

ابو بشر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے مکان واپس آئے تو آپ نے اپنے سر کا داہنا حصہ دھویا اور بایاں باقی تھا کہ جبرئیل نے کہا: خبردار، میں آپ کو سر دھوتے دیکھتا ہوں، واللہ ہم اب تک (گھوڑے سے) نہیں اترے، "اٹھیے"، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ وہ بنی قریظہ کی طرف روانہ ہوں۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
۵۲ یوم خندق میں فرمایا:۔ اللہ تعالیٰ اُن کی (مشرکین کی) قبروں اور گھروں کو
آگ سے بھر دے، کیوں کہ انھوں نے ہمیں نماز سے روکا، یہاں تک کہ
سُورج غروب ہوگیا۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مسلمانوں نے
یوم الاحزاب میں عصر نہیں پڑھی، یہاں تک کہ سُورج غروب ہوگیا یا فرمایا
سُورج لوٹ گیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ اُن (کفار) کے
گھر آگ سے بھر دے کیوں کہ انھوں نے ہمیں نمازِ وسطیٰ سے روکا، یہاں تک کہ
سُورج غائب ہوگیا، یا فرمایا سُورج لوٹ گیا، حضرت علیؓ نے کہا کہ اس سے
ہمیں معلوم ہوا کہ نمازِ وسطیٰ نمازِ عصر ہے۔

علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
یوم خندق میں فرمایا، انھیں (مشرکین کو) کیا ہوا ہے؟ اللہ اُن کی قبروں کو
آگ سے بھر دے کیوں کہ اُنھوں نے ہمیں نمازِ وسطیٰ سے جو عصر ہے، باز رکھا۔

ابی جُمعہ سے، جنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی تھی،
مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سالِ احزاب میں مغرب پڑھی، جب
فارغ ہوئے تو فرمایا تم میں سے کسی کو معلوم ہے کہ میں نے عصر بھی پڑھی ہے؟
انھوں نے عرض کی نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، تو نہیں پڑھی، آپ نے
مؤذن کو حکم دیا تو اُنھوں نے نماز کی اقامت کہی، آپ نے عصر پڑھی پھر
مغرب دُہرائی۔

ابن ابی صفرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
جس وقت خندق کھودی اور آپ کو یہ اندیشہ ہوا کہ ابوسفیان شب خون
مارے گا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم پہ شب خون مارا جائے تو تمھارا ورد
یہ ہوگا "حٰمٓ لا ینصرون"۔

ابو صُفرہ سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک
صحابی نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ خندق میں فرمایا،

میرا خیال یہی ہے کہ وہ قوم تم پر رات ہی کو شب خون مارے گی، تمھارا شعار "حم لا ینصرون" ہے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ مشرکین نے خندق میں چوبیس رات تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا محاصرہ کیا۔

ابن المسیب سے مروی ہے کہ جب یوم الاحزاب ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کا دس روز سے زائد محاصرہ کیا گیا، جس سے ہر ایک کو مشقت لاحق ہوئی، یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "اے اللہ میں تجھ سے تیرا عہد اور وعدہ طلب کرتا ہوں" "اے اللہ اگر تو چاہے تو تیری عبادت نہ کی جائے۔"

وہ لوگ اسی حال پر تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عیینہ بن حصن بن بدر کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر تو مناسب سمجھے کہ میں تم لوگوں کے لیے انصار کے تہائی پھل مقرر کر دوں تو کیا تو غطفان کو جو تیرے ساتھ ہیں واپس کر دے گا اور احزاب (متفرق گروہوں) کے درمیان نا اتفاقی کرا دے گا، عیینہ نے آپ کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر آپ میرا حصہ مقرر فرما دیں تو میں کر دوں گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ کے پاس قاصد بھیجا، انھیں اس کی خبر دی تو انھوں نے کہا کہ اگر آپ کسی بات پر (اللہ کی طرف سے) مامور ہیں تو اللہ کے امر کو جاری کیجیے، آپ نے فرمایا اگر میں کسی بات پر مامور ہوتا تو تم دونوں سے مشورہ نہ لیتا، یہ میری رائے ہے جس کو میں تم دونوں کے سامنے پیش کرتا ہوں" ان دونوں نے کہا کہ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ انھیں سوائے تلوار کے کچھ نہ دیں۔

ابن ابی نجیح سے مروی ہے کہ اسی وقت جب کہ وہ اس فکر میں تھے، یکایک نعیم بن مسعود الاشجعی آ گئے، وہ ایسے تھے کہ دونوں فریق ان سے مطمئن تھے، انھوں نے ان لوگوں کے درمیان نا اتفاقی کرا دی، احزاب بغیر قتال کے بھاگ گئے، اللہ تعالیٰ کے قول کے یہی معنے ہیں

"وکفی اللہ المومنین القتال" (اور جنگ میں اللہ ہی مومنین کے لیے کافی ہوگیا)۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں دوشنبہ سہ شنبہ چہارشنبے کو احزاب کے لیے بد دعا کی، چہارشنبے کو ظہر و عصر کی نماز کے درمیان قبول ہوگئی، ہم نے خوش خبری آپ کے چہرے سے معلوم کی۔ جابر نے کہا کہ جب کوئی زبردست وسخت و دشوار معاملہ پیش آیا تو میں نے اسی روز کی اسی ساعت میں التجا کی اور اللہ سے دعا کی تو مجھے قبولیت معلوم ہوئی۔

عبد اللہ بن ابی اوفیٰ سے مروی ہے کہ یوم الاحزاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے لیے بد دعا فرمائی کہ: اے اللہ! اے کتاب کے نازل کرنے والے، جلد ہی حساب لینے والے، احزاب کو ہزیمت دے، اے اللہ انھیں شکست دے اور ڈگمگا دے۔

غزوۂ بنی قریظہ

ذی القعدہ ۵ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوۂ بنی قریظہ پیش آیا، لوگوں نے بیان کیا کہ جب خندق سے مشرکین پلٹ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی واپس ہوکر عائشہؓ کے مکان میں داخل ہوئے، تو آپ کے پاس جبریلؑ آئے اور مقام جنائز میں کھڑے ہوکر کہا (عذیرک من محارب) اپنے محارب (جنگ کرنے والے) کے مقابلے میں اپنے مددگار سے ملیے، تو گھبرا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس نکل آئے، انھوں نے کہا اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ آپ بنی قریظہ کی طرف جائیں میں بھی انھیں کا ارادہ کرتا ہوں، ان کے قلعوں کو میں ہلا دوں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو بلایا، انھیں اپنا جھنڈا دیا، اور بلالؓ کو بھیجا، انھوں نے لوگوں میں ندا دی کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمھیں یہ حکم دیتے ہیں کہ عصر کی نماز سوائے بنی قریظہ کے اور کہیں نہ پڑھو۔

مدینے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن مکتوم کو جانشین بنایا، اور مسلمانوں کے ہمراہ جو تین ہزار تھے اُن کی جانب روانہ ہوگئے چھتیس گھوڑے ساتھ تھے، یہ ۲۳ رذی القعدہ چہارشنبے کا دن تھا پندرہ روز تک اُن کا نہایت شدید محاصرہ کیا، لوگوں نے تیر پھینکے مگر وہ اس طرح اندر گھسے کہ کوئی باہر نہ نکلا۔

۵۴ بنی قریظہ کو محاصرے سے سخت تکلیف ہوئی تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہلا بھیجا کہ ابو لبابہ بن عبدالمنذر کو ہمارے پاس بھیج دیجیے، آپ نے انھیں بھیج دیا۔

یہود نے اپنے معاملے میں اُن سے مشورہ کیا تو انھوں نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قصد میں تمھارے لیے) ذبح ہے، اس پر ابو لبابہ نادم ہوئے (کہ آنحضرت کا راز ان لوگوں سے کیوں کہہ دیا) انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور کہا کہ میں نے اللہ اور اُس کے رسولؐ کی خیانت کی، وہ واپس ہو کر مسجد میں جا بیٹھے اور (اسی شرم سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر نہیں ہوئے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی توبہ قبول فرمائی۔

بنو قریظہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اترے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے متعلق محمد بن مسلمہ کو حکم دیا، اُن کی مشکیں کس کے ایک کنارے کر دیا گیا، اُسی وقت جب کہ وہ ایک کنارے تھے عورتیں اور بچے نکالے گئے، اُن پر آپ نے عبداللہ بن سلام کو عامل بنایا۔

تمام سامان، زرہیں، اسباب، کپڑے جو قلعے میں پائے گئے وہ سب جمع کیا گیا، سامان میں پندرہ سو تلواریں، تین سو زرہیں، دو ہزار نیزے اور پندرہ سو ڈھالیں، چرچڑے کی تھیں ملیں، شراب اور شراب کے مٹکے تھے، یہ سب بہادیا گیا، اس کا خمس نہیں کیا گیا، پانی کھینچنے والے اور

چلنے والے بہت سے اونٹ بھی ملے۔

اوس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ بنی قریظہ کو انھیں ہبہ کر دیں۔ وہ ان کے حلفاء تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا فیصلہ سعد بن معاذ کے سپرد کیا، انھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ہر وہ شخص جس پر استرے چلتے ہیں (یعنے مرد ہے) قتل کر دیا جائے، عورتوں اور بچوں کو قید کر دیا جائے اور ان کا مال تقسیم کر دیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ کا سات آسمان کے اوپر سے جو فیصلہ تھا تم نے اس کے مطابق فیصلہ کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۷ ذی الحجہ یوم پنجشنبہ کو واپس ہوئے آپ نے ان سے متعلق حکم دیا تو وہ مدینے میں داخل کئے گئے، بازار میں ان کے لیے ایک خندق کھودی گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب بیٹھے وہ لوگ انھی کی طرف ایک ایک گروہ کر کے لائے گئے، اور ان کی گردنیں ماری گئیں۔ کل تعداد چھ اور سات سو کے درمیان تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریحانہ بنت عمرو کو اپنے لیے منتخب فرما لیا، مال غنیمت کے متعلق حکم دیا تو وہ جمع کیا گیا۔ آپ نے اسباب اور قیدیوں میں سے خمس نکالا، باقی کے متعلق حکم دیا تو وہ زائد دینے والے کے ہاتھ بیچا گیا آپ نے اسے مسلمانوں میں تقسیم فرما دیا، سب تین ہزار بہتر حصے ہوئے، گھوڑے کے دو حصے اور اس کے مالک کا ایک حصہ، اور خمس محمیہ بن جزء الزبیدی کے پاس پہنچ گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو آزاد کر رہے تھے، کسی کو ہبہ کر رہے تھے، اور جس کو چاہا اسے خادم بنایا، اسی طرح آپ نے اس اسباب کے ساتھ کیا جو آپ کو پہنچا۔

یزید بن الاصم سے مروی ہے کہ جب اللہ نے احزاب کو دور کر دیا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مکان واپس گئے، تو آپ اپنا سر دھو رہے تھے کہ جبریل علیہ السلام آئے، اور عرض کیا کہ آپ کو اللہ معاف کرے، آپ نے ہتھیار اتار دیئے، حالانکہ اللہ کے ملائکہ نے ابھی تک نہیں اتارے، ہم قریظہ کے قلعے کے نزدیک ہمارے پاس آئیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں ندا دلوائی کہ بنی قریظہ

کے قلعے کو آؤ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کر لیا، اور آپ ان لوگوں کے پاس قلعے کے قریب آ گئے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ جب احزاب واپس ہو گئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں ندا دلوائی کہ کوئی شخص ظہر کی نماز سوائے بنی قریظہ کے کہیں نہ پڑھے، بعض لوگوں کو نماز فوت ہونے کا اندیشہ ہوا تو انھوں نے پڑھ لی، دوسروں نے کہا کہ ہم سوائے اُس مقام کے کہیں نماز نہ پڑھیں گے جہاں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے، خواہ وقت فوت ہی کیوں نہ ہو جائے۔

ابن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں فریق میں سے کسی پر ملامت نہیں کی۔

البہی وغیرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بنی قریظہ میں آئے تو آپ ایک بے زین کے گدھے پر سوار ہوئے، لوگ پیدل چل رہے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ بنی غنم کی گلی میں جبریل علیہ السلام کی سواری کا اُڑتا ہوا غبار، جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ تشریف لے گئے، میری نظر میں ہے۔

الماجشون سے مروی ہے کہ جبریل علیہ السلام یوم الاحزاب (غزوۂ خندق) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک گھوڑے پر آئے جو ایک سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھے اور اپنے دونوں شانوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھے، اُن کے دانتوں پر غبار تھا، اُن کے نیچے سُرخ چارجامہ تھا، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ نے ہمارے ہتھیار اُتارنے سے پہلے ہتھیار اُتار دیے، آپ کو اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ بنی قریظہ کی طرف چلیے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ شب بنی قریظہ کا محاصرہ کیا۔

عطیۃ القرظی سے مروی ہے کہ یوم قریظہ میں میں بھی اُن لوگوں میں تھا جو گرفتار کیے گئے، جو بالغ تھے وہ قتل کیے جاتے تھے اور جو نابالغ تھے وہ چھوڑ دیے جاتے تھے، میں اُن لوگوں میں تھا جو بالغ نہ تھے۔

حُمید بن ہلال سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور بنی قریظہ کے درمیان خفیف سا عہد تھا، جب احزاب وہ تمام لشکر لائے جنھیں وہ لائے تھے (تو اُن لوگوں نے عہد توڑ دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مشرکین کو غالب کرادیا)، اللہ نے اپنے لشکر اور آندھی کو بھیجا، وہ لوگ بھاگ کر چلے گئے اور دوسرے لوگ اپنے قلعے میں رہ گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے ہتھیار رکھ دیے، جبریل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ اُن کے پاس آئے، جبریلؑ گھوڑے کے سینے سے تکیہ لگائے ہوئے تھے۔

آپ نے فرمایا، جبریلؑ کہتے ہیں ہم نے اب تک ہتھیار نہیں رکھے، آپ بنی قریظہ کی طرف چلیے، ان کے ابرو پر غبار جما ہوا تھا، آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میرے اصحاب کو تکان ہے، اگر کچھ روز کی مہلت دے دیجیے (تو بہتر ہو)، جبریل علیہ السلام نے کہا کہ آپ چلیے میں اسی گھوڑے کو اُن کے قلعوں میں داخل کردوں گا، اور منہدم کردوں گا۔

جبریل علیہ السلام اور آپ کے ہمراہی ملائکہ نے رُخ پھیر لیا یہاں تک کہ انصار بنی غنم کی گلی میں غبار بلند ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی روانہ ہوئے، اصحاب میں سے کوئی شخص آپ کے روبرو آیا اور عرض کیا یارسول اللہ آپ تشریف رکھیے ہم لوگ کافی ہیں، فرمایا وہ کیا ہے؟
۵۷ انھوں نے کہا کہ میں نے اُن کے متعلق سُنا ہے کہ وہ آپ کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں، فرمایا موسیٰؑ کو اس سے بہت زیادہ ایذا دی گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ پہنچے تو فرمایا: اے بندر اور سور کے بھائیو! مجھ سے ڈرو، مجھ سے ڈرو، اُن میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ یہ ابو القاسم ہیں ہم نے آپ سے بدی کرنے کا معاہدہ نہیں کیا تھا۔

سعد بن معاذ کی رگ دست میں تیر مارا گیا، زخم بند اور خشک ہو گیا، انھوں نے اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ انھیں اُس وقت تک موت نہ دے جب تک بنی قریظہ سے اُن کا دل نہ ٹھنڈا ہو جائے، بنی قریظہ کو اُن کے قلعے میں اُس قوم نے گرفتار کیا جس نے گرفتار کیا تو وہ تمام لوگوں میں سے سعد بن معاذ کے فیصلے پر اترے، سعد نے یہ فیصلہ کیا کہ اُن کے جنگجو قتل کر دیے جائیں اور بچوں کو قید کیا جائے۔

یہ صورت حال دیکھ کر بعض لوگوں نے کہا کہ یہ شہر مہاجرین کا ہوگا نہ کہ انصار کا، اس پر انصار نے کہا کہ وہ ہمارے بھائی ہیں ہم تو اُن کے ساتھ تھے، انھوں نے (قائل اول نے) پھر کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ مہاجرین تم سے بے نیاز ہو جائیں۔

جب سعد اُن سے فارغ ہوئے اور انھیں جو حکم دینا تھا دے دیا، تو وہ کروٹ کے بل لیٹے ہوئے تھے کہ اُن پر سے ایک بکری گذری، اُس نے اُن کے زخم کو اپنے کھر سے ٹھیس لگا دی، وہ پھر نہ خشک ہوا، یہاں تک کہ اُن کی وفات ہو گئی۔

دومۃ الجندل کے رئیس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خچر اور ایک ریشمی جبہ بھیجا، جبے کی خوبی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تعجب کرنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سعد بن معاذ کے رومال جنت میں اس سے بہتر ہیں۔

سریۂ محمد بن مسلمہ بجانب قبیلۂ قرطاء

محمد بن مسلمہ کا قرطاء کی جانب سریہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے اُنسٹھویں مہینے۔ ۱۰ محرم کو واقع ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں تیس سواروں کے ہمراہ قرطاء کی جانب بھیجا، وہ لوگ بنی بکر کے کلاب کے سلسلے

ایک شاخ ہیں، جو ضریہ کے نواح میں البکرات میں اترا کرتے تھے، ضریہ اور مدینے کے درمیان سات شب کی مسافت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ انھیں ہر طرف سے گھیر لیں، وہ رات کو چلتے تھے اور دن کو پوشیدہ ہو جاتے تھے، انھوں نے ان پر حملہ کر دیا، ایک جماعت کو قتل کیا اور باقی لوگ بھاگ گئے، اونٹ اور بکری ہنکا لائے، کوئی شخص نیزہ بازی کے لیے ظاہر نہیں ہوا، اور وہ مدینے آگئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خمس نکالنے کے بعد جو بچا ان کے ساتھیوں پر تقسیم کر دیا، اونٹ دس بکری کے برابر متصور رہا، کل ڈیڑھ سو اونٹ اور تین ہزار بکریاں تھیں، محمد بن مسلمہ انیس شب باہر رہے اور ۲۹ محرم کو آگئے۔

غزوۂ بنی لحیان

ربیع الاول ۶ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی لحیان کی طرف، جو نواح عسفان میں تھے، روانہ ہوئے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاصم بن ثابت اور ان کے ساتھیوں کا سخت صدمہ محسوس کیا اور ملک شام کا ارادہ ظاہر فرمایا، ربیع الاول کی چاند رات کو لوگوں کی بے خبری کے عالم میں دو سو آدمیوں کا لشکر جمع کیا جن کے ہمراہ بیس گھوڑے تھے۔

مدینے پر عبد اللہ بن ام مکتوم کو خلیفہ بنایا، آپ تیزی کے ساتھ روانہ ہوئے اور بطن غران میں پہنچے، اس کے اور عسفان کے درمیان جہاں آپ کے اصحاب پر مصیبت آئی تھی پانچ میل کا فاصلہ تھا، آپ نے ان کے لیے رحمت کی دعا فرمائی۔

بنو لحیان کو خبر ہوئی تو وہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھاگ گئے، کوئی

قابو میں نہ آیا، آپ ایک یا دو دن قیام رہے، ہر طرف لشکر بھیجے اور وہ لوگ بھی کسی پر قابو نہ پا سکے، وہاں سے روانہ ہو کر آپ عسفان آئے، دس سواروں کے ساتھ ابو بکرؓ کو بھیجا تاکہ قریش سنیں اور خوف زدہ ہوں، لشکر الغمیم تک آیا اور واپس گیا، انھیں کوئی نہ ملا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے ہوئے مدینے کی طرف واپس ہوئے کہ ہم لوگ رجوع کرنے والے، توبہ کرنے والے، اپنے رب کی عبادت کرنے والے اور حمد کرنے والے ہیں، آپ چودہ رات باہر رہے۔

عاصم بن عمر و عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بنی لحیان میں روانہ ہوئے، آپ نے یہ ظاہر فرمایا کہ شام کا ارادہ ہے تاکہ اُن کو غفلت کی حالت میں پائیں۔

آپ مدینے سے نکلے، غراب، محیص اور البتراء کے راستے ہوتے ہوئے ذات الیسار کی طرف گھومے، پھر آپ بین کے راستے پر نکلے۔ صخیرات الثمام سے ہوتے ہوئے السیالہ کا سیدھا راستہ اختیار کیا، آپ نے رفتار بہت تیز کر دی اور غران میں اترے (اسی طرح ابن ادریس نے بیان کیا) جہاں بنو لحیان کے مکانات تھے، یہاں معلوم ہوا کہ لوگ پہاڑوں کی چوٹیوں پر محفوظ ہو گئے۔

جب وہ ارادہ جو آپ نے دشمن کے لیے کیا کامیاب نہ ہوا تو لوگوں نے کہا اگر ہم عسفان میں اتریں تو اہل مکہ کو معلوم ہوگا کہ ہم وہاں آئے تھے، آپ مع اصحاب کے روانہ ہوئے اور عسفان میں اترے، اصحاب میں سے دو سوار روانہ کیے جو الغمیم کی چھوٹی پہاڑیوں میں پہنچے، پھر واپس آ گئے۔

جابر بن عبداللہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ہم توبہ کرنے والے، رجوع کرنے والے، انشاء اللہ اپنے پروردگار کا شکر کرنے والے، عبادت کرنے والے ہیں، سفر کی مشقت واپسی کے رنج، اہل و عیال اور مال میں نظر بد سے میں اللہ سے

پناہ مانگتا ہوں۔

ابوسعید الخدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلۂ ہذیل کے بنی لحیان کی طرف کچھ لوگوں کو بھیجا اور فرمایا کہ ہر دو آدمی میں ایک آدمی تیز رفتاری اختیار کرے، ثواب دونوں کے درمیان رہے گا۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے عسفان کو تلاش کیا پھر واپس ہوئے تو فرمایا ہم رجوع کرنے والے توبہ کرنے والے اپنے رب کی عبادت کرنے والے اور حمد کرنے والے ہیں۔

غزوۂ الغابہ

ربیع الاول ۶ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ الغابہ کا ارادہ فرمایا، جو مدینے سے ایک برید (۱۲ میل) کے فاصلے پر شام کے راستے پر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ دینے والی بیس اونٹنیاں تھیں جو الغابہ میں چرتی تھیں اور ان میں ابوذر تھے، شب چہارشنبہ کو چالیس سواروں کے ہمراہ عیینہ بن حصن نے ان پر دھوکے سے حملہ کیا، اونٹنیوں کو ہنکالے گیا اور ابوذر کے بیٹے کو قتل کر دیا، ایک چیخ کی آواز آئی جس میں الفزع الفزع (پریشانی پریشانی) کی ندا تھی، پھر یہ ندا دی گئی، اے اللہ کی جماعت سوار ہو جاؤ یہ سب سے پہلی ندا تھی جو ان کلمات کے ساتھ دی گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے چہارشنبے کی صبح کو چہرے پر رومال باندھے ہوئے الحدید روانہ ہوئے وہاں ٹھہر گئے، سب سے پہلے شخص جو آپ کے سامنے آئے وہ المقداد بن عمرو تھے، وہ زرہ وخود

پہنے اور اپنی تلوار کو برہنہ کیے ہوئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے نیزے میں جھنڈا باندھ دیا، اور فرمایا، جاؤ، یہاں تک کہ تمھیں لشکر ملیں، میں بھی تمھارے نشان قدم پر ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے پر عبداللہ بن ام مکتوم کو خلیفہ بنایا، اور سعد بن عبادہ کو اُن کی قوم کے تین سو آدمیوں کے ہمراہ مدینے کی حفاظت کے لیے چھوڑ دیا۔

المقداد نے بیان کیا کہ میں نکلا تو دشمن کی آخری جماعتوں کو پایا، ابوقتادہ نے مسعدہ کو قتل کر دیا، انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کا گھوڑا اور ہتھیار دے دیا، عکاشہ بن محصن نے اثار بن عمرو بن اثار کو قتل کیا، المقداد نے عمرو بن حبیب بن عیینہ بن حصن کو اور قرفہ بن مالک بن حذیفہ بن بدر کو قتل کیا۔

مسلمانوں میں سے محرز بن نضلہ شہید ہوئے جنھیں مسعدہ نے شہید کیا، سلمہ بن الاکوع کو جو پیادہ تھے ایک جماعت ملی تو وہ انھیں تیر مارنے لگے، اور کہتے تھے، یہ لے، اور یہ شعر پڑھتے تھے ؎

وانا ابن الاکوع　　　اليوم يوم الرضع

میں ابن الاکوع ہوں　　　یہ دن قابل ملامت لوگوں کی مصیبت کا دن ہے

مسلمانوں نے اُن لوگوں کو ذی قرد تک بھگا دیا جو خیبر کے نواح میں المستناخ کے متصل ہے۔

سلمہ نے بیان کیا کہ شام کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک لشکر ملا، عرض کی: یا رسول اللہ، وہ قوم پیاسی ہے، اگر آپ مجھے سو آدمیوں کے ہمراہ بھیجیں تو جو جانور ان کے ساتھ ہیں سب چھین لوں گا، اور سرداروں کو گرفتار کر لوں گا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمھیں اختیار ہے اگر سہولت اختیار کرنا، پھر فرمایا: وہ لوگ اس وقت غطفان میں جمع ہوں گے۔

شور و غل بنی عمرو بن عوف تک گیا تو امداد آئی، اور برابر لشکر آتے رہے، لوگ پیادہ بھی تھے اور اپنے اونٹوں پر بھی تھے یہاں تک کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ذی قرد میں پہنچ گئے، انھوں نے دس اونٹنیاں چھین لیں، اور وہ قوم بقیہ اونٹنیوں کے ساتھ جو دس تھیں بچ گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی قرد میں نماز خوف پڑھی، آپ وہاں خبر دریافت کرنے کے لیے ایک شبانہ روز مقیم رہے آپ نے اپنے ہر سو اصحاب میں ایک اونٹ تقسیم فرمایا جسے وہ ذبح کر لیتے تھے، کل تعداد پانچ سو تھی، کہا جاتا ہے کہ سات سو تھی، سعد بن عبادہ نے آپ کی خدمت میں کئی بورے کھجور اور دس اونٹ روانہ کیے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ذی قرد میں پہنچے۔

٥٩ ہمارے نزدیک ثابت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سریے پر سعد بن زید الاشہلی کو امیر بنایا تھا، لیکن حسان بن ثابت کے قول "غداۃ فوارس المقداد" (المقداد کے سواروں کی صبح) کی وجہ سے لوگوں نے اسے المقداد کی طرف منسوب کر دیا تو سعد بن زید نے ان پر عتاب کیا اور کہا کہ حسان ہی نے مجبوراً میرا نام المقداد تک پہنچا دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ شب باہر رہنے کے بعد دوشنبے کو مدینے پہنچے۔

سلمۃ بن الاکوع سے مروی ہے کہ میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام رباح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ لے گئے، میں طلحہ بن عبید اللہ کا گھوڑا بھی لے گیا، میرا ارادہ تھا کہ اسے بھی اونٹوں کے ہمراہ پانی پلاؤں، جب تاریکی ہو گئی تو عبد الرحمٰن بن عیینہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کو لوٹ لیا اور چرواہے کو قتل کر دیا، وہ اور اس کے ساتھ چند آدمی جو سواروں کے ہمراہ تھے ان کو ہنکاتے ہوئے روانہ ہو گئے میں نے رباح سے کہا اس گھوڑے پر بیٹھ کر اسے طلحہ کے پاس پہنچا دو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کر دو کہ ان کے جانور لوٹ لیے گئے۔

میں ایک ٹیلے پر کھڑا ہو گیا، اپنا منہ مدینے کی جانب کر لیا، اور تین مرتبہ ندا دی "یا صباحاہ" (ہائے صبح)، پھر اس قوم کا پیچھا کیا، میرے پاس

تلوار اور تیر بھی تھے، میں انھیں تیر مار کر زخمی کرنے لگا۔ ایسا اُس وقت کرتا جبکہ درختوں کی کثرت ہوتی تھی
جب کوئی سوار میری طرف پلٹتا تو میں درخت کی جڑ میں بیٹھ کر اُسے تیر مارتا تھا،
جو سوار میری طرف متوجہ ہوا میں نے اُسے زخمی کر دیا۔ انھیں تیر مارتا اور کہتا تھا کہ :-

انا ابن الاکوع والیوم یوم الرضع

میں ابن الاکوع ہوں اور یہ دن قابلِ ملامت لوگوں کی مصیبت کا دن ہے۔

میں ایک آدمی سے ملا وہ اپنی سواری ہی پر تھا کہ میں نے اُسے تیر مارا،
میرا تیر اُس شخص کے لگا اور جگر چھید دیا، میں نے کہا یہ لے، میں ابن الاکوع
ہوں، اور یہ دن قابلِ ملامت لوگوں کی مصیبت کا دن ہے۔ جب میں
درخت کی آڑ میں ہوتا تھا تو انھیں تیروں سے گھیر لیتا تھا، اور جب دشواریاں
تنگ کرتی تھیں تو پہاڑ پر چڑھ کر اُن پر پتھر پھینکتا تھا، میرا اور اُن کا برابر
یہی حال رہا، میں اُن کا پیچھا کرتا تھا اور رجز پڑھتا تھا، تا آنکہ میں نے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن جانوروں کو جنھیں اللہ نے پیدا کیا تھا اپنے
پس پشت کر لیا اور اُن لوگوں کے ہاتھوں سے چھڑا لیا،
میں برابر انھیں تیر مارتا رہا، انھوں نے تیس سے زیادہ نیزے ڈال دیے اور تیس
سے زیادہ چادریں، جن سے وہ بار ہلکا کر رہے تھے جو کچھ وہ ڈالتے تھے میں اس پر
پتھر رکھ دیتا تھا، میں نے اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے پر جمع کیا۔
جب صبح کی روشنی پھیل گئی تو اُن کی مدد کے لیے عیینہ بن بدر الفزاری
آیا، وہ لوگ ایک تنگ گھاٹی میں تھے، میں پہاڑ پر چڑھ گیا، اور اُن لوگوں
کے اُوپر تھا، عیینہ نے کہا یہ کیا ہے جو مجھے نظر آتا ہے، انھوں نے کہا کہ
اسی سے ہمیں ایذا پہنچی، اس نے ہمیں صبح سے اس وقت تک نہیں چھوڑا،
جو کچھ ہمارے ہاتھوں میں تھا سب لے لیا اور اُسے اپنے پیچھے کر دیا۔
عیینہ نے کہا: ایسا نہ ہو کہ یہ جو دکھائی دیتا ہے تو اس کے پیچھے
کوئی جستجو کرنے والا ہو، جس نے تمہیں چھوڑ دیا ہو، تم میں سے ایک جماعت کو
اُس کے مقابلے کے لیے کھڑا ہونا چاہیے، اُن میں سے چار کی ایک جماعت

۶۰ میرے مقابلے کو کھڑی ہو گئی، وہ پہاڑ پر چڑھ گئے، میں نے انھیں آواز دی اور کہا، کیا تم لوگ مجھے پہچانتے ہو؟ انھوں نے کہا، تو کون ہے؟ میں نے کہا، میں ابن الاکوع ہوں، اُس کی قسم جس نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چہرے کو مکرم کیا، تم میں سے کوئی بھی مجھے پا نہیں سکتا، اور نہ وہ شخص مجھ سے بچ سکتا ہے، جسے میں طلب کروں، اُن میں سے ایک شخص نے کہا، یہ اس کا گمان ہے۔

میں اپنی نشست گاہ سے ہٹنے بھی نہ پایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سواروں کو دیکھا جو درختوں کے درمیان تھے، سب سے آگے الاخرم الاسدی تھے، اُن کے پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوار ابو قتادہ اور ابو قتادہ کے پیچھے المقداد تھے، مشرکین پشت پھیر کر بھاگے۔

میں پہاڑ سے اُتر کر الاخرم کے آگے آگیا، اُن کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر کہا، اے اخرم اس جماعت سے ڈرو (یعنے اُن سے بچو) مجھے اندیشہ ہے کہ وہ تمھیں لوٹ لیں گے، لہٰذا انتظار کرو یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب آ ملیں۔

انھوں نے کہا، اے سلمہ، اگر تمھیں اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان ہے اور تم جانتے ہو کہ جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے تو میرے اور شہادت کے درمیان حائل نہ ہو، میں نے اُن کے گھوڑے کی باگ چھوڑ دی، وہ عبدالرحمٰن بن عیینہ سے ملے، وہ اُن پر پلٹ پڑا، دونوں نیزے چلانے لگے، الاخرم نے عبدالرحمٰن کو زخمی کر دیا، عبدالرحمٰن نے اُنھیں نیزہ مار کر قتل کر دیا، عبدالرحمٰن نے الاخرم کا گھوڑا بدل لیا، ابو قتادہ، عبدالرحمٰن سے ملے، دونوں نیزہ چلانے لگے، ابو قتادہ زخمی ہو گئے اور انھوں نے اُسے قتل کر دیا، ابو قتادہ نے الاخرم کا گھوڑا بدل لیا۔

میں نکل کر اس قوم کے پیچھے روانہ ہوا، مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا کچھ غبار بھی نظر نہ آتا تھا، وہ لوگ ایک گھاٹی کے سامنے تھے جس میں پانی تھا، اُس کا نام ذو قرد تھا، اُن کا ارادہ ہوا کہ پانی پئیں، لیکن مجھے اپنے پیچھے دوڑتا ہوا دیکھ لیا تو اُس سے ہٹ گئے اور ایک

گھال کا جو شیخ [illegible] نے کہا اے

آفتاب غروب [illegible] الصبح

وانا ابن [illegible] کون [illegible] کا دن ہے۔

میں ابن الاکوع [illegible] والا کون ہے؟

اس نے کہا اے [illegible] ماں [illegible]

[illegible] ہاں۔

میں نے کہا اے اپنی جان [illegible] ایک [illegible]

وہ شخص [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

اس کے لئے وہ لوگ [illegible] ان لوگوں کو ہنکا یا تھا۔

ہنکالایا، آپ ذو قرد کے [illegible] پانی پر [illegible] تھے، بلال نے ان اونٹوں

اتفاق [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

میں سے ایک اونٹ ذبح کیا [illegible] لیا تھا

کے لیے اس کی کلیجی اور کوہان [illegible] حاضر ہوا، اور عرض کیا،

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس [illegible] سو آدمی منتخب

یا رسول اللہ! مجھے اجازت [illegible] اصحاب میں سے [illegible] ان میں سے کوئی

فرما دیجیے تو میں بے خبری کی حالت میں کفار پر حملہ کر دوں،

خبر دینے والا بھی نہ ہو کہ [illegible] قتل نہ کر دوں۔

آپ نے فرمایا اے [illegible] کیا تم ایسا کرنے والے ہو؟ میں نے کہا،

ہاں، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو بزرگی دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہنسے یہاں تک کہ میں نے آگ کی روشنی میں آپ کی کچلیاں دیکھیں آپ نے

فرمایا وہ لوگ اس وقت بنی غطفان کی زمین میں پناہ گزین ہو گئے

غطفان کا ایک آدمی آیا اور اس نے کہا کہ فلاں غطفانی کے پاس

چلو کیونکہ ایک اونٹ ان (کفار) کے لیے ذبح کیا ہے جس وقت وہ لوگ

اس کی کھال کھینچنے لگے تو انھوں نے ایک غبار دیکھا، اور

چھوڑ دیا اور بھاگ گئے۔

جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- ہمارے

سواروں میں سب سے بہتر آج ابو قتادہ ہیں، اور ہمارے پیادوں میں سب سے بہتر سلمہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پیادہ اور سوار کا حصہ دیا، مدینے واپس آتے ہوئے آپ نے مجھے اپنے پیچھے گوش بریدہ اونٹنی پر بٹھا لیا۔

ہمارے اور مدینے کے درمیان قریب چاشت کے وقت ہو گیا، اس جماعت میں ایک انصاری تھے جن کے آگے کوئی نہیں ہو سکتا تھا، وہ یہ ندا دینے لگے کہ ہے کوئی دوڑنے والا، کیا کوئی شخص ہے جو مدینے تک باہم دوڑ کرے؟ انھوں نے اسے کئی مرتبہ دہرایا۔

میں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا، آنحضرتؐ نے مجھے ہم نشیں بنایا تھا، میں نے ان سے کہا کہ نہ تو تم کسی بزرگ کا ادب کرتے ہو اور نہ کسی شریف سے ڈرتے ہو، انھوں نے کہا، سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی سے نہیں، میں نے کہا، یا رسول اللہ، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھے اجازت دیجئے، تو میں ان کے ساتھ دوڑ کروں، آپ نے فرمایا، اگر تم چاہو (کرو) میں نے (ان سے) کہا، چلو، (میں بھی) تمھاری طرف (چلتا ہوں)۔

وہ اپنی سواری سے کود پڑے، میں نے بھی پاؤں سمیٹے اور اونٹنی سے کود پڑا، انھیں ایک یا دو کوہان (آگے بڑھتے ہیں) طاقت دار بنا دیا، یعنی میں نے اپنے آپ کو روک لیا، پھر میں دوڑا یہاں تک کہ ان سے مل گیا، اپنے ہاتھ سے ان کے دونوں شانوں کے بیچ میں زور سے مار کر کہا، میں تم سے آگے ہو گیا، کامیابی اللہ ہی کی طرف سے ہے، یا اسی قسم کا کوئی کلمہ کہا، وہ ہنسے اور کہا میں تو نہیں خیال کرتا، یہاں تک کہ ہم دونوں مدینے آ گئے۔

سریۂ عکاشہ بن محصن الاسدی بجانب الغمر

عکاشہ بن محصن الاسدی کا الغمر غمر مرزوق کی جانب سریہ ہے جو فید سے

بنی اسد کا پانی (گھاٹ) ہے،
مدینے کے پہلے راستے میں دو رات کی مسافت پر
یہ ربیع الاول سنہ ۶ھ میں ہوا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عکاشہ بن محصن کو چالیس آدمیوں
کے ہمراہ الغمر روانہ کیا، وہ اس طرح جلد روانہ ہوئے کہ ان کی رفتار بہت تیز تھی،
اس قوم نے انھیں تاڑ لیا اور اپنی بستی کے پہاڑ کی چوٹی پر چلے گئے
انھیں اپنا میدان ناموافق معلوم ہوا، عکاشہ نے شجاع بن وہب کو مخبر بنا کے
بھیجا تو انھوں نے اونٹوں کا نشان دیکھا۔
یہ لوگ روانہ ہوئے تو انھیں کفار کا ایک مخبر مل گیا، جس کو انھوں نے
امن دے دیا، اس نے انھیں اپنے چچازاد بھائیوں کے اونٹ بتا دیئے جو
انھوں نے لوٹ لیے، دو سو اونٹ نکال لائے اس شخص کو چھوڑ دیا، اونٹ
مدینے لے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے، انھیں
جنگ کی نوبت نہیں آئی۔

سریہ محمد بن مسلمہ بجانب ذی القصہ

ذی القصہ کی جانب محمد بن مسلمہ کا سریہ ہے
ربیع الاول سنہ ۶ھ میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد بن مسلمہ کو دس آدمیوں کے ہمراہ بنی ثعلبہ اور
بنی عوال کی جانب بھیجا جو ثعلبہ ہی میں سے تھے، اور وہ لوگ ذی القصہ میں تھے
اس کے اور مدینے کے درمیان الزبدہ کے راستے پر چوبیس (۲۴) میل کا فاصلہ ہے
یہ لوگ رات کے وقت ان کے پاس پہنچے تو اس قوم نے جو سو آدمی
تھے انھیں گھیر لیا، کچھ رات تک دونوں نے تیراندازی کی، اعراب (دیہاتیوں)
نے نیزوں سے حملہ کر کے انھیں قتل کر دیا، محمد بن مسلمہ مجروح ہو کے
گر پڑے، ان کے ٹخنے پر ایسی چوٹ لگی تھی کہ جنبش نہیں کر سکتے
تھے، مسلمانوں کے کپڑے ان کفار نے اتار لیے، محمد بن مسلمہ کے پاس ایک

مسلمان گذرے تو انھوں نے انھیں لاد کر مدینے میں پہنچا دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہ بن الجراح کو چالیس آدمیوں کے ہمراہ اس جماعت کی قتل گاہ کو بھیجا، مگر ان کو کوئی نہ ملا، انھوں نے اونٹ اور بکریاں پائیں جو ہنکا لائے اور واپس ہوئے۔

سریۂ ابو عبیدہ بن الجراح بجانب ذی القصہ

ربیع الآخر ۶ھ میں ذی القصہ کی جانب ابو عبیدہ بن الجراح کا سریہ ہوا، لوگوں نے بیان کیا کہ بنی ثعلبہ و انمار کی بستیاں خشک ہو گئیں اور المراض سے تغلمین تک تالابوں میں خشکی آگئی، المراض، مدینے سے چھتیس میل ہے۔

بنو محارب، ثعلبہ و انمار، سبھی خشک تالاب کو گئے، انھوں نے اس پر اتفاق کر لیا کہ مدینے کے مواشی لوٹ لیں، جو مدینے سے سات میل پر مقام ہیفا میں چرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہ بن الجراح کو چالیس مسلمانوں کے ہمراہ جب کہ انھوں نے نماز مغرب پڑھ لی بھیجا، وہ لوگ روانہ ہوئے، صبح کی تاریکی میں ذی القصہ پہنچے۔

اُن لوگوں پر حملہ کر دیا جو پہاڑوں میں بھاگ کر چھپ گئے، وہ ایک شخص کو پا گئے، جو اسلام لے آیا، اس کو چھوڑ دیا، اُن کے اونٹوں میں سے کچھ اونٹ انھوں نے پکڑ لیے اور گھٹیا اسباب اسامان میں سے کچھ اسباب لے لیا، اسے مدینے لے آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خمس نکالا جو باقی رہا وہ انھیں تقسیم کر دیا۔

سریۂ زید بن حارثہ بجانب بنی سُلیم بمقام الجموم

ربیع الآخر ۶ھ میں الجموم میں بنی سُلیم کی جانب زید بن حارثہ کا سریہ ہوا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو بنی سلیم کی طرف بھیجا، وہ روانہ ہوئے، الجموم پہنچے، جو بطن نخل کے بائیں جانب انھی کے نواح میں ہے، بطن نخل مدینے سے چار برد (۴۸ میل) ہے۔

وہاں قبیلۂ مزنیہ کی ایک عورت ملی جس کا نام حلیمہ تھا، اس نے بنی سلیم کے ٹھیرنے کے مقامات میں سے ایک مقام بتا دیا، اس مقام پر انھیں اونٹ، بکریاں اور قیدی ملے، انھیں میں حلیمۃ المزنیہ کا شوہر بھی تھا۔

جب زید بن حارثہ، وہ سب جو انھوں نے پایا تھا لیکے واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزنیہ کو اس کی جان اور اس کا شوہر ہبہ کر دیا، بلال بن الحارث کا یہ شعر اسی واقعے میں ہے ؎

لعمرک ما اخنی المسئول ولا ونت　　حلیمة حتی راح رکبھما معا

(قسم ہے تیری زندگانی کی کہ نہ تو جس سے سوال کیا گیا تھا اسی نے کوتاہی کی اور نہ حلیمہ ہی تھکی یہاں تک کہ دونوں کی سواری ساتھ ساتھ روانہ ہوئی)۔

سریۂ زید بن حارثہ بجانب العیص

جمادی الاولیٰ ۶ھ میں العیص کی جانب زید بن حارثہ کا سریہ ہوا، اس کے اور مدینے کے درمیان چار رات کا راستہ ہے اور المروہ وہاں سے ایک رات کی مسافت پر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ قریش کا ایک قافلہ شام سے آ رہا ہے، آپ نے زید بن حارثہ کو ستر سواروں کے ہمراہ اس کو روکنے کے لئے بھیجا، انھوں نے اسے اور جو کچھ اس میں تھا گرفتار کر لیا، اس روز صفوان بن امیہ کی بہت سی چاندی پکڑ لی، کچھ آدمیوں کو بھی گرفتار کیا، اس قافلے میں تھے، جن میں ابو العاص بن الربیع بھی تھا، انھیں مدینے لے آئے

ابوالعاص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادی زینبؓ سے پناہ مانگی، انھوں نے اُسے پناہ دے دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر پڑھ لی تو زینبؓ نے لوگوں میں ندا دے دی کہ میں نے ابوالعاص کو پناہ دی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہمیں اس کا کچھ علم نہیں، ہم نے بھی اُسے پناہ دی جسے تم نے پناہ دی، اور جو کچھ اُس سے لیا گیا تھا آپ نے اُسی کو واپس کر دیا۔

سریۂ زید بن حارثہ بجانب الطرف

جمادی الآخر ۶ھ میں الطرف کی جانب زید بن حارثہ کو لشکر کے ساتھ بھیجا، الطرف النخیل کے اسی جانب، المراض کے قریب البیقرہ کے اس راستے پر جو المحجہ کو گیا ہے، مدینے سے چھتیس میل پر ہے، وہ پندرہ آدمیوں کے ہمراہ بنی ثعلبہ کی جانب روانہ ہوئے، مگر انھیں اونٹ اور بکریاں ملیں، اعراب بھاگ گئے، زید نے صبح کے وقت اونٹوں کو جو بیس تھے مدینے پہنچا دیا اور انھیں جنگ کی نوبت نہیں آئی، وہ چودہ رات باہر رہے، ان کا شعار (نشان جنگ و اشارہ) "امت، امت" تھا۔

سریۂ زید بن حارثہ بجانب حسمیٰ

جمادی الآخرہ ۶ھ میں حسمیٰ کی طرف زید بن حارثہ کا سریہ پیش آیا جو وادی القریٰ کے پیچھے ہے۔
دحیہ بن خلیفۃ الکلبی قیصر کے پاس سے جس نے انھیں مہمان رکھا اور خلعت دیا تھا آئے تو حسمیٰ میں انھیں الھنید بن عارض اور اس کا بیٹا عارض بن الھنید قبیلۂ جذام کے چند آدمیوں کے ہمراہ ملا، انھوں نے

دحیہ کو لوٹ لیا، اور سوائے پرانے کپڑوں کے اُن کے پاس کچھ نہ چھوڑا، بنی الضبیب کے چند آدمیوں نے یہ سُنا تو وہ اُن کی طرف روانہ ہوئے اور دحیہ کا سامان چھین لیا۔

دحیہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اس کی خبر دی تو
آپ نے پانچ سو آدمیوں کے ہمراہ زید بن حارثہ کو بھیجا، اُن کے ساتھ ۲۴
دحیہ کو بھی کر دیا، زید رات کو چلتے تھے اور دن کو چھپ رہتے تھے، اُن کے ہمراہ قبیلۂ بنی عذرہ کا ایک رہبر بھی تھا، وہ انھیں لایا، اور صبح ہوتے ہی اُس قوم پر حملہ کرا دیا، انھوں نے اُن کو لوٹ لیا، خوں ریزی کی اور دُکھ پہنچایا، الہنید اور اُس کے بیٹے کو بھی قتل کر دیا، مواشی اور اونٹ اور عورتیں بھی پکڑ لیں، انھوں نے ایک ہزار اونٹ، پانچ ہزار بکریاں، اور سو عورتیں اور بچے گرفتار کر لیے۔

زید بن رفاعۃ الجذامی اپنی قوم کے ایک گروہ کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ کا وہ فرمان دکھایا جو آپ نے اُس کے اور اُس کی قوم کے لیے اُن راتوں میں تحریر فرمایا تھا جب وہ آپ کے پاس آیا تھا، وہ اسلام لایا اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم پر حلال کو حرام نہ کیجیے اور نہ حرام کو ہمارے لیے حلال کیجیے، آپ نے فرمایا میں مقتولین کو کیا کروں، ابو یزید بن عمرو نے کہا، یا رسول اللہ، اُسے رہا کر دیجیے جو زندہ ہو، اور جو قتل ہو گیا تو وہ میرے ان دونوں قدموں کے نیچے ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ابو یزید نے سچ کہا، آپ نے اُن لوگوں کے ہمراہ علی رضی اللہ عنہ کو زید بن حارثہ کے پاس بھیج کر حکم دیا کہ وہ انھیں اور اُن کی عورتوں اور مال کو دے دیں۔

علیؓ روانہ ہوئے، زید بن حارثہ کے بشیر (فتح کی خوش خبری پہنچانے والے) رافع بن مکیث الجہنی سے ملے، جو اُسی قوم کی اونٹنی پر سوار تھے علیؓ نے وہ اونٹنی بھی اُسی قوم کو واپس کر دی۔

وہ زید سے الفحلتین میں ملے جو مدینے اور ذی المروہ کے درمیان ہے، انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم پہنچایا، انھوں نے لوگوں سے جو کچھ لیا تھا وہ سب واپس کر دیا۔

سریۂ زید بن حارثہ بجانب وادی القریٰ

رجب ۶ھ میں زید بن حارثہ کا سریۂ وادی القریٰ ہے، لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶ھ میں زید کو امیر بنا کے بھیجا۔

سریۂ عبدالرحمٰن بن عوف بجانب دومۃ الجندل

شعبان ۶ھ میں عبدالرحمٰن بن عوف کا سریۂ دومۃ الجندل ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف کو بلایا، انھیں اپنے سامنے بٹھایا، اپنے ہاتھ سے عمامہ باندھا، اور فرمایا: "اللہ کے نام کے ساتھ اللہ کے راستے میں جہاد کرو، جو اللہ کے ساتھ کفر کرے تم اس سے اس طرح لڑو کہ نہ تو خیانت کرو، نہ بدعہدی کرو، اور نہ کسی بچے کو قتل کرو"۔

آپ نے انھیں دومۃ الجندل میں قبیلۂ کلب کے پاس بھیجا، اور فرمایا، اگر وہ لوگ تمھیں مان لیں تو ان کے بادشاہ کی بیٹی سے نکاح کر لینا۔

عبدالرحمٰن روانہ ہوئے، دومۃ الجندل آئے اور ٹھہر کر تین روز تک اسلام کی دعوت دیتے رہے، اصبغ بن عمرو الکلبی اسلام لے آیا، وہ نصرانی تھا اور ان لوگوں کا سردار تھا
٦٥ ان کے ساتھ قوم کے بہت سے آدمی اسلام لے آئے جس نے چاہا وہ جزیہ دینے پر اپنے دین پر قائم رہا۔

عبدالرحمٰن نے اصبغ کی بیٹی تماضر سے نکاح کر لیا، انھیں مدینے لے آئے، وہی ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کی ماں ہیں۔

سریۂ علی رضؓ بن ابی طالب بجانب بنی سعد بن بکر بمقام فدک

شعبان سنہ ۶ھ میں بمقام فدک بجانب بنی سعد بن بکر علیؓ بن ابی طالب کا سریہ ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ اُن لوگوں کا ایک مجمع ہے جس کا یہ قصد ہے کہ یہود خیبر کی مدد کرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی جانب سو آدمیوں کے ہمراہ علیؓ بن ابی طالب کو روانہ کیا، وہ رات کو چلتے اور دن کو پوشیدہ رہتے تھے۔

جب الہج پہنچے جو خیبر و فدک کے درمیان ایک چشمۂ آب ہے، اور مدینے اور فدک کے درمیان چھ رات کا راستہ ہے تو اُس مقام (الہج) پر انھیں ایک آدمی ملا، جس سے اس مجمع کو دریافت کیا، اس نے کہا میں تو تمھیں اس شرط پر بتاؤں گا کہ تم لوگ مجھے امن دے دو، اُن لوگوں نے اُسے امن دے دیا، پھر اُس نے بھی پتا بتا دیا۔

علیؓ اور اُن کے ساتھیوں نے غفلت کی حالت میں اُن پر حملہ کر دیا، پانچ سو اونٹ اور دو ہزار بکریاں لے لیں، بنو سعد اور اُن کے سرغنہ، وبرین علیم، بار برداری کے اونٹوں کو بھگا لے گئے، علیؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص حصے میں ایک دو دھ والی اونٹنی کو علیحدہ کر دیا، جس کا نام الحفدہ تھا، پھر خمس علیحدہ کر دیا، بقیہ مال غنیمت اپنے ساتھیوں پر تقسیم کر دیا اور مدینے آگئے، انھیں جنگ کی نوبت نہیں آئی۔

سریۂ زید بن حارثہ بجانب ام قرفہ بمقام وادی القریٰ

رمضان سنہ ۶ھ میں وادی القریٰ کے نواح میں جو مدینے سے

سات رات کے راستے پر ہے ام قرفہ کی طرف زید بن حارثہ کا سریہ پیش آیا۔
زید بن حارثہ تجارت کے سلسلے میں شام کی طرف روانہ ہوئے، ان کے ہمراہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا مال تجارت تھا، جب وہ وادی القریٰ کے قریب ہوئے تو انھیں بنی بدر کی شاخ فزارہ کے کچھ لوگ ملے جنھوں نے ان کو اور ان کے ساتھیوں کو مارا اور جو کچھ پاس تھا لے لیا۔
زید اچھے ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے، اور آپ کو خبر دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ان لوگوں کی طرف بھیجا، یہ لوگ دن کو چھپتے اور رات کو چلتے، بنو بدر نے تاڑ لیا، زید اور ان کے ساتھی صبح کے وقت ان لوگوں کے پاس آئے، تکبیر کہی اور جو موجود تھے انھیں گھیر لیا، ام قرفہ کو جو فاطمہ بنت ربیعہ بن بدر تھی اور اس کی بیٹی جاریہ بنت مالک بن حذیفہ بن بدر کو گرفتار کر لیا، جاریہ کو مسلمہ بن الاکوع نے گرفتار کیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حزن بن ابی وہب کو ہبہ کر دی۔
قیس بن المحسّر نے ام قرفہ کی طرف قصد کیا جو بہت سن رسیدہ بوڑھی تھی، انھوں نے اس کو نہایت سختی سے قتل کیا، اس کے دونوں پاؤں میں رسی باندھ کر دو اونٹوں سے باندھ دیا، اونٹوں کو تیز دوڑایا جس سے اس کا جسم کٹ گیا، انھوں نے نعمان اور عبید اللہ کو بھی قتل کیا، یہ دونوں مسعدہ بن حکمہ بن مالک بن بدر کے بیٹے تھے۔
۶۶ زید بن حارثہ اپنی اسی حالت کے ساتھ مدینے آئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دروازہ کھٹکھٹایا، آپ کپڑے اتارے ہوئے تھے، اپنا کپڑا کھینچتے ہوئے ان کی طرف اٹھ کھڑے ہوئے، انھیں گلے لگا لیا، بوسہ دیا اور ان سے حال دریافت کیا، اللہ نے انھیں جو فتح دی تھی اس کی آپ کو خبر دی۔

سریۂ عبداللہ بن عتیک بجانب ابی رافع

رمضان سنہ ۶ھ میں بمقام خیبر ابو رافع سلام بن ابی الحقیق النضری کی طرف عبداللہ بن عتیک بھیجے گئے۔

ابو رافع بن ابی الحقیق نے غطفان اور جو مشرکین عرب اُس کے گرد تھے انھیں جمع کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کے لیے ایک بہت بڑا مجمع ہو گیا، آنحضرت نے عبداللہ بن عتیک، عبداللہ بن انیس، ابو قتادہ، اسود بن خزاعی اور مسعود بن سنان کو ابو رافع کے قتل پر مامور فرمایا۔

یہ لوگ خیبر پہنچ کے پوشیدہ ہو گئے، جب سناٹا ہوا تو اُس کے مکان کی طرف آئے اور زینے پر چڑھ گئے، انھوں نے عبداللہ بن عتیک کو آگے کیا، کیونکہ وہ یہودی زبان میں گفتگو کر سکتے تھے، انھوں نے دروازہ کھٹکھٹایا، اور کہا کہ میں ابو رافع کے پاس ہدیہ لایا ہوں، اُس کی عورت نے دروازہ کھول دیا، مگر جب ہتھیار دیکھے تو غل مچانے کا ارادہ کیا، اُن لوگوں نے تلوار سے اُس کی طرف اشارہ کیا تو وہ خاموش ہو گئی، لوگ اندر گھس پڑے، ابو رافع کو اُس کی اُس سفیدی سے پہچان لیا جو مثل قبطی کپڑے کے تھی، اور تلواروں سے اُس پر ٹوٹ پڑے۔

ابن انیس نے بیان کیا کہ میں ایسا شخص تھا جسے رتوندی تھی، کچھ دیکھ نہیں سکتا تھا، میں نے اپنی تلوار اُس کے پیٹ پر ٹکا دی، بستر پر خون بہنے کی آواز سُنی تو سمجھ گیا کہ وہ قضا کر گیا، ساری جماعت اُسے مارنے لگی۔

وہ لوگ اُتر آئے، اُس کی عورت چلائی تو سب گھر والے چلائے، یہ جماعت خیبر کے قلعے کے ایک نالے میں چھپ گئی، حارث ابو زینب

تین ہزار آدمیوں کے ہمراہ ان کے تعاقب کو نکلا، آگ کی روشنی میں تلاش شروع کی، مگر ان لوگوں کو نہیں پایا ناچار واپس ہوگئے، وہ جماعت اپنے مقام پر دو روز مقیم رہی، یہاں تک کہ تلاش کم ہوگئی، یہ لوگ مدینے کا رُخ کرکے نکلے، ان میں سے ہر شخص اُس کے قتل کا مدعی تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، تو آپ نے فرمایا، چہرے کامیاب ہوں، انھوں نے کہا، آپ کا چہرہ بھی کامیاب ہو، یا رسول اللہ انھوں نے آپ کو اپنے واقعے کی خبر دی، آپ نے ان کی تلواریں لے لیں، دیکھا تو کھانے کا نشان عبد اللہ بن اُنیس کی تلوار کی نوک پر تھا، آپ نے فرمایا، انھوں نے اُسے قتل کیا ہے۔

سریہ عبد اللہ بن رواحہ بجانب اُسیر بن زارم

شوال ۶ھ میں بمقام خیبر اُسیر بن زارم الیہودی کی جانب عبد اللہ بن رواحہ کا سریہ ہوا، جب ابو رافع سلام بن ابی الحقیق قتل کردیا گیا تو یہود نے اُسیر بن زارم کو اپنا امیر بنا لیا چنانچہ وہ بھی غطفان وغیرہم میں جاکر انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کے لیے جمع کرنے لگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آنحضرتؐ نے
۶۷ ماہ رمضان میں خفیہ طور پر تین آدمیوں کے ہمراہ عبد اللہ بن رواحہ کو روانہ کیا، انھوں نے اُس کا حال اور اُس کی غفلت دریافت کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بلایا، تیس آدمیوں نے آپ کی ندا قبول کی، آپ نے ان پر عبد اللہ بن رواحہ کو امیر کرکے بھیجا، یہ لوگ اُسیر کے پاس آئے اور کہا کہ ہم لوگ اُس وقت تک امن میں ہیں جب تک ہم تیرے سامنے وہ بات پیش نہ کردیں،

جس کے لیے ہم آئے ہیں، اُس نے کہا، ہاں، میرے لیے بھی تم لوگوں کی طرف سے اسی طرح ہے، انھوں نے کہا، ہاں۔

ہم لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تیرے پاس بھیجا ہے، تو آپ کے پاس چل تاکہ آپ تجھے خیبر کا عامل بنا دیں، اور تیرے ساتھ احسان کریں، اُسے لالچ پیدا ہوا اور روانہ ہو گیا، ہمراہ تیس یہودی بھی ہوئے جو ہر مسلمان کے ہم نشین ہوئے۔

جب ہم لوگ قرقرۂ ثبار پہنچے تو اُسیر پچھتایا، عبد اللہ بن انیس نے جو اس سریے میں تھے بیان کیا کہ اُس نے میری تلوار کی طرف ہاتھ بڑھایا، میں سمجھ گیا اپنا اونٹ کنارے کر لیا اور کہا اُے اللہ کے دشمن، خلاف عہد؟ اُس نے دو مرتبہ ایسا ہی کیا، میں اتر گیا اور قوم کو چلنے دیا یہاں تک کہ میرے لیے اُسیر تنہا رہ گیا، میں نے اُسے تلوار ماری اس کی ران اور پنڈلی کا اکثر حصہ علیحدہ ہو گیا، وہ اپنے اونٹ پر سے گر پڑا، اُس کے ہاتھ میں شوحط کی (پہاڑی درخت ہے جس سے کمان بنتی ہے) ٹیڑھی مڑی ایک لاٹھی تھی جس سے اُس نے مجھے مارا اور میرے سر کو زخمی کر دیا۔

ہم لوگ اُس کے ساتھیوں پر پلٹ پڑے، سب کو قتل کر دیا، سوائے ایک شخص کے جس نے ہم کو بہت ہی تھکا دیا اور وہ مسلمانوں میں سے کسی کو نہیں ملا، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ سے سب بات بیان کی تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمھیں ظالموں کی قوم سے نجات دی۔

سریۂ کُرز بن جابر الفہری بجانب العُرنیین

شوال سنہ ۶ھ میں عرنیین کی جانب کرز بن جابر الفہری کا سریہ ہے، قبیلۂ عرینہ کے آٹھ آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام لائے، انھوں نے مدینے کی آب و ہوا کو خراب پایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

انھیں اپنے اونٹوں کی طرف لیجانے کا حکم دیا جو ذی الجدر میں مدینے سے چھ میل پر قبا کے علاقے میں عیر کے قریب چرتے تھے۔

وہ لوگ وہاں رہے یہاں تک کہ تندرست اور موٹے ہو گئے، صبح کے وقت اونٹوں پر حملہ کیا اور ہنکالے گئے، ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام یسار نے، جن کے ہمراہ ایک جماعت تھی، پا لیا، یسار لڑے، ان لوگوں نے ان کا ہاتھ پاؤں کاٹ دیا، زبان اور آنکھوں میں کانٹے بھونک دیئے، یہاں تک کہ وہ مر گئے۔

یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے ان کے تعاقب میں بیس سوار روانہ کئے، اور کرز بن جابر الفہری کو عامل بنایا، یہ لوگ انھیں پا گئے، گھیر کے گرفتار کر لیا، اور رسیوں سے باندھ کر گھوڑوں پر ساتھ بٹھا لیا اور انھیں مدینے لائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الغابہ میں تھے، وہ لوگ ان کو لیکے آپ کی طرف روانہ ہوئے، آپ سے الزغابہ میں سیلابوں کے اجتماع کے مقام پر ملے، آپ نے ان کے متعلق حکم دیا تو ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے، آنکھیں نکالی گئیں، پھر وہیں انھیں لٹکا دیا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی "انما جزاؤ الذین یحاربون اللہ و رسولہ و یسعون فی الارض فسادا" (ان لوگوں کی جزا جو اللہ و رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین پر فساد کرتے پھرتے ہیں یہی ہے کہ وہ قتل کئے جائیں وغیرہ وغیرہ)۔

اس کے بعد پھر کوئی آنکھ نہیں نکالی گئی، وہ اونٹنیاں پندرہ ٦٨
تھیں جو بہت دودھ دینے والی تھیں، وہ انھیں مدینے واپس لے آئے تو انھیں میں سے ایک اونٹنی جس کا نام الحنا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں ملی، آپ نے دریافت فرمایا تو کہا گیا کہ اسے ان لوگوں نے ذبح کر ڈالا۔

سریۂ عمرو بن امیہ الضمری

ابوسفیان بن حرب نے قریش کے چند آدمیوں سے کہا کہ کیا کوئی ایسا نہیں ہے جو محمد کو دھوکے سے قتل کر دے کیونکہ وہ بازاروں میں چلتے پھرتے ہیں، اعراب میں سے ایک شخص آیا اور کہا کہ میں اپنے آپ کو سب سے زیادہ تیز، سب سے زیادہ مضبوط اور اپنے دل کو سب سے زیادہ مطمئن پاتا ہوں، تو اگر مجھے قوت دیدے تو میں اُن کی جانب روانہ ہو جاؤں، اور دھوکے سے قتل کر دوں، میرے پاس ایک خنجر ہے جو گدھ کے پر کی طرح ہے جس سے میں اُن پر حملہ کروں گا، پھر میں کسی قافلے میں مل جاؤں گا اور بھاگ کر اس جماعت سے آگے بڑھ جاؤں گا، کیوں کہ میں راستے سے واقف ہوں اور اسے خوب جانتا ہوں۔

ابوسفیان نے کہا تو ہمارا دوست ہے، اسے اونٹ اور خرچ دیا اور کہا اپنے کام کو پوشیدہ رکھنا، وہ رات کو روانہ ہوا، اپنی سواری پر پانچ شب چلا، چھٹی صبح ظہر الحرہ میں ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پوچھتا ہوا آیا، اسے آپ بتا دیے گئے، اپنی سواری کو باندھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آیا، آپ مسجد بنی عبد الاشہل میں تھے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے دیکھا تو فرمایا کہ یہ شخص بدعہدی کا ارادہ رکھتا ہے، وہ بڑھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرے، اُسید بن الحضیر نے اُس کی تہمد کا اندر کا حصہ پکڑ کے کھینچا تو اتفاق سے خنجر ملا، وہ شخص گھبرا گیا، اور کہا میرا خون، میرا خون، اُسید نے اُس کا گریبان پکڑ کے زور سے جھنجوڑا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھ سے سچ سچ کہہ تو کون ہے؟ اُس نے کہا، پھر مجھے امن ہے؟ فرمایا ہاں، اُس نے آپ کو

اپنے کام کی خبر دی، اور اُس کی بھی جو ابوسفیان نے اُس کے لیے مقرر کیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے چھوڑ دیا اور وہ اسلام لے آیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن امیہ اور سلمہ بن اسلم کو ابوسفیان بن حرب کی طرف بھیجا اور فرمایا کہ اگر تم دونوں اُس کی غفلت کا موقع پاتا تو قتل کر دینا، دونوں نکلے یہاں داخل ہوئے، عمرو بن امیہ رات کے وقت جا کر بیت اللہ کا طواف کرنے لگے تو انھیں معاویہ بن ابی سفیان نے دیکھ لیا اور پہچان کے قریش کو خبر دیدی۔

قریش کو اُن سے اندیشہ ہوا اور انھوں نے اُن کی تلاشی لی، وہ جاہلیت میں بھی بڑے بہادر تھے، اُن لوگوں نے کہا کہ عمرو کسی بھلائی کے لیے نہیں آئے، اہل مکہ نے اُن کے لیے اتفاق اور اجماع کر لیا، عمرو اور سلمہ بھاگے عمرو کو عبید اللہ بن مالک بن عبید اللہ التیمی ملا تو اُس کو انھوں نے قتل کر دیا ایک اور شخص کو بھی قتل کر دیا جو بنی الدیل میں سے تھا، اس کو انھوں نے یہ شعر گاتے اور کہتے سنا ۔

ولست بمسلم مادمت حیا　　ولست ادین دین المسلمینا

میں جب تک زندہ ہوں مسلمان نہ ہوں گا۔ اور نہ میں مسلمانوں کا دین قبول کروں گا۔

انھیں قریش کے دو قاصد ملے جن کو انھوں نے خبر دریافت کرنے کو بھیجا تھا، اُن میں سے ایک کو انھوں نے قتل کر دیا اور دوسرے کو گرفتار کر کے مدینے لے آئے، عمرو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا حال بتا رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس رہے تھے۔

غزوۂ حدیبیہ　۶۹

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوۂ حدیبیہ ذی القعدہ ۶ھ میں پیش آیا جب کہ آپ عمرہ کے لیے روانہ ہوئے تھے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اپنے اصحاب سے عمرہ کے لیے چلنے کو فرمایا، اُن لوگوں نے بہت جلدی کی اور طیار ہوگئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مکان میں گئے غسل فرمایا، دو کپڑے پہنے اور اپنی سواری القصواء پر روانہ ہوئے۔

طلوع ہلال ذی القعدہ اور دوشنبے کا دن تھا، مدینے پر آپ نے عبد اللہ بن ام مکتوم کو اپنا قائم مقام بنایا، ہمراہ سوائے تلواروں کے جو چمڑے کے میانوں میں تھیں اور کوئی ہتھیار نہیں تھا، آپ اپنے ساتھ قربانی کے اونٹ لے گئے اور اصحاب نے بھی قربانی کے اونٹ لیے، نماز ظہر ذی الحلیفہ میں پڑھی۔

حضرت نے اُن اونٹوں کو منگایا جو ہمراہ لیے تھے، انھیں جھول پہنائی گئی، آپ نے اور آپ کے اصحاب نے بھی اُن کی داہنی جانب (کوہان میں) زخم برائے علامت قربانی کیے، اُن کے گلے میں ہار ڈالے، وہ سب رو بہ قبلہ تھے اور تعداد میں ستر تھے جن میں ابوجہل کا وہ اونٹ بھی تھا جو آپ کو جنگ بدر میں غنیمت میں ملا تھا۔

آپ نے احرام باندھا اور تلبیہ کہا، عباد بن بشر کو بیس مسلمان سواروں کے ہمراہ بطور مخبر آگے روانہ کیا جن میں مہاجرین اور انصار دونوں تھے، آپ کے ہمراہ سولہ سو مسلمان تھے، کہا جاتا ہے کہ چودہ سو تھے، سوا پندرہ سو کی تعداد بھی بتائی جاتی ہے، آپ اپنے ہمراہ اپنی زوجہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بھی لے گئے۔

مشرکین کو خبر پہنچی تو اُن سب کی رائے آپ کو مسجد حرام سے روکنے پر متفق ہوگئی، انھوں نے بلدح میں لشکر جمع کیا، دو سو سواروں کو جن کا سردار خالد بن الولید یا بروایت دیگر عکرمہ بن ابی جہل تھا کراع الغمیم تک آگے بھیجا، بسر بن سفیان الخزاعی مکے میں آئے، انھوں نے اُن کا کلام سنا اور اُن کی رائے معلوم کی، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آئے اور آپ سے غدیر الاشطاط میں ملے جو عسفان کے پیچھے تھا اور آپ کو اس کی خبر دی۔

خالد بن الولید مع اپنے لشکر کے قریب آگیا، اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو دیکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباد بن بشر کو حکم دیا،

وہ اپنے لشکر کے ہمراہ آگے بڑھے اور راستہ کے مقابلے پر کھڑے ہوگئے، اپنے ساتھیوں کو بھی صف بستہ کر دیا۔

نماز ظہر کا وقت آگیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو نماز خوف پڑھائی، جب شام ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی العصل کی داہنی جانب کو اختیار کرو کیونکہ قریش کے جاسوس مرالظہران اور ضجنان میں ہیں، آپ روانہ ہوئے اور حدیبیہ کے قریب پہنچے جو حرم مکہ کے کنارے مکے سے نو میل ہے۔

سواری کے دونوں اگلے پاؤں ایک پہاڑی راستے سے جس سے وہ آپ کو اتار رہی تھی قوم قریش کے مقام قضائے حاجت میں جا پڑے تو اس نے اپنا سینہ ٹیک دیا، مسلمانوں نے کہا "حل حل" اس کلمے سے وہ اسے جھڑک رہے تھے مگر اس نے اٹھنے سے انکار کیا، لوگوں نے کہا القصوا اڑ گئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے چلنا نہیں چھوڑا، البتہ اسے اسی نے روک لیا جس نے (اصحاب فیل کے) ہاتھی کو روک دیا تھا، آگاہ رہو کہ بخدا اگر آج وہ لوگ مجھ سے کسی ایسی چیز کی درخواست کریں گے جس میں حرمۃ اللہ کی تعظیم ہوگی تو میں وہ چیز انہیں ضرور دوں گا۔

آنحضرتؐ نے قصواء کو جھڑکا تو وہ کھڑی ہو گئی، پھر اس طرح پھرے کہ وہ ایسی اسی طرف ہوئی جہاں سے (مکے کی طرف جانا) شروع کیا تھا۔

اور لوگوں کو حدیبیہ کے چشموں میں سے کسی ایسے چشمے پر اتارا جس میں پانی تقریباً کچھ نہ تھا۔ آنحضرتؐ نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکالا، حکم دیا کہ اسی گڑھے میں گاڑ دیا جائے تیریں پانی اُبلنے لگا، لوگوں نے کنوئیں کی مینڈ پر بیٹھ کر اپنے برتن بھر لیے حدیبیہ میں کئی مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بارش ہوئی اور بار بار پانی آیا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بدیل بن ورقاء اور خزاعہ کے چند سوار آئے، انہوں نے آپ کو سلام کیا، اور عرض کی کہ ہم لوگ

آپ کے پاس آپ کی قوم کی طرف سے آئے ہیں، کعب بن لُوّی اور عامر بن لُوّی نے مختلف جماعت کے لشکروں سے اور اپنے فرمانبرداروں سے آپ کے مقابلے کے لیے روانہ ہونے کی خواہش کی ہے اُن کے ہمراہ اونٹ، بچے والے جانور، عورتیں اور بچے ہیں، انھوں نے یہ قسم کھائی ہے کہ اُس وقت تک آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان راستہ نہ کھولیں گے جب تک ان کے بڑے لوگ ہلاک نہ ہو جائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم کسی شخص کی خونریزی کے لیے نہیں آئے، ہم تو صرف اس لیے آئے ہیں کہ اس بیت (بیت اللہ) کا طواف کریں، جو ہمیں روکے گا ہم اُس سے لڑیں گے۔

بدیل واپس ہوا، اُس نے قریش کو اس کی خبر دی، انھوں نے عروہ بن مسعود الثقفی کو بھیجا، اُس سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی قسم کی گفتگو کی جیسی بدیل سے کی تھی، وہ بھی واپس ہوا اور قریش کو آنحضرتؐ کے جواب سے آگاہ کیا۔

قریش نے کہا کہ اس سال ہم آپ کو بیت اللہ سے واپس کریں گے، آپ سال آیندہ آئیں اور مکے میں داخل ہو کر بیت اللہ کا طواف کریں، آپ کے پاس مِکرز بن حفص بن الاخیف آیا، آپ نے اُس سے بھی اسی قسم کی گفتگو فرمائی جیسی کہ اُس کے دونوں ساتھیوں سے کی تھی، وہ بھی قریش کے پاس واپس آگیا اور انھیں خبر دی۔

انھوں نے الحُلیس بن علقمہ کو بھیجا جو اُس روز مختلف جماعتوں کے لشکروں کا سردار تھا اور عبادت کیا کرتا تھا، جب اُس نے ہدی (قربانی کے جانور) کو دیکھا کہ اُس پہ ہار ہیں جنھوں نے بہت زمانے تک رُکے رہنے کی وجہ سے اُس کے بالوں کو کھا لیا ہے تو جو کچھ اُس نے دیکھا اُسے بڑی بات سمجھ کر لوٹا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں آیا، اُس نے قریش سے کہا کہ واللہ تمھیں آپ کے اور جس کام کے لیے آپ آئے ہیں اُس کے درمیان راستہ ضرور بضرور رکھ لینا پڑے گا، ورنہ میں لشکروں کو منتشر کر دوں گا، انھوں نے کہا ہمیں اتنی مہلت دے کہ ہم اپنے لیے کسی ایسے شخص کو

اختیار کر لیں جس سے ہم راضی ہوں۔
سب سے پہلے شخص جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی جانب بھیجا خراش بن امیۃ الکعبی ہیں تاکہ وہ اُن لوگوں کو آپ کی تشریف آوری کی غرض سے اطلاع دیں، اُن کو لوگوں نے روک لیا اور قتل کا ارادہ کیا، مگر اُن کی قوم کے جو لوگ وہاں تھے اُنھوں نے اُن کو بچا لیا۔
پھر آپ نے عثمانؓ بن عفان کو روانہ کیا، اُن سے فرمایا کہ تم قریش کے پاس جاؤ، انھیں یہ اطلاع دو کہ ہم کسی کی خونریزی کے لیے نہیں آئے ہیں، ہم تو صرف اس بیت اللہ کی زیارت کے لیے، اُس کی حرمت کی تعظیم کے لیے آئے ہیں، ہمارے ہمراہ ہدی (قربانی کا جانور) بھی ہے جسے ہم ذبح کریں گے اور واپس ہوں گے۔
وہ اُن کے پاس آئے اور انھیں خبر دی تو اُنھوں نے کہا کہ یہ کبھی نہ ہوگا اور نہ وہ اس سال ہمارے شہر میں داخل ہونے پائیں گے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ عثمانؓ قتل کر دیے گئے، یہی وہ امر تھا جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو "بیعۃ الرضوان" کی دعوت دی، آپ نے اُن سے درخت کے نیچے بیعت لی، عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے بھی بیعت لی، آپ نے اپنا بایاں ہاتھ داہنے ہاتھ پر عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے مارا اور فرمایا کہ وہ اللہ کی حاجت اور اُس کے رسول کی حاجت میں گئے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے درمیان قاصد آنے جانے لگے، سب نے آشتی و صلح پر اتفاق کیا، قریش نے سُہیل بن عمرو کو اپنے چند آدمیوں کے ہمراہ بھیجا، اُس نے آپ سے اس پر صلح کی اور اُنھوں نے آپس میں (صلح نامہ) لکھ لیا:
"یہ وہ (صلح نامہ) ہے جس پر محمدؐ بن عبد اللہ اور سہیل بن عمرو نے صلح کی،
۱۷ دونوں نے دس سال تک ہتھیار رکھ دینے کا عہد کیا۔ کہ لوگ امن سے رہیں اور ایک دوسرے سے تعرض نہ کریں، اس طور پر کہ نہ خفیہ چوری ہو، نہ خیانت ہو، یہ معاہدہ ہمارے درمیان (رنجش فتنہ کے لحاظ سے) ایک بند صندوق کا

حکم رکھتا ہے ہمارے درمیان مثل ایک صندوق کے ہے، جو چاہے کہ محمدؐ کی ذمہ داری میں داخل ہو تو وہ ایسا کر سکے گا جو شخص یہ پسند کرے کہ قریش کے عہد میں داخل ہو وہ بھی ایسا کر سکے گا، ان میں سے جو شخص بغیر اپنے ولی کی اجازت کے محمدؐ کے پاس آئے گا تو وہ اسے اس کے ولی کے پاس واپس کر دیں گے، اصحاب محمدؐ سے جو قریش کے پاس آئے گا وہ اسے واپس نہیں کریں گے اس سال محمدؐ اپنے اصحاب کو ہمارے پاس سے واپس لے جائیں گے اور سال آئندہ وہ ہمارے پاس مع اپنے اصحاب کے اس طرح آکر مکے میں تین دن قیام کریں گے، کہ ہمارے یہاں سوائے اُن ہتھیاروں کے کوئی ہتھیار لے کے داخل نہ ہوں گے جو مسافر کے ہتھیار ہوتے ہیں اور وہ تلواریں ہیں جو چمڑے کے میان میں ہوتی ہیں" ابوبکرؓ بن ابی قحافہ اور عمرؓ بن الخطاب اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور سعدؓ بن ابی وقاص اور عثمانؓ بن عفان اور ابو عبیدہؓ بن الجراح اور محمدؓ بن مسلمہ اور حویطبؓ بن عبدالعزیٰ اور مکرزؓ بن حفص بن الاخیف اس کے گواہ ہوئے۔

اس عہد نامے کا عنوان علیؓ نے لکھا تھا، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہا اور اس کی نقل سہیل بن عمرو کے پاس رہی، ابو جندل بن سہیل بن عمرو مکے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، وہ مقید تھا اور مشکل سے چلتا تھا، سہیل نے کہا کہ یہ پہلا شخص ہے جس کے متعلق میں آپ سے صلح کی بنا پر مطالبہ کروں گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے واپس کر دیا اور فرمایا "اے ابوجندل ہمارے اور اس قوم کے درمیان صلح مکمل ہو گئی اس لیے تم صبر کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کشائش کی سبیل پیدا کر دے"

خزاعہ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ ہم محمدؐ کے عہد میں داخل ہوتے ہیں، بنو بکر اٹھ کھڑے ہوئے کہ ہم قریش کے ساتھ انھیں کے عہد میں داخل ہوتے ہیں۔

جب لکھنے سے فارغ ہوئے تو سہیل اور اس کے ساتھی چلے گئے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی، آپ کا سر خراش بن امیہ الکعبی نے مونڈا، اصحاب نے بھی قربانی کی اور ان میں سے اکثر کا سر مونڈا گیا اور دوسروں کے بال کتروائے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا کہ "اللہ سر مونڈانیوالوں پر رحم کرے"۔ کہا گیا "یا رسول اللہ اور بال کتروانے والوں پر" تو آپ نے فرمایا "بال کتروانے والوں پر بھی" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس روز سے زائد الحدیبیہ میں مقیم رہے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بیس روز، پھر واپس ہوئے، جب آپ ضجنان میں تھے تو آپ پر "انا فتحنا لک فتحا مبینا" نازل کی گئی، جبریل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ آپ کو مبارک ہو اور مسلمانوں نے بھی آپ کو مبارکباد دی۔

براء سے مروی ہے کہ ہم لوگ الحدیبیہ کے دن چودہ سو تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی عبداللہ بن ابی اوفی سے مروی ہے جو بیعۃ الرضوان میں موجود تھے کہ ہم لوگ اس روز تیرہ سو تھے اور اس روز اسلم کی تعداد مہاجرین کا آٹھواں حصہ تھی۔

سالم بن ابی الجعد سے مروی ہے کہ انھوں نے جابر بن عبداللہ سے دریافت کیا کہ درخت کی بیعت کے دن آپ لوگ کتنے تھے، انھوں نے
کہا کہ ہم لوگ پندرہ سو تھے، لوگوں کو پیاس لاحق ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۷۲
کے پاس ایک چھوٹے سے برتن میں پانی لایا گیا، آپ نے اس میں اپنا ہاتھ ڈال دیا، پانی آپ کی انگلیوں سے اس طرح نکلنے لگا جیسے وہ چشمے ہیں، ہم نے پیا، اور وہ ہمیں کافی ہوگیا، راوی نے پوچھا، آپ لوگ کتنے تھے، انھوں نے کہا اگر ہم لوگ ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ ضرور ہمیں کافی ہو جاتا، ہم لوگ پندرہ سو تھے۔

ایاس بن سلمہ کے والد سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ الحدیبیہ میں آئے، ہم لوگ چودہ سو تھے، حدیبیہ کے حوض پر پچاس بکریاں تھیں جو اس سے سیراب ہوتی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حوض پر بیٹھ گئے، پھر یا تو آپ نے دعا فرمائی اور یا لعاب دہن ڈالا، پانی ابلنے لگا، ہم لوگ سیراب ہو گئے اور سب نے پانی لے لیا۔

طارق سے مروی ہے کہ میں حج کے لیے روانہ ہوا تو ایک قوم پر گذرا جو نماز پڑھ رہی تھی، میں نے کہا یہ مسجد کیسی ہے، انھوں نے کہا کہ یہ وہ درخت ہے جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعۃ الرضوان لی تھی، میں سعید المسیب کے پاس آیا اور انھیں خبر دی، انھوں نے کہا کہ میرے والد نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ بھی ان لوگوں میں تھے جنھوں نے درخت کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ انھوں نے کہا کہ جب ہم سال آیندہ نکلے تو اسے بھول گئے، پھر ہم اس پر قادر نہ ہوسکے۔ سعید نے کہا کہ اگر اصحاب محمدؐ اسے نہیں جانتے تھے اور تمھیں نے اسے جان لیا تو تم زیادہ جاننے والے ہوئے۔

طارق بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ میں سعید بن المسیب کے پاس تھا، لوگوں نے درخت کا تذکرہ کیا تو وہ ہنسے، پھر کہا کہ میرے والد نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ اس سال ان کے ہمراہ تھے، اور وہ اس (درخت) کے پاس حاضر ہوئے تھے، مگر سب لوگ دوسرے ہی سال اسے بھول گئے۔

عبداللہ بن مغفل سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درخت کے نیچے لوگوں سے بیعت لے رہے تھے، میرے والد آپ کے سر سے اس کی شاخیں اٹھائے ہوئے تھے۔

معقل بن یسار سے مروی ہے کہ الحدیبیہ کے سال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا، آپ لوگوں کو بیعت کرا رہے تھے، میں درخت کی شاخوں میں سے ایک شاخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر سے اٹھائے ہوئے تھا، آپ نے ان سے اس امر کی بیعت لی کہ وہ فرار نہ ہوں گے، ان سے موت پر بیعت نہیں لی، ہم نے معقل سے پوچھا کہ اس روز تم لوگ کتنے تھے تو انھوں نے کہا کہ چودہ سو۔

معقل بن یسار سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم الحدیبیہ کے سال درخت کے نیچے لوگوں سے بیعت لے رہے تھے، میں اپنے ہاتھ سے درخت کی شاخوں میں سے ایک شاخ آپ کے سر سے اٹھائے ہوئے تھا،

آپ نے اُس روز اس امر کی بیعت لی کہ فرار نہ ہوں گے، راوی نے پوچھا کہ
۴۳ آپ لوگ کتنے تھے، تو انھوں نے کہا ایک ہزار چار سو۔

نافع سے مروی ہے کہ لوگ اُس درخت کے پاس آیا کرتے تھے، جس کا نام شجرۃ الرضوان ہے، اُس کے پاس نماز پڑھتے تھے، یہ خبر عمرؓ بن الخطاب کو پہنچی تو انھوں نے اس بارے میں انھیں ڈانٹا، اور حکم دیا تو وہ کاٹ ڈالا گیا۔

عامر سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعۃ الرضوان کی وہ ابو سنان الاسدی تھے۔

محمد بن سعد (مؤلف کتاب ہذا) کہتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کو محمد بن عمرؓ سے بیان کیا، تو انھوں نے کہا یہ نسیان ہے، ابو سنان الاسدی تو الحدیبیہ کے قبل بنی قریظہ کے حصار میں شہید ہو گئے، جنھوں نے الحدیبیہ کے دن بیعت کی وہ سنان بن سنان الاسدی تھے۔

وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ میں نے جابر بن عبد اللہ سے پوچھا کہ مسلمان یوم الحدیبیہ میں کتنے تھے" انھوں نے کہا کہ ہم لوگ چودہ سو تھے" ہم نے آپ سے درخت کے نیچے جو خار دار بلند ریگستانی (ببول کا) درخت تھا بیعت کی، اپنے ہاتھ سے اُسے پکڑے ہوئے تھے، سوائے جد بن قیس کے جو اپنے اونٹ کی بغل کے نیچے چھپ گیا تھا، میں نے اُن سے پوچھا کہ انھوں نے کیوں کر آپ سے بیعت کی تو انھوں نے کہا ہم نے آپ سے اس امر پر بیعت کی کہ ہم فرار نہ کریں گے، ہم نے آپ سے موت پر بیعت نہیں کی، میں نے اُن سے دریافت کیا کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی الحلیفہ میں بیعت لی تو انھوں نے کہا کہ نہیں، وہاں نماز پڑھی، اور سوائے درخت حدیبیہ کے اور کسی درخت کے پاس بیعت نہیں لی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے الحدیبیہ کے حوض پر دعا فرمائی، سب نے ستر اونٹ کی قربانی کی، جو ہر سات آدمی میں ایک اونٹ تھا۔

جابر نے کہا کہ مجھے ام بشر نے خبر دی کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حفصہ کے پاس کہتے سنا کہ انشاء اللہ درخت والے لوگ جنھوں نے اُس کے

نیچے بیعت کی ہے آگ میں داخل نہ ہوں گے"۔ حفصہ نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ
آپ نے انھیں جھڑکا، تو حفصہ نے کہا "وان منکم الا واردھا کان علی ربک حتما
مقضیا" (تم میں سے کوئی ایسا نہیں جو اُس آگ میں داخل نہ ہو، یہ آپ کے
پروردگار پر ایسا واجب ہے جو پورا کیا جائے گا)، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "ثم ننجی الذین اتقوا و نذر الظلمین
فیھا جثیا" (پھر ہم اُن لوگوں کو نجات دیں گے جنھوں نے تقویٰ اختیار کیا،
اور ظالموں کو اُس میں گھٹنوں کے بل چھوڑ دیں گے)۔

براء بن عازب سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
یوم الحدیبیہ میں مشرکین سے تین چیزوں پر صلح کی۔

(۱) مشرکین میں سے جو کوئی آپ کے پاس آئے گا وہ اُن کے پاس
واپس کیا جائے گا۔

(۲) مسلمانوں میں سے جو اُن کے پاس آئے گا وہ اسے
واپس نہیں کریں گے۔

(۳) آپ کے ہیں سال آئندہ داخل ہوں گے اور تین دن قیام کریں گے،
سوائے ضروری ہتھیاروں کے جیسے تلوار اور کمان
اور اسی کے مثل اور کوئی ہتھیار نہ لائیں گے، ابو جندل آیا جو اپنی بیڑیوں میں ایسپ
مقید تھا، آپ نے اُسے اُن کے پاس واپس کر دیا۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ صلح نامہ لکھا،
جو آپ کے اور اہل مکہ کے درمیان یوم الحدیبیہ میں ہوا تھا، تو آپ نے
فرمایا "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" لکھو، ان لوگوں نے کہا کہ اللہ کو تو ہم پہچانتے ہیں ۴۷
مگر الرحمٰن الرحیم کو ہم نہیں جانتے، انھوں نے "باسمک اللھم" لکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
صلح نامے کے نیچے لکھا کہ ہمارے حقوق بھی تم پر ویسے ہی ہیں جیسے کہ تمھارے
حقوق ہم پر ہیں۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ عمر رضی بن الخطاب نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اہل مکہ سے ایسی صلح کی اور وہ شے انھیں عطا کی کہ اگر نبی اللہ مجھ پر کسی کو امیر

بنا دیتے اور وہ وہی کرتا جو نبیؐ اللہ نے کیا تو میں اُس کی نہ سماعت کرتا نہ اطاعت کرتا، وہ بات جو آپ نے اُن کے لیے کر دی یہ تھی کہ جو کوئی کفار میں سے مسلمانوں میں ملے گا تو مسلمان اُسے واپس کر دیں گے اور جو کوئی مسلمان کفار سے ملے گا تو وہ اُسے واپس نہیں کریں گے۔

براء بن عازب سے مروی ہے کہ حدیبیہ میں اہل مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ شرط لگائی کہ آپ کے اصحاب میں سے کوئی مکے کے اندر سوائے اُن ہتھیاروں کے نہ لائے گا جو چمڑے کے میان میں ہوتے ہیں۔

براء بن عازب سے مروی ہے کہ حدیبیہ کے سال مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ شرط لگائی کہ آپ کوئی ہتھیار نہ لائیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوائے ضروری ہتھیاروں کے، راوی نے کہا کہ وہ میان ہے جس میں تلوار رہتی ہے اور کمان۔

قتادہ سے مروی ہے کہ جب سفر حدیبیہ ہوا تو مشرکین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو بیت اللہ سے روکا، مشرکین نے اُس روز اس فیصلے پر صلح کی کہ مسلمانوں کو یہ حق ہے کہ وہ سال آیندہ اُسی ماہ میں عمرہ کریں جس میں اُنھوں نے (مشرکین نے) اُن کو روکا ہے، اللہ تعالیٰ نے بجائے اُس ماہ کے جس میں وہ روکے گئے، اُسی کو شہر حرام بنا دیا جس میں وہ عمرہ کریں، اُس کا کلام یہ ہے "الشہر الحرام بالشہر الحرام والحرمات قصاص" (ماہ محترم کا احترام ماہ محترم کے احترام کے عوض میں ہے اور احترام میں ادلہ بدلہ ہے، یعنے اگر کوئی تم سے ماہ محترم میں جنگ کرے تو تم بھی اُس سے جنگ کرو کیوں کہ جب اُس نے ماہ محترم کا خیال نہ کیا تو تم پر بھی اس کا خیال کرنا ضروری نہیں رہا)۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے مروی ہے کہ ابوسفیان بن حرب نے کہا کہ جب حدیبیہ کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے آئے تو اُن کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان عہد ہوا کہ آپ ہمارے یہاں ہتھیار لے کے نہ آئیں گے، نہ مکے میں تین رات سے

زائد قیام کریں گے، جو شخص ہم میں سے تمہارے پاس جائے گا اُسے تم ہمارے پاس واپس کردو گے اور جو تم میں سے ہمارے پاس آئے گا اُسے ہم تمہارے پاس واپس نہ کریں گے۔

جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے سال ستر اونٹ کی قربانی کی، سات آدمی کی طرف سے ایک اونٹ۔

محمد بن عبید نے اپنی حدیث میں اتنا اور اضافہ کیا کہ اُس روز ہم لوگ چودہ سو تھے، اور قربانی نہ کرنے والے قربانی کرنے والوں سے زائد تھے۔

سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ ہم لوگ غزوۂ حدیبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے، ہم نے سو اونٹوں کی قربانی کی، ہم لوگ ایک ہزار سے زائد تھے، ہمارے ساتھ ہتھیار، پیادہ اور سوار تھے، آپ کے اونٹوں میں ابی جہل کا اونٹ بھی تھا، آپ حدیبیہ میں ۷۵
اترے، قریش نے اس بات پر صلح کی کہ اس قربانی کا مقام وہی ہے جہاں ہم نے آپ کو روکا۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ حدیبیہ کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اونٹ کی سات آدمیوں کی طرف سے اور ایک گائے کی بھی سات آدمیوں کی طرف سے قربانی کی۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے حدیبیہ کے سال ستر اونٹ کی قربانی کی، ایک اونٹ سات سات کی طرف سے۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ ہم نے حدیبیہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ستر اونٹ کی قربانی کی، ایک اونٹ سات کی طرف سے۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ ہم نے حدیبیہ کے دن ستر اونٹ کی قربانی کی ایک اونٹ سات کی طرف سے، ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ تمہاری ایک جماعت ایک قربانی میں شریک ہو جائے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ مسلمانوں نے حدیبیہ کے دن ستر اونٹ کی قربانی کی، ہر سات آدمیوں کی طرف سے ایک اونٹ۔

قتادہ سے مروی ہے کہ ہم سے بیان کیا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے روز روانہ ہوئے تو آپ نے اپنے اصحاب میں سے چند آدمیوں کو دیکھا کہ انھوں نے بال کتروائے ہیں فرمایا "اللہ سر منڈانے والوں کی مغفرت کرے" لوگوں نے کہا "یا رسول اللہ بال کتروانے والوں کی؟" آپ نے یہی تین مرتبہ فرمایا، انھوں نے آپ کو برابر یہی جواب دیا، پھر آپ نے چوتھی مرتبہ فرمایا "اور بال کتروانے والوں کی"۔

ابو سعید الخدری سے مروی ہے کہ حدیبیہ کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے عثمانؓ بن عفان اور ابو قتادہ الانصاری کے اپنے اصحاب کو دیکھا کہ انھوں نے اپنا سر منڈایا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر منڈانے والوں کے لیے تین مرتبہ دعائے مغفرت کی اور کتروانے والوں کے لیے ایک مرتبہ۔

مالک بن ربیعہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا کہ "اے اللہ سر منڈانے والوں کی مغفرت فرما" تو ایک شخص نے کہا "اور بال کتروانے والوں کی؟" تو آپ نے تیسری یا چوتھی مرتبہ فرمایا "اور بال کتروانے والوں کی" میں بھی اس روز سر منڈائے ہوئے تھا، مجھے جو مسرت اس سے ہوئی وہ نہ اونٹ کے گوشت سے اور نہ بڑی قدر سے ہوئی۔

مجمع بن یعقوب نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب روانہ ہوئے،
۷۶ حدیبیہ میں سر منڈایا، اور قربانی کی تو اللہ نے ایک تیز ہوا بھیجی جو ان کے بالوں کو اڑا لے گئی، اس نے انھیں حرم میں ڈال دیا۔

مجاہد سے مروی ہے کہ "انا فتحنا لک فتحا مبینا" حدیبیہ کے

سال نازل ہوئی۔

مجاہد سے مروی ہے کہ "انا فتحنا لک فتحا مبینا" (ہم نے آپ کو اے محمدؐ کھلی ہوئی فتح دی)، "انا قضینا لک قضاءً مبینا" (ہم نے آپ کے لیے کھلا ہوا فیصلہ کر دیا) نازل ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ قربانی کی اور اپنا سر منڈایا۔

قتادہ سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک کو کہتے سنا کہ یہ آیت جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ سے لوٹے تو نازل ہوئی "انا فتحنا لک فتحا مبینا۔ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر" (ہم نے آپ کو کھلی ہوئی فتح دی، تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی اگلی پچھلی لغزشیں معاف کر دے)۔

شعبی سے مروی ہے کہ ہجرت تا حدیبیہ کے درمیان فتح مکہ تک تھی حدیبیہ بھی فتح ہی ہے۔

مجمع بن جاریہ سے مروی ہے کہ میں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حدیبیہ میں حاضر ہوا، جب ہم لوگ وہاں سے واپس ہوئے تو دیکھا کہ لوگ اونٹوں کو بھگا رہے ہیں، بعض لوگوں نے بعض سے کہا کہ انھیں کیا ہوا ہے (جو بھاگ رہے ہیں) لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی ہے، اس پر وہ بھی لوگوں کے ہمراہ بھگانے لگے، یہاں تک کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کراع الغمیم کے پاس کھڑا ہوا پایا، جب آپ کے پاس وہ چند نفوس جمع ہو گئے جنھیں آپ چاہتے تھے، تو آپ نے انھیں پڑھ کر سنایا "انا فتحنا لک فتحا مبینا" اصحاب میں سے ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ، کیا یہ فتح ہے؟ آپ نے فرمایا، ہاں، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، بے شک یہ فتح ہے۔ پھر خیبر حدیبیہ پر اٹھارہ حصوں میں تقسیم کیا گیا، لشکر پندرہ سو تھا، جن میں تین سو سوار تھے، ہر سوار کے دو حصے تھے۔

براء نے کہا کہ جس کو لوگ فتح مکہ کہتے ہیں ہم تو وہ یوم حدیبیہ بیعۃ الرضوان کو کہتے ہیں (کیونکہ یہی باعث فتح مکہ ہے)۔

نافع سے مروی ہے کہ اس کے چند سال بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

اصحاب کی ایک جماعت روانہ ہوئی تو اُن میں سے کسی نے بھی اُس درخت کو نہ پہچانا، اُس میں انھوں نے اختلاف کیا، ابن عمرؓ نے کہا کہ وہ درخت اللہ کی رحمت تھا۔

ابو الملیح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن ہم لوگوں پر اتنی تھوڑی بارش ہوئی جس سے ہمارے جوتوں کے تلے بھی تر نہ ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے یہ ندا دی کہ اپنے کجاووں میں نماز پڑھو۔

غزوۂ خیبر

جمادی الاولیٰ ۷ھ میں غزوۂ خیبر ہوا، خیبر مدینے سے آٹھ بُرد (۹۶ میل ہے)، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو غزوۂ خیبر کے لیے طیار ہونے کا حکم دیا، آپ اُن کو جمع کرنے لگے جو آپ کے پاس تھے اور جہاد کیا کرتے تھے، آپ نے فرمایا کہ "ہمارے ہمراہ سوائے اُس کے کوئی نہ جائے جسے جہاد کا شوق ہو"۔

یہود جو مدینے میں باقی رہ گئے تھے اُن پر بہت شاق ہوا اور وہ چلے گئے، آپ نے مدینے پر سباع بن عرفطہ الغفاری کو اپنا قایم مقام بنایا، آپ ہمراہ اپنی زوجہ ام سلمہؓ کو لے گئے، جب خیبر کے قریب پہنچے تو رات کو دشمنوں نے جنبش نہ کی اور نہ اُن کے مرغ نے بانگ دی، یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہو گیا، اُن کی صبح اس حالت میں ہوئی کہ دل پریشان خاطر پراگندہ، انھوں نے اپنے قلعے کھول دیے اور اپنے کام پر روانہ ہوئے، اُن کے ہمراہ پھاوڑے، صراحیاں اور ٹوکریاں تھیں۔

جب انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کہا محمد اور خمیس "خمیس سے اُن کی مراد لشکر تھی وہ پشت پھیر کر اپنے قلعوں کی طرف

بھاگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے "اللہ اکبر، خیبر برباد گیا ہم جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ان لوگوں کی صبح خراب ہوتی ہے جنھیں ڈرایا جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نصیحت کی اور ان میں (رایۃ) بڑے جھنڈے تقسیم کیے، سوائے جنگ خیبر کے اور کبھی بڑے جھنڈے نہیں تھے۔ صرف (لواء) چھوٹے جھنڈے ہوتے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا (رایۃ) سیاہ تھا جو عائشہؓ کی چادر کا تھا، اس کا نام "العقاب" تھا، آپ کا (لواء) جھنڈا اسفید تھا جو علیؓ بن ابی طالب کو دیا، ایک (رایت) بڑا جھنڈا حباب بن المنذر کو دیا، ایک رایت سعد بن عبادہ کو دیا، مسلمانوں کا شعار (نشان جنگ جس سے یہ معلوم ہو جائے کہ یہ اسلامی فوج کا فرد ہے) "یا منصور امت" تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین سے اور انھوں نے آپ سے شدید جنگ کی، آپ کے اصحاب میں سے چند شہید ہوئے، دشمنوں کی بہت بڑی جماعت تہ تیغ ہوئی آپ نے خیبر کے قلعوں کو ایک ایک کرکے فتح کیا، وہ ساز و سامان والے متعدد قلعے تھے جن میں سے ایک النطاۃ تھا، ایک قلعہ الصعب بن معاذ، ایک قلعہ ناعم اور ایک قلعہ الزبیر تھا، ایک حصہ اور تھا جس میں قلعے تھے، ان میں سے ایک قلعہ ابی، ایک قلعہ النزار تھا، اس کے علاوہ لشکروں کے قلعے القموص، الوطیح اور سلالم تھے، یہ ابو الحقیق کے بیٹوں کے قلعے تھے۔

آپ نے ابو الحقیق کے خاندان کا وہ خزانہ لے لیا جو اونٹ کی کھال میں تھا، انھوں نے اس کو ایک ویران مقام میں پوشیدہ کر دیا تھا، مگر اللہ نے اپنے رسولؐ کو اس کا راستہ بتا دیا، اور آپ نے اسے نکال لیا، ترانوے یہودی مارے گئے جن میں الحارث ابو زینب، مرحب، اسیر، یاسر، اور عامر کنانہ بن ابی الحقیق اور اس کا بھائی بھی تھا، ہم نے ان لوگوں کا ذکر اور نام ان کی سرداری کی وجہ سے لیا۔

خیبر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ربیعہ[1] بن اکثم،

ثوبت بن عمرو بن شمیط، رفاعہ بن مسروح، عبد اللہ بن امیہ بن وہب جو بنی اسد بن عبد العزیٰ کے حلیف تھے، محمود بن مسلمہ، ابو ضیاح بن النعمان جو اہل بدر میں سے تھے، الحارث بن حاطب جو اہل بدر میں سے تھے، عدی بن مرہ بن سراقہ، اوس بن حبیب، انیف بن وائل، مسعود بن سعد بن قیس، بشر بن البراء بن معرور جو زہریلی بکری سے مرے، فضیل بن النعمان، عامر بن الاکوع جنھوں نے اپنے آپ کو ہلاک کر لیا، وہ اور محمود بن مسلمہ خیبر کے الرجیع کے ایک ہی غار میں دفن کیے گئے، عمارہ بن عقبہ بن عباد بن مُلیل، یسار جو حبشی غلام تھے، اور قبیلۂ اشجع کے ایک شخص۔

یہ سب پندرہ آدمی ہوئے (جو میدان جنگ میں شہید ہوئے، دو آدمی بشر بن البراء بن معرور تو زہریلی بکری کے گوشت سے اور عامر بن الاکوع اپنے ہی خنجر سے ہلاک ہوئے، اس طرح کل سترہ آدمی ہوئے)۔

اسی غزوے میں زینب بنت الحارث زوجۂ سلام بن مشکم نے اس طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر دیا کہ آپ کو اس نے ایک زہریلی بکری ہدیۃً دی، اُسے آپ نے اور آپ کے اصحاب میں سے چند آدمیوں نے کھایا، جن میں بشر بن البراء بن معرور بھی تھے، وہ اس سے مر گئے، کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (عورت) کو قتل کر دیا، یہی ہمارے نزدیک ثابت ہے۔

آپ نے غنائم کے متعلق حکم دیا، وہ جمع کی گئیں، ان پر فروہ بن عمرو البیاضی کو عامل بنایا، پھر ان کے متعلق حکم دیا تو وہ پانچ حصوں پہ تقسیم کی گئیں، ایک حصے پہ لکھا گیا کہ اللہ کے لیے، بقیہ حصے نامعلوم رہے، سب سے پہلے جو حصہ نکلا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا جو پانچوں حصوں میں سے منتخب نہیں کیا گیا تھا۔ پھر آپ نے پانچوں حصوں میں سے بقیہ چار کے متعلق جو زیادہ دے اس کے ہاتھ فروخت کرنے کا حکم دیا، فروہ نے انھیں فروخت کیا اور اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔

وہ شخص جو لوگوں کے شمار کرنے پر مامور تھے زید بن ثابت تھے،

انھوں نے کل تعداد چودہ سو اور گھوڑے دو سو شمار کیے، سب حصے اٹھارہ تھے، ہر سو کے لیے ایک حصہ، گھوڑوں کے لیے چار سو حصے، وہ خمس جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا اس میں سے ہتھیار اور کپڑے جیسا اللہ آپ کے دل میں ڈالتا تھا آپ دے دیتے تھے اس میں سے آپ نے اپنے اہل بیت (بیویوں) کو، عبد المطلب کے خاندان کے آدمیوں کو، عورتوں، یتیموں اور سائلوں کو دیا، (مقام) الکتیبہ سے آپ نے اپنی ازواج اور اولاد عبد المطلب وغیرہم کو غلہ دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر ہی میں تھے کہ قبیلۂ دوس سے لوگ آئے جن میں ابو ہریرہ بھی تھے، طفیل بن عمرو آئے اور اشعری لوگ بھی آئے، وہ سب وہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے اُن کے بارے میں گفتگو فرمائی کہ وہ اُن کو بھی غنیمت میں شریک کرلیں، انھوں نے کر لیا۔

خیبر فتح ہونے کے بعد جعفر بن ابی طالب اور السفینتین والے نجاشی کے پاس سے آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مجھے ان دونوں باتوں میں سے کس سے زائد خوشی ہوئی، آمدِ جعفر یا فتح خیبر سے"

اُن لوگوں میں جنھیں خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قید کیا صفیہ بنت حیی بھی تھیں، آپ نے آزاد کر کے اُن سے نکاح کر لیا۔

حجاج بن علاط السلمی گئے ہیں قریش کے پاس آئے، انھیں یہ خبر دی کہ محمد کو یہود نے قید کر لیا، اُن کے اصحاب اُن سے جدا ہو گئے اور قتل کر دیے گئے، یہود، محمد اور اُن کے اصحاب کو تمھارے پاس لا رہے ہیں، اس بہانے سے حجاج نے اپنا قرض وصول کیا اور فوراً روانہ ہو گئے، راستے میں عباسؓ بن عبد المطلب ملے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح خبر بتا دی اور اُن سے درخواست کی کہ وہ اسے پوشیدہ رکھیں یہاں تک کہ حجاج چلے جائیں، عباسؓ نے یہی کیا، جب حجاج چلے گئے تو عباسؓ نے اس کا اعلان کر دیا، مسرت ظاہر کی، اور ایک غلام کو آزاد کر دیا جس کا نام ابو زبیبہ تھا۔

۷۹ ابو سعید الخدری سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ۱۸۔ رمضان کو خیبر کی جانب نکلے، ایک گروہ نے روزہ رکھا اور دوسروں نے افطار کیا (روزہ نہیں رکھا)، نہ تو روزہ دار کی اس کے روزے پر برائی کی گئی اور نہ افطار کرنے والے کی اس کے افطار پر۔

انس سے مروی ہے کہ ہم لوگ رات کے وقت خیبر پہنچے، جب ہمیں صبح ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھ لی تو آپ سوار ہو گئے، ہمراہ مسلمان بھی سوار ہوئے اور روانہ ہو گئے، اہل خیبر کو جب صبح ہوئی تو وہ اپنے پھاوڑے اور ٹوکریاں لیکے نکلے، جیسا کہ وہ اپنی زمینوں میں نکلا کرتے تھے۔

جب انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کہا "محمد، واللہ، محمد اور لشکر" اور بھاگ کر اپنے شہر میں واپس گئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ اکبر، خیبر ویران ہو گیا، ہم لوگ جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو جو لوگ ڈرائے جاتے ہیں ان کی صبح خراب ہوتی ہے" انس نے کہا کہ میں (اونٹ پر) ابو طلحہ کا ہم نشین تھا، میرا قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم سے مس کر رہا تھا۔

ابو طلحہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں صبح کی تو یہود نے اپنے پھاوڑے لیے، وہ اپنے کھیتوں اور زمینوں کی طرف روانہ ہوئے لیکن جب انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ہمراہ لشکر کو دیکھا تو وہ پس پشت لوٹے تبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ اکبر، اللہ اکبر، ہم جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ڈرائے جانے والوں کی صبح خراب ہوتی ہے۔

حسن سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کے سامنے اترے تو خیبر والے گھبرائے، انھوں نے کہا کہ محمد اور یثرب والے آ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت ان کی گھبراہٹ کو دیکھا تو فرمایا، ہم جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ڈرائے جانے والوں کی

صبح خراب ہوتی ہے۔"

انس سے مروی ہے کہ میں خیبر کے دن ابو طلحہ کا ہم نشین تھا، میرا قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم سے لگ رہا تھا، ہم لوگ یہود کے پاس اس وقت آئے جب آفتاب طلوع ہوگیا تھا، وہ مع اپنے مواشی، پھاوڑے، کدال اور کلہاڑیوں کے نکلے، انھوں نے کہا محمدؐ اور لشکر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ اکبر، اللہ اکبر، ہم جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ڈرائے جانے والوں کی صبح بری ہوتی ہے"، اللہ نے اُن کو ہزیمت دی۔"

انس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب خیبر کے قریب پہنچے تو صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھی، اور اُن لوگوں پر حملہ کیا، پھر فرمایا: "اللہ اکبر، اللہ اکبر خیبر ویران ہوگیا، ہم جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ڈرائے جانے والوں کی صبح خراب ہوتی ہے" آپ اُن پر گھس پڑے، وہ نکل کر گلیوں میں بھاگتے پھرتے تھے اور کہتے تھے محمدؐ اور لشکر، محمدؐ اور لشکر" لڑنے والے قتل کر دیئے گئے اور بچے گرفتار ہو گئے۔

۸۰ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کے وقت خیبر پہنچے، آپ نے اُن سے جنگ کی اور انھیں اپنے محل میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا، اُن کی زمین اور کھجور کے باغوں پر آپ قابض ہو گئے، آپ نے اُن سے اس پر صلح کی کہ وہ قتل نہیں کئے جائیں گے، وہ مال اُن کا ہوگا جو اُن کے اونٹ اٹھالیں گے، سونا چاندی اور ہتھیار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوگا اور وہ خیبر سے چلے جائیں گے، انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اقرار کیا کہ آپ سے کوئی شئے نہ چھپائیں گے، اور اگر انھوں نے ایسا کیا تو اُن کے لیے نہ کوئی ذمہ داری ہے اور نہ عہد۔

جب آپ نے وہ مال پالیا جو انھوں نے اونٹ کی کھال میں چھپایا تھا تو عورتوں کو گرفتار کر لیا، زمین اور باغ پر قابض ہو گئے اور انھیں لگان پر دے دیا، ابن رواحہ اُس زمین و باغ کا

اُن کے سامنے اندازہ کرتے تھے اور اُن کے حصے پر قبضہ کرتے تھے۔

صالح بن کیسان سے مروی ہے کہ خیبر کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ دو سو گھوڑے تھے۔

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے روز فرمایا کہ "میں جھنڈا (رایۃ) ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ و رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور اللہ و رسولؐ اُسے دوست رکھتے ہیں اور اسی پر فتح ہوگی" عمرؓ نے کہا کہ اُس روز سے پہلے میں نے امارت کبھی پسند نہیں کی، میں اس امید پر کھڑا ہوتا تھا اور دیکھتا تھا کہ آپ وہ جھنڈا مجھے دیں گے، جب دوسرا دن ہوا تو آپ نے علیؓ کو بلایا اور وہ جھنڈا انھیں دیا اور فرمایا کہ "لڑو، اور اُس وقت تک نہ پلٹو جب تک کہ اللہ تعالیٰ تم پر فتح نہ کر دے" وہ نزدیک تک گئے، پھر پکار کر پوچھا کہ یا رسولؐ اللہ میں کب تک لڑتا رہوں، آپ نے فرمایا "جب تک وہ یہ گواہی نہ دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں، جب وہ ایسا کریں تو انھوں نے اپنے خون اور مال سوائے اس کے حق کے مجھ سے محفوظ کر لیے اور اُن کا حساب اللہ پر ہے"

سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ خیبر کے روز میرے چچا نے مرحب یہودی سے لڑنے کا مطالبہ کیا تو مرحب نے یہ رجز کہا کہ ؎

قد علمت خیبر انی مرحب　　شاکی السلاح بطل مجرب　　اذا الحروب اقبلت تلھب

خیبر کو معلوم ہے کہ میں مرحب ہوں جو زبردست ہتھیار چلانے والا بہادر اور آزمودہ کار ہے، جب جنگ سامنے آتی ہے تو وہ بھڑک اُٹھتا ہے۔

میرے چچا عامر نے (یہ رجز) کہا ؎

قد علمت خیبر انی عامر　　شاکی السلاح بطل مغامر

خیبر کو معلوم ہو گیا ہے کہ میں عامر ہوں، زبردست ہتھیار چلانے والا بہادر اور موت سے بے پروا ہو کے قتال کرنے والا ہوں، دونوں کی تلواریں چلنے لگیں، مرحب کی تلوار عامر کی ڈھال میں جا پڑی، عامر اس سے نیچے

ہو گئے تو وہ تلوار اُن کی پنڈلی پر پلٹ پڑی اور اُس نے اُن کی رگ کاٹ دی، اسی میں اُن کی جان گئی۔

سلمہ بن الاکوع نے کہا کہ میں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کچھ لوگوں سے ملا تو انھوں نے کہا کہ عامر کا عمل بے کار گیا، انھوں نے اپنے آپ کو قتل کر لیا، یہ سُن کر میں روتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے کہا کہ یا رسولؐ اللہ کیا عامر کا عمل بے کار گیا؟ آپ نے فرمایا، یہ کس نے کہا؟ میں نے کہا آپ کے اصحاب میں سے کچھ لوگوں نے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے یہ کہا غلط کہا" اُن کے لیے تو دوہرا ثواب ہے، کیونکہ جب وہ خیبر کی جانب روانہ ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو (بہادری کے اشعار سے) جوش دلانے لگے، اور انھیں میں تھی ہی جو اونٹوں کو ہنکار رہے ہیں۔

عامر یہ اشعار پڑھتے تھے

"تا اللہ لولا اللہ ما اھتدینا　　　وما تصدقنا وما صلینا　81

بخدا اگر خدا نہ ہوتا تو ہم لوگ ہدایت نہ پاتے۔ نہ خیرات کرتے نہ نماز پڑھتے۔

ان الذین کفروا علینا　　　اذا ارادوا فتنۃً ابینا"

جن لوگوں نے ہم پر کفر کیا۔ انھوں نے جب فتنے کا ارادہ کیا تو ہم نے انکار کیا۔

ونحن عن فضلک ما استغنینا　فثبت الاقدام ان لاقینا　وانزلن سکینۃً علینا

(اے اللہ) ہم تیرے فضل سے بے نیاز نہیں ہیں۔ اس لیے جب ہم مقابلہ کریں تو ہمیں ثابت قدم رکھ۔ اور ہم پر سکون و اطمینان نازل فرما۔

(جب عامر یہ اشعار پڑھ رہے تھے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون ہے، لوگوں نے کہا یا رسولؐ اللہ عامرؓ آپ نے فرمایا، "اے عامر! اللہ تمھاری مغفرت کرے"۔

راوی نے کہا کہ آپ نے جب کبھی کسی انسان کے لیے اُس کی تخصیص کے ساتھ دعائے مغفرت کی تو وہ ضرور شہید ہو گیا، جب

عمرؓ بن الخطاب نے یہ واقعہ سُنا تو انھوں نے کہا یا رسولؐ اللہ ہمیں آپ نے عامر سے کیوں نہ فایدہ اُٹھانے دیا جو وہ آگے بڑھ کے شہید ہو گئے۔

سلمہ نے کہا کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ میں آج جھنڈا (رایت) اس شخص کو دوں گا جو اللہ کو اور اس کے رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسولؐ اس کو دوست رکھتا ہے، انھوں نے کہا کہ میں انھیں کھینچ کر لایا، ان کی آنکھیں دُکھتی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن ڈالا، انھیں جھنڈا (رایت) دے دیا، مرحب اپنی تلوار چلاتا ہوا نکلا اور اس نے (یہ رجز) پڑھا۔

قد علمت خیبر انی مرحب شاک السلاح بطل مجرب اذا الحروب اقبلت تلهب

خیبر کو معلوم ہے کہ میں مرحب ہوں جو زبردست ہتھیار چلانے والا بہادر اور آزمودہ کار ہے، جب جنگ پیش آتی ہے تو وہ بھڑک اٹھتا ہے"۔

علی صلوات اللہ علیہ و برکاتہ نے کہا:۔

انا الذی سمتنی امی حیدرہ کلیث غابات کریہ المنظرہ اکیلهم بالصاع کیل السندرہ

میں وہ شخص ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر (شیر) رکھا، مثل جنگلوں کے شیروں کے ہیبتناک ہوں، جن کو میں السندرہ کے پیمانے سے تولتا ہوں"

(السندرہ = وہ لکڑی جس سے کمان بنتی ہے)۔

انھوں نے تلوار سے مرحب کا سر پھاڑ دیا اور انھیں کے ہاتھ پر فتح ہوئی۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اہل خیبر پر غالب آگئے تو آپ نے اُن سے اس شرط پر صلح کی کہ وہ لوگ اس طرح اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو لے جائیں کہ نہ ان کے پاس سونا ہو نہ چاندی۔ بارگاہِ نبوی میں کنانہ اور الربیع کو لایا گیا، کنانہ صفیہ کا شوہر تھا اور الربیع اس کا عم زاد بھائی تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن دونوں سے فرمایا کہ تمھارے وہ برتن کہاں ہیں جو تم اہل مکہ کو عاریتہً

دیا کرتے تھے، انھوں نے کہا ہم لوگ بھاگے، اس طرح کہ ایک زمین میں رکھنی تھی
اور دوسری اُٹھائی تھی، اور ہم نے ہر چیز صرف کر دی۔
آپ نے اُن دونوں سے فرمایا کہ اگر تم نے مجھ سے کوئی چیز
چھپائی اور مجھے اُس کی اطلاع ہوئی تو تمھارے خون اور اہل و عیال میرے
لیے حلال ہو جائیں گے، دونوں اس پر راضی ہو گئے۔
آپ نے انصار میں سے ایک شخص کو بلایا اور فرمایا کہ تم فلاں فلاں
خشک زمین کی طرف جاؤ، پھر کھجور کے باغ میں آؤ، اپنے داہنے یا بائیں
ایک بلند کھجور کا درخت دیکھو گے، اُس میں جو کچھ ہو میرے پاس لے آؤ،
وہ انصاری گئے، اور برتن اور مال لے آئے، آپ نے اُن دونوں کی
گردن مار دی، اور اہل و عیال کو گرفتار کر لیا، آپ نے ایک شخص کو بھیجا جو
صفیہ کو لے آیا، اُس نے انھیں اُن دونوں کے قتل گاہ پر گذارا، اُس شخص ۸۲
سے نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ایسا کیوں کیا، عرض کی،
یا رسولؐ اللہ، میں نے چاہا کہ صفیہ کو غصہ دلاؤں، آپ نے صفیہ کو بلالؓ اور ایک
انصاری کے سپرد کر دیا، وہ اُن کے پاس رہیں۔
جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ خیبر کے دن لوگوں کو بھوک کی تکلیف
ہوئی تو انھوں نے گدھے پکڑ کے ذبح کیے اور ہانڈیاں بھر لیں، اس کی
خبر نبی اللہ صلوات اللہ علیہ کو ہوئی تو آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ ہانڈیاں
اُلٹ دی جائیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہری گدھے، خچر، درندوں اور
پنجے سے پھاڑ کر کھانے والے پرندوں کا گوشت حرام قرار دیا، مردار، پرندہ،
لوٹ اور اُچکے ہوئے مال کو بھی حرام کر دیا۔
جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
یوم خیبر میں گدھے کے گوشت سے منع کیا، البتہ گھوڑے کے گوشت کی
اجازت دی۔
انس بن مالک سے مروی ہے کہ یوم خیبر میں ایک آنے والا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ میں نے گدھے کھائے، ایک اور آنے والا آپ کے پاس آیا اور کہا، یا رسول اللہ، میں نے گدھوں کو فنا کر دیا، آپ نے ابو طلحہ کو ندا دینے کا حکم دیا کہ اللہ اور اس کا رسول تمھیں گدھے کے گوشت سے منع کرتا ہے کیوں کہ وہ نجس ہے، تمام ہانڈیاں اوندھا دی گئیں۔

براء بن عازب سے مروی ہے کہ یوم خیبر میں ہمیں گدھے ملے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے یہ ندا دی کہ ہانڈیاں اوندھا دو۔

ابو سلیط سے جو بدری تھے مروی ہے کہ یوم خیبر میں ہمارے پاس گدھے کے گوشت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت آئی، ہم لوگ بھوکے تھے پھر بھی ہانڈیاں اوندھا دیں۔

بشیر بن یسار سے مروی ہے کہ جب اللہ نے خیبر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فتح کر دیا تو آپ نے اسے چھتیس حصوں پر تقسیم کیا، کہ ہر حصے میں سو سہم تھے، ان حصوں کا نصف اپنے ملکی حوائج اور ان ضروریات کے لیے جو آپ کو پیش آتی تھیں مخصوص کر دیا، دوسرے نصف کو چھوڑ دیا، اسے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ اسی نصف میں تھا کہ اسی میں قلعۂ نطاۃ اور اس کے مشمولات تھے اس کو بھی آپ نے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا، جسے آپ نے وقف کیا وہ قلعۂ الوطیحہ الکتیبہ سلالم اور اس کے محتویات تھے۔

جب تمام مال نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے قبضے میں آگیا، اور آپ نے مسلمانوں میں کاشت کرنے والوں کی قلت ملاحظہ فرمائی تو زمین یہود کو دے دی کہ پیداوار کے نصف پر کام کریں۔

وہ لوگ برابر اسی طریقے پر رہے یہاں تک کہ عمرؓ بن الخطاب خلیفہ ہوئے اور مسلمانوں کے ہاتھ میں کام کرنے والوں کی کثرت ہوگئی اور وہ اصول کاشت سے اچھی طرح واقف ہوگئے تو عمرؓ نے یہود کو شام کی طرف جلا وطن کر دیا ۸۳

اور تمام املاک مسلمانوں میں تقسیم کردیں۔
بشیر بن یسار سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر فتح کیا تو آپ نے اُسے صلح سے لیا، اور چھتیس حصوں پر تقسیم کیا، اٹھارہ حصے اپنے واسطے مخصوص کر لیے اور اٹھارہ حصے مسلمانوں میں تقسیم کر دیے سواسپ سوار بحساب تھے آپ نے ایک گھوڑے کے دو حصے لگائے۔
مکحول سے مروی ہے کہ یوم خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار کے تین حصے لگائے، ایک حصہ اُس کا اور دو حصے اُس کے گھوڑے کے۔
ابی اللحم کے آزاد کردہ غلام عمیر سے مروی ہے کہ یوم خیبر میں میں نے اپنے آقا کے ہمراہ جہاد کیا اور فتح کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ موجود تھا: میں نے آپ سے درخواست کی کہ اُن لوگوں کے ساتھ میرا حصہ بھی لگائیں، آپ نے مجھے ردی سامان میں سے کچھ دے دیا اور حصہ نہیں لگایا۔
ثابت بن الحارث الانصاری سے مروی ہے کہ خیبر کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہلہ بنت عاصم بن عدی اور اُن کی بیٹی کا جو پیدا ہوئی تھی حصہ لگایا۔
حنش سے مروی ہے کہ میں رویفع بن ثابت البلوی کے ہمراہ فتح جربہ میں حاضر ہوا، رویفع بن ثابت نے وعظ بیان کیا: میں فتح خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا، میں نے آپ کو یہ کہتے سُنا کہ جس کا اللہ اور روز آخرت پر ایمان ہو وہ اپنا پانی دوسرے کی زراعت کو نہ دے (یعنی حاملہ لونڈی سے صحبت نہ کرے)' اور جس کا اللہ اور روز آخرت پر ایمان ہو وہ کسی قیدی عورت سے حاجت روائی نہ کرے تا وقتیکہ اُس کا استبراء نہ کرلے (یعنی دو حیض تک انتظار کرے تاکہ حمل غیر کا شبہہ جاتا رہے)' جو شخص اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو اُسے چاہیے کہ تقسیم تک مال غنیمت کو فروخت نہ کرے، اور جس کا اللہ اور روز آخرت پر ایمان ہو اُسے چاہیے کہ مسلمانوں کی غنیمت میں سے کسی جانور پر اس طرح

سوار نہ ہو کہ جب وہ دُبلا ہو جائے تو مسلمانوں کی غنیمت میں واپس کر دے، یا کسی کپڑے کو اتنا پہنے کہ جب وہ پُرانا ہو جائے تو اُسے مسلمانوں کی غنیمت میں واپس کر دے۔

حکم نے کہا کہ مجھے عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے اللہ کے اس قول کے بارے میں خبر دی "واثابھم فتحا قریبا" (انھیں عنقریب فتح دے گا) کہ (اس سے مراد) خیبر ہے "واخری لم تقدروا علیھا قد احاط اللہ بھا" (اور ایک دوسری جماعت کہ جس پر تم قادر نہیں ہوئے اللہ نے اُس کا احاطہ کر لیا ہے) (اس سے مراد) فارس و روم ہے (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت فاروقؓ نے فتح کئے)۔

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
ایک بکری ہدیۃً دی گئی جو زہر آلود تھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہاں ۸۴
جس قدر یہود ہیں سب کو جمع کرو، سب آپ کے پاس جمع کئے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم لوگوں سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں، آیا تم لوگ اُس کے بارے میں مجھ سے سچ کہو گے، انھوں نے کہا اے ابو القاسم، ہاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمھارا باپ کون ہے؟ انھوں نے کہا ہمارا باپ فلاں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جھوٹ بولے، تمھارا باپ فلاں ہے، انھوں نے کہا آپ نے سچ کہا اور درست کہا۔

آپ نے فرمایا اگر میں تم سے کچھ پوچھوں تو تم مجھ سے سچ کہو گے، انھوں نے کہا اے ابو القاسم ہاں کیوں کہ ہم اگر آپ سے جھوٹ بولیں گے تو آپ ہمارا جھوٹ معلوم کر لیں گے جیسا کہ آپ نے ہمارے باپ کے بارے میں معلوم کر لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ اہل جہنم کون ہیں؟ انھوں نے کہا کہ ہم لوگ اُس میں بہت کم رہیں گے، تم لوگ اُس میں ہمارے عوض میں رہو گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمھیں اس میں رہو اور ہم کبھی اُس میں تمھارے

عوض میں نہ رہیں گے۔

پھر آپ نے فرمایا کہ تم مجھ سے سچ کہو گے اگر میں تم سے کچھ پوچھوں، انھوں نے کہا اے ابو القاسم ہاں، آپ نے فرمایا کیا تم لوگوں نے اس بکری میں زہر ملایا ہے؟ انھوں نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا تمھیں کس نے اس پر ابھارا، انھوں نے کہا کہ ہمارا ارادہ یہ تھا کہ اگر آپ جھوٹے ہوں گے تو ہمیں آپ سے راحت مل جائے گی اور اگر آپ نبی ہوں گے تو آپ کو ضرر نہ ہوگا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر سے روانگی کا ارادہ کیا تو مسلمانوں نے کہا کہ اب ہم معلوم کریں گے کہ صفیہ لونڈی ہیں یا بیوی، اگر وہ بیوی ہوں گی تو آپ انھیں پردہ کرائیں گے ورنہ وہ سُریّہ (لونڈی) ہوں گی۔

جب آپ روانہ ہوئے تو آپ نے پردے کا حکم دیا، اُن کے درمیان پردہ کیا گیا، لوگوں کو معلوم ہوگیا کہ وہ زوجہ ہیں، جب انھوں نے سوار ہونے کا ارادہ کیا تو آپ نے اپنی ران اُن کے قریب کردی تاکہ وہ اس پر سے سوار ہوں، لیکن انھوں نے انکار کیا، اپنا گھٹنا آپ کی ران پر رکھا، آپ نے اُنھیں اُٹھایا۔

رات کو آپ اُترے اور خیمے میں داخل ہوئے، وہ بھی آپ کے ساتھ داخل ہوئیں، ابو ایوب آئے، پاس تلوار بھی تھی، وہ خیمے پر اپنا سر رکھ کر سو رہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبح ہوئی تو آپ نے حرکت (آہٹ) سنی، فرمایا کون ہے؟ انھوں نے کہا میں ابو ایوب ہوں، آپ نے فرمایا تمھارا کیا کام ہے، انھوں نے کہا یا رسول اللہ جوان لڑکی جن کی نئی شادی ہوئی اور آپ نے اُن کے شوہر کے ساتھ جو کیا وہ کیا، اس لیے میں اُن سے بے خوف نہ تھا، میں نے کہا کہ اگر وہ جنبش کریں تو میں آپ کے قریب ہوں گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ فرمایا، اے ابو ایوب خدا تم پر رحمت کرے۔

انس سے مروی ہے کہ صفیہ دحیہ کے حصے میں پڑیں، وہ ایک

خوب صورت لڑکی تھیں، انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات راس (جانوروں) کے عوض میں خرید لیا اور ام سلیم کے سپرد کیا تاکہ وہ ان کا بناؤ کردیں اور انھیں تیار کردیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ولیمہ کھجور اور پنیر اور گھی پر کیا، زمین کو جھاڑ دیا گیا، دستر خوان لائے گئے اور انسی زمین پر بچھا دیے گئے، پنیر گھی اور کھجور لائی گئی، لوگ سیر ہو گئے، لوگوں نے کہا کہ ہمیں معلوم نہیں کہ آپ نے ان سے نکاح کیا ہے یا انھیں ام ولد (لونڈی) بنایا ہے، پھر لوگوں نے کہا کہ اگر آپ انھیں پردہ کرائیں گے تو وہ آپ کی زوجہ ہوں گی اور اگر پردہ نہ کرائیں گے تو وہ ام ولد (لونڈی) ہوں گی۔

جب آپ نے سوار ہونے کا ارادہ کیا تو انھیں پردہ کرایا یہاں تک کہ وہ اونٹ کی پشت پر بیٹھ گئیں، لوگوں نے سمجھ لیا کہ آپ نے ان سے نکاح کیا ہے۔

۸۵ انس سے مروی ہے کہ انھیں قیدیوں میں صفیہ بنت حیی بھی تھیں جو دحیہ الکلبی کے حصے میں پڑیں، بعد کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں، آپ نے انھیں آزاد کرکے ان سے نکاح کر لیا اور ان کے عتق (آزاد کرنے کو) ان کا مہر بنایا۔

حماد نے کہا کہ عبدالعزیز نے ثابت سے کہا کہ اے ابو محمد تم نے انس سے کہا کہ آپ نے انھیں کیا مہر دیا تو انھوں نے کہا کہ خود انھیں کو ان کے مہر میں دیا، پھر ثابت نے اپنا سر ہلایا گویا وہ ان کی تصدیق کرتے ہیں۔

سریۂ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بجانب تربہ

شعبان ۷ھ میں بجانب تربہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مہم پر روانہ ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ بن الخطاب کو تیس آدمیوں کے ہمراہ قبیلہ ہوازن کی ایک شاخ کی جانب بمقام تربہ بھیجا جو العبلا کے نواح میں مکے سے چار رات کے راستے پر صنعاء و نجران کی شاہ راہ پر ہے، وہ روانہ ہوئے، ان کے ہمراہ بنی ہلال کا ایک رہبر تھا، رات کو چلتے تھے اور دن کو پوشیدہ ہو جاتے تھے۔

ہوازن کو خبر ہو گئی تو وہ بھاگ گئے، عمرؓ بن الخطاب اُن کی بستی میں آئے، مگر انھیں کوئی نہیں ملا، وہ واپس ہو کر مدینے آ گئے۔

سریۂ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بجانب بنی کلاب بمقام نجد

شعبان ۷ھ میں ابوبکر صدیقؓ کا سریہ ضریہ کے نواح میں بمقام نجد بسمت بنی کلاب ہوا۔

سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ میں نے ابوبکر صدیقؓ کے ہمراہ جہاد کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ہم پر امیر بنا کے بھیجا، انھوں نے مشرکین کے کچھ آدمی گرفتار کیے جن کو ہم نے قتل کر دیا، ہمارا شعار امت امت تھا، میں نے مشرکین کے سات گھر والوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔

سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیقؓ کو فزارہ کی طرف بھیجا، میں بھی اُن کے ہمراہ روانہ ہوا، جب ہم اُن کے چشمے کے قریب پہنچے تو ابوبکرؓ نے راستے میں قیام کیا، صبح کی جب نماز پڑھ لی تو ہمیں حکم دیا، ہم سب جمع ہو گئے اور چشمے پہ اترے، ابوبکرؓ نے جنھیں قتل کیا انھیں قتل کیا، ہم لوگ اُن کے ہمراہ تھے۔

سلمہ نے کہا کہ مجھے لوگوں کی گردنیں نظر آئیں جن میں بچے بھی تھے، مجھے خوف ہوا کہ یہ لوگ مجھ سے آگے پہاڑ پر چلے جائیں گے، میں نے اُن کا قصد کیا، اُن کے اور پہاڑ کے درمیان تیر پھینکا، جب انھوں نے تیر دیکھا تو کھڑے ہو گئے، اتفاقاً انھیں میں فزارہ کی ایک عورت تھی جو چمڑے کا جبہ پہنے تھی، اس کے ہمراہ اس کی بیٹی تھی جو عرب میں سب سے زیادہ حسین تھی، میں انھیں ہنکا کر ابوبکر صدیقؓ کے پاس لایا، ابوبکرؓ نے اس کی بیٹی مجھے حصے سے زائد دے دی، میں نے اس کا کپڑا نہیں کھولا یہاں تک کہ مدینے آ گیا، وہ میرے پاس سو گئی مگر میں نے اس کا کپڑا نہیں کھولا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں ۱۶
ملے، آپ نے فرمایا اے سلمہ وہ عورت مجھے [illegible]

اُس نے مجھے فریفتہ کرلیا ہے، لیکن میں نے اُس کا کپڑا نہیں کھولا ہے، آپ خاموش ہو گئے۔
جب دوسرا دن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بازار میں ملے، میں نے اُس کا کپڑا نہیں کھولا تھا، آپ نے فرمایا: اے سلمہ وہ عورت مجھے دیدو، تمہارا باپ خدا ہی کے لیے ہو، میں نے کہا، یارسول اللہ وہ آپ ہی کے لیے ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے اہل مکہ کے پاس بھیج کر اُن مسلمان قیدیوں کے فدیے میں دیا جو مشرکین کے ہاتھ میں تھے۔

سریۂ بشیر بن سعد الانصاری بمقام فدک

شعبان سنہ ۷ھ میں فدک کی جانب سریۂ بشیر بن سعد الانصاری ہوا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشیر بن سعد کو تیس آدمیوں کے ہمراہ بمقام فدک بنی مرہ کی جانب روانہ فرمایا، وہ بکریاں چرانے والوں سے ملے، بنی مرہ کو دریافت کیا تو کہا گیا کہ وہ اپنے جنگلوں میں ہیں، بشیر بن سعد اونٹ اور بکریاں ہنکا کے مدینے کی طرف روانہ ہو گئے۔
ایک چیخ کی آواز نکلی جس نے قبیلے والوں کو خبردار کردیا، اُن میں سے جتنی رات کے وقت بشیر کو پا گئے، وہ لوگ باہم تیر اندازی کرتے ہوئے بڑھے، بشیر کے ساتھیوں کے تیر ختم ہو گئے، اور صبح ہو گئی۔
مریوں نے اُن پر حملہ کردیا، بشیر کے ساتھیوں کو تکلیف پہنچائی، بشیر نے جنگ کی جس میں وہ زخمی ہو گئے، اُن کے ٹخنے میں چوٹ لگ گئی، کہا گیا کہ وہ مر گئے، قبیلے والے اپنے اونٹ اور بکریاں واپس لے گئے، علبہ بن زید الحارثی اُن لوگوں کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لائے اس کے بعد ہی بشیر بن سعد بھی پہنچے۔

سریۂ غالب بن عبداللہ اللیثی بجانب المیفعہ

رمضان سنہ ۷ھ میں المیفعہ کی جانب غالب بن عبداللہ اللیثی کا سریہ ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غالب بن عبد اللہ کو بنی عُوال اور بنی عبد بن ثعلبہ کی طرف بھیجا جو المیفعہ میں تھے کہ بطن نخل سے النقرہ کی جانب اسی طرف علاقہ نجد میں ہے، اُس کے اور مدینے کے درمیان آٹھ برد (۹۶ میل) کا فاصلہ ہے، انھیں آپ نے ایک سو تیس آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیا، رہبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام یسار تھے۔

اُن لوگوں نے ایک دم سے سب پر حملہ کر دیا، اُن کے مکانات کے درمیان جا پڑے، جو سامنے آیا اُسے قتل کر دیا، اونٹ اور بکریاں ہنکا کے مدینے لے آئے، انھوں نے کسی کو گرفتار نہیں کیا۔

اسی سریے میں اسامہ بن زید نے ایک ایسے شخص کو قتل کر دیا جس نے لا الہ الا اللہ کہا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اُس کا قلب چیر کے کیوں نہ دیکھ لیا کہ تم معلوم کر لیتے کہ وہ صادق ہے یا کاذب، اسامہ نے کہا میں کسی ایسے شخص سے جنگ نہ کروں گا جو لا الہ الا اللہ کی شہادت دے گا۔

سریۂ بشیر بن سعد الانصاری بجانب یمن وجبار ۸۶

شوال ۷ھ میں یمن وجبار کی جانب سریۂ بشیر بن سعد الانصاری ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ غطفان کی ایک جماعت سے جو الجناب میں ہے عُیینہ بن حصن نے وعدہ کیا ہے کہ اُن کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب روانہ ہوگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشیر بن سعد کو بلایا ان کے لیے جھنڈا باندھا اور ہمراہ تین سو آدمی روانہ کیے۔

وہ لوگ رات بھر چلتے اور دن بھر پوشیدہ رہتے، یہاں تک کہ یمن وجبار آگئے جو الجناب کی طرف ہے، الجناب سلاح وخیبر و وادی القریٰ کے سامنے ہے، وہ سلاح میں اترے اور اس قوم کے قریب آئے، بشیر کو ان لوگوں کے بہت سے اونٹ ملے، چرواہے بھاگ گئے، انھوں نے مجمع کو ڈرایا تو سب بھاگ کر پہاڑ کی چوٹیوں پر چلے گئے۔

بشیر مع اپنے ساتھیوں کے اُن کی تلاش میں روانہ ہوئے، اُن کے مکانات تک آئے مگر کوئی نہ ملا وہ اونٹ لے کے واپس ہوئے، صرف دو آدمی ملے جن کو انھوں نے قید کر لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس لے آئے، وہ دونوں اسلام لے آئے تو آپ نے انھیں بھیج دیا۔

عمرۂ قضاء

ذی القعدہ سنہ ۷ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمرۂ قضاء ہوا۔

ذی القعدہ کا چاند ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ وہ اُس عمرے کی قضاء کریں جس سے انھیں مشرکین نے حدیبیہ میں روکا تھا، اور یہ کہ جو لوگ حدیبیہ میں حاضر تھے اُن میں سے کوئی پیچھے نہ رہے، سب لوگ شریک ہوئے، سوائے اُن کے جو خیبر میں شہید ہوگئے یا مر گئے...

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مسلمانوں کی ایک جماعت عمرے کے لیے روانہ ہوئی، وہ سب عمرۂ قضاء میں دو ہزار تھے، آپ نے مدینے پر ابو رہم الغفاری کو قائم مقام بنایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساٹھ اونٹ لے گئے، آپ نے اپنی ہدی (قربانی کے اونٹ) پر ناجیہ بن جندب الاسلمی کو مقرر کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھیاروں میں خود، زرہیں اور نیزے لیے اور سو گھوڑے روانہ کیے۔

جب آپ ذوالحلیفہ پہنچے تو گھوڑوں کو اپنے آگے روانہ کیا، محمد بن مسلمہ (امیر) تھے، آپ نے ہتھیاروں کو بھی آگے کیا اور ان پر بشیر بن سعد کو عامل بنایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد ہی سے احرام باندھ کر تلبیہ کہا، مسلمان بھی آپ کے ہمراہ تلبیہ کہہ رہے تھے۔

محمد بن مسلمہ رسالے کے ہمراہ مر الظہران تک آئے تھے کہ وہاں قریش کے کچھ لوگ ملے، ان لوگوں نے استفسار کیا تو محمد بن مسلمہ نے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر ہے، انشاء اللہ کل آپ کو اس منزل میں

صبح ہوگئی وہ قریش کے پاس آئے اور انہیں خبر دی، لوگ گھبرا گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر الظہران میں اترے، آپ نے ہتھیار
۹۸ بطن یاجج تک آگے روانہ کر دیے جہاں سے حرم کے بُت نظر آتے تھے۔ اور اس پر
اوس بن خولی الانصاری کو دو سو آدمیوں کے ہمراہ پیچھے چھوڑ دیا۔

قریش مکے سے نکل کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلے گئے، مکے کو انہوں نے خالی کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدی کو آگے روانہ کیا تھا، وہ ذی طویٰ میں روک لی گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری القصواء پر اس طرح روانہ ہوئے کہ مسلمان تلواریں لیے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد حلقہ کیے ہوئے تلبیہ کہتے جاتے تھے۔

آپ اس پہاڑی راستے سے چلے جو الحجون پر نکلتا ہے، عبد اللہ بن رواحہ آپ کی سواری کی نکیل پکڑے ہوئے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تلبیہ کہتے رہے یہاں تک کہ آپ نے اپنی چادر داہنی بغل سے نکال کر بائیں شانے پر ڈال لی اور اپنی ٹیڑھی موٹھ کی لکڑی سے حجر اسود کو مس کیا، آپ نے سواری ہی پر طواف کیا اور مسلمان بھی اپنی چادروں کو داہنی بغل سے نکال کر بائیں شانے پر ڈالے آپ کے ہمراہ طواف کر رہے تھے اور عبد اللہ بن رواحہ (یہ اشعار) کہہ رہے تھے:

خلوا بنی الکفار عن سبیلہ ۔۔۔ خلوا فکل الخیر مع رسولہ

اے اولادِ کفار اس کا راستہ خالی کر دو، خالی کر دو کیونکہ ہر طرح کی خیر رسول اللہ ہی کے ساتھ ہے۔

نحن ضربناکم علی تاویلہ ۔۔۔ کما ضربناکم علی تنزیلہ

ہم نے تمہیں ان کی واپسی پر ایسی مار ماری جیسی مار ہم نے تمہیں ان کے اترنے پر ماری۔

ضربا یزیل الہام عن مقیلہ ۔۔۔ ویذہل الخلیل عن خلیلہ

وہ ایسی مار تھی جو دماغ کو اس کی راحت سے ہٹا دیتی ہے، اور جو دوست سے

دوست کو بھلا دیتی ہے۔

یا رب انی مومن بقیلہ

یا رب میں اُن کی بات پر ایمان لاتا ہوں"۔

عمرؓ نے کہا اے ابن رواحہ پھر کہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عمرؓ میں سُن رہا ہوں، آپ نے عمرؓ کو خاموش کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن رواحہ پھر کہو، ارشاد فرمایا کہ کہو، سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں، جو تنہا و یکتا ہے، جس نے اپنے بندے کی مدد کی، اپنے لشکر کو غالب کیا اور گروہوں کو تنہا اُسی نے بھگا دیا، ابن رواحہ اور اُن کے ساتھ دوسرے لوگوں نے بھی یہی کہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری پر صفا و مروہ کا طواف کیا، جب ساتوں طواف سے فراغت ہوئی اور ہدی بھی مروہ کے پاس کھڑی ہوگئی تو آپ نے فرمایا "یہ قربانی کی جگہ ہے، اور مکّے کا ہر راستہ قربانی کی جگہ ہے"۔

آپ نے مروہ میں قربانی کی اور وہیں سر منڈایا، اسی طرح مسلمانوں نے بھی کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن میں سے کچھ آدمیوں کو حکم دیا کہ وہ بطن یا جج میں اپنے ساتھیوں کے پاس جائیں اور ہتھیاروں کی نگرانی کریں کہ دوسرے لوگ آکر اپنا فرض ادا کریں، اُن لوگوں نے ایسا ہی کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبے میں داخل ہوئے، آپ اُس میں برابر ظہر تک رہے، بلالؓ کو حکم دیا تو انھوں نے کعبے کی پشت پر اذان کہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکّے میں تین روز قیام فرمایا اور میمونہ بنت الحارث الہلالیہ سے نکاح کیا۔

جب چوتھے روز ظہر کا وقت ہوا تو آپ کے پاس سہیل بن عمرو اور حویطب بن عبد العزیٰ آئے، دونوں نے آپ سے عرض کیا کہ آپ کی مدت پوری ہوگئی، لہٰذا آپ ہمارے پاس سے جائیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مکان میں نہیں اُترے، بلکہ ریتلی زمین پر

آپ کے لیے چمڑے کا خیمہ نصب کر دیا گیا، آپ اُسی میں اپنی روانگی تک رہے۔

آپ نے ابو رافع کو حکم دیا تو انھوں نے کوچ کی ندا دی اور کہا کہ مسلمانوں میں سے کوئی شخص وہاں شام نہ کرے۔

آپ نے مکے سے عمارہ بنت حمزہ بن عبدالمطلب کو اور اُن کی والدہ سلمہ بنت عمیس کو لے لیا، عمارہ، عبداللہ بن شداد بن الہاد کی والدہ تھیں۔

اُن کے بارے میں علیؓ اور جعفر اور زید بن حارثہ نے جھگڑا کیا کہ وہ
89 اُن میں سے کس کے پاس رہیں گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر کے حق میں فیصلہ کیا، اس لیے کہ عمارہ کی خالہ اسماء بنت عمیس اُن کے پاس تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے، وہاں سے آپ سرف میں آ رہے، یہاں سب لوگ آپ سے آملے، ابو رافع مکے ہی میں ٹھہرے رہے، یہاں تک کہ انھیں شام ہوگئی، وہ آپ کے پاس میمونہ بنت الحارث کو لائے، سرف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف لے گئے، پھر آپ پچھلی رات کو روانہ ہوئے اور مدینے آگئے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب عمرۂ قضا کے لیے مکے آئے، قریش نے کہا کہ تم لوگوں کے پاس ایک ایسی قوم آ رہی ہے جنھیں یثرب کے بخار نے کمزور کر دیا ہے، مشرکین حجر اسود کے قریب بیٹھ گئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ وہ تین پھیروں میں (یعنے طواف کے) رمل کریں (یعنے دونوں شانے اور بازو ہلاتے ہوئے آہستہ آہستہ دوڑیں) تاکہ مشرکین اُن کی قوت دیکھ لیں، اور یہ کہ دونوں رکنوں (رکن یمانی و رکن حجر اسود) کے درمیان چلیں۔

آپ کو صرف مسلمانوں کی شفقت نے اس امر سے باز رکھا کہ آپ انھیں تمام پھیروں میں رمل کا حکم دیں، جب انھوں نے رمل کیا تو قریش نے کہا کہ وہ کمزور نہیں ہوئے ہیں۔

سریۂ ابن ابی العوجاء السلمی بجانب بنی سُلیم

ذی الحجہ ۷ھ میں بنی سُلیم کی جانب ابن ابی العوجاء کا سریہ ہوا،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی العوجاء السُلمی کو پچاس آدمیوں کے ہمراہ بنی سُلیم کی جانب بھیجا، وہ اُن کی طرف روانہ ہوئے۔

بنی سُلیم کے ایک جاسوس نے جو ابن ابی العوجاء کے ہمراہ تھا آگے بڑھ کر اُن لوگوں کو آگاہ کر دیا، اُن لوگوں نے جماعت تیار کر لی، ابن ابی العوجاء اُن کے پاس جب پہنچے تو وہ لوگ بالکل تیار تھے۔

مسلمانوں نے اُن کو اسلام کی طرف بلایا، انھوں نے کہا کہ تم ہمیں جس چیز کی دعوت دیتے ہو ہمیں اس کی کچھ حاجت نہیں، انھوں نے تھوڑی دیر تیر اندازی کی، مشرکین کو امداد آنے لگی اور ہر طرف سے مسلمانوں کو گھیر لیا۔

مسلمان بڑی بہادری سے لڑے، اُن کے اکثر ساتھی شہید ہو گئے، ابن ابی العوجاء بھی مجروح ہو گئے وہ بمشکل روانہ ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سب لوگ صفر ۸ھ کے پہلے دن آ گئے۔

سریۂ غالب بن عبد اللہ اللیثی بجانب بنی المُلَوّح بمقام الکَدید

صفر ۸ھ میں الکدید میں بنی الملوح کی جانب غالب بن عبد اللہ اللیثی کا سریہ ہوا۔

جندب بن مکیث الجہنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غالب بن عبد اللہ اللیثی کو بنی کلب بن عوف کے ایک سریہ کے ساتھ بھیجا، پھر اُن کے بارے میں حکم دیا کہ وہ سیدھے الکدید میں بنی الملوح پر حملہ

کرتے، جو بنی لیث میں سے تھے۔

۹۰ ہم سب روانہ ہوئے، جب قدید پہنچے تو حارث بن البرصا اللیثی ملا، ہم نے اسے گرفتار کر لیا، اس نے کہا کہ میں تو صرف اسلام کے ارادے سے آیا ہوں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کے لیے نکلا ہوں، ہم نے کہا کہ اگر تو مسلمان ہے تو ایک دن ایک رات میں ہمارا لشکر تیرا کچھ نقصان نہ کرے گا، اور اگر تو اس کے خلاف ہوا تو ہم تیری نگرانی کریں گے، ہم نے اسے رسی سے باندھ کر رُوَیجل حبشی کے سپرد کر دیا، اور ان سے کہہ دیا کہ اگر وہ تم سے جھگڑا کرے تو اس کا سر اڑا دینا۔

ہم روانہ ہوئے، غروب آفتاب کے وقت الکدید پہنچے اور وادی کے کنارے پوشیدہ ہو رہے، مجھے میرے ساتھیوں نے مخبری کے لیے بھیجا، میں روانہ ہوا اور ایک ایسے بلند ٹیلے پر آیا جو ایک قبیلے کے سامنے تھا، اور میں ان کو نظر آ رہا تھا، میں اس ٹیلے کی چوٹی پر چڑھ گیا اور کروٹ کے بل لیٹ گیا۔

میں نے دیکھا کہ یکایک ایک شخص اپنے اونٹ کے بالوں کے خیمے سے نکلا، اس نے اپنی عورت سے کہا کہ میں اس پہاڑ پر ایسی سیاہی دیکھتا ہوں جو میں نے اس دن سے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی، تو اپنے برتنوں کو دیکھ، ایسا نہ ہو کہ ان میں سے کوئی برتن کتے گھسیٹ لے گئے ہوں۔

اس عورت نے دیکھا اور کہا کہ واللہ میرے برتنوں میں سے کوئی گم نہیں ہوا، اس نے کہا تو پھر مجھے کمان اور تیر دیدے۔

عورت نے کمان اور اس کے ساتھ دو تیر دیئے، اس نے ایک تیر پھینکا جس نے میری دونوں آنکھوں کے درمیان (لگنے میں) واللہ خطا نہ کی۔

میں نے تیر کھینچ لیا اور اپنی جگہ پر جما رہا، اس نے دوسرا تیر پھینکا جو میرے شانے میں لگا، میں نے اسے بھی کھینچ کے رکھ لیا اور اپنی جگہ سے نہ ہلا، اس نے اپنی عورت سے کہا کہ واللہ اگر کوئی مخبر ہوتا تو اب تک حرکت کرتا، ضرور میرے دونوں تیر اس (ٹیلے) میں گھس گئے، جب صبح ہو تو ان دونوں کو دیکھنا کہ کتے نہ چبا ڈالیں۔

وہ اندر چلا گیا، قبیلہ کے مویشی، اونٹنیاں اور بکریاں آگئیں جب انھوں نے
دودھ دوہ لیا، ذرا ٹھہرے، آرام سے لیٹ گئے اور مطمئن ہوکر سو گئے تو ایک دم سے
ہم نے اُن پر حملہ کر دیا، مویشی ہنکا لیے

قوم میں ایک شور برپا ہوا تو وہ جانور بھی آگئے جن کی ہمیں
طاقت نہ تھی، ہم انھیں نکال کر لا رہے تھے کہ ابن البرصاء ملا، ہم نے
اُسے بھی لاد لیا اور اپنے ساتھی کو بھی لے لیا، لیکن اُس قوم نے پا لیا اور
ہماری طرف دیکھا، ہمارے اور ان کے درمیان سوائے وادی کے اور کوئی
چیز نہ تھی، ہم لوگ وادی کے کنارے چل رہے تھے کہ یکایک اللہ نے جہاں سے
چاہا سیلاب بھیج دیا جس نے اُس کے دونوں کنارے پانی سے بھر دیے
واللہ میں نے اُس روز نہ ابر دیکھا نہ بارش، وہ ایسا سیلاب لایا جس میں
کسی کو یہ طاقت نہ تھی کہ اُس کے پار ہو، میں نے اُن لوگوں کو دیکھا کہ کھڑے
ہوئے ہماری طرف دیکھ رہے ہیں، اور ہم نے اُن جانوروں کو پانی کے
بہاؤ پر چڑھا دیا تھا۔

اُنھوں نے اسی طرح کہا، لیکن محمد بن عمرؒ کی روایت میں ہے کہ
ہم اُن جانوروں کو پانی کے بہاؤ پر چڑھائے لیے جا رہے تھے، اُن لوگوں
سے ہم اس طرح چھوٹ گئے کہ وہ ہماری تلاش پر قادر نہ تھے، اُنھوں نے
کہا کہ میں ایک مسلمان رجز خواں کا قول نہ بھولوں گا جو کہہ رہے تھے۔

ابی ابو القاسم ان تعزبی　　　فی خضل نباتہ مغلولب

ابوالقاسم نے اس سے انکار کیا کہ میرے لیے کم ہو کسی سبزہ زار میں
اُس کی گھاس جس میں بکثرت سبزہ ہو۔

صُفْرٍ اعالیہ کلون المذہب

جس کے اُوپر کا حصہ ایسا زرد ہے جیسے سونے سے ملمع کی ہوئی چیز کا رنگ ہوتا ہے۔
محمد بن عمرؒ نے اپنی روایت میں اتنا اور زیادہ کیا ہے۔

وذاک قولُ صادقٍ لم یکذب

اور یہ ایک صادق کا قول ہے جو کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

انھوں نے کہا کہ وہ دو سو سے زائد آدمی تھے۔ اسلم کے ایک آدمی نے ۹۱
بیان کیا کہ ان کا شعار اس روز امت امت تھا۔

سریۂ غالب بن عبداللہ اللیثی

صفر ۸ھ میں غالب بن عبداللہ اللیثی کا سریہ ان لوگوں کی جانب فدک میں ہوا جن سے بشیر بن سعد کے ساتھیوں پر مصیبت آئی۔

حارثہ بن الفضیل سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر بن العوام کو تیار کیا اور فرمایا کہ جاؤ یہاں تک کہ تم بشیر بن سعد کے ساتھیوں پر مصیبت لانے والوں کے پاس پہنچو۔ اگر اللہ تمھیں ان پر کامیاب کرے تو ان کے ساتھ کسی کو باقی نہ رکھنا۔ آپ نے ان کے ساتھ دو سو آدمی کر دیے اور ان کے لیے جھنڈا باندھا۔

اتنے میں غالب بن عبداللہ اللیثی الکدید کے سریے سے واپس آئے۔ اللہ نے انھیں فتح مند کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر سے فرمایا کہ تم بیٹھو اور غالب بن عبداللہ کو دو سو آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیا۔ انھیں میں اسامہ بن زید بھی تھے۔ مسلمان بشیر کے ساتھیوں پر مصیبت لانے والوں تک پہنچ گئے۔ ان کے ہمراہ علبہ بن زید بھی تھے۔ ان لوگوں کو مشرکین کے اونٹ ملے۔ کچھ لوگوں کو انھوں نے قتل بھی کیا۔

عبداللہ بن زید سے مروی ہے کہ اس سریے میں عقبہ بن عمرو ابو مسعود اور کعب بن عجرہ اور اسامہ بن زید اصحاب نبی بھی غالب کے ہمراہ روانہ ہوئے۔

جندب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک سریے میں غالب بن عبداللہ کے ہمراہ بنی مرہ کی جانب بھیجا۔ ہم نے صبح ہوتے ہی ان پر حملہ کر دیا۔ غالب نے ہمیں خوف دلا دیا تھا اور حکم

دیا تھا کہ ہم لوگ جانتے ہو اور ہم میں عقد مواخاۃ (ایک دوسرے کا بھائی) کر دیا تھا۔

غالب نے کہا کہ میری نافرمانی نہ کرنا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی، تم لوگ اگر میری نافرمانی کرو گے تو اپنے نبی کی نافرمانی کرو گے، انھوں نے کہا کہ میرے اور ابو سعید الخدری کے درمیان انھوں نے عقد مواخاۃ کر دیا (یعنی انھیں اور مجھے بھائی بھائی بنا دیا) یہ کہتے ہیں وہ قوم مل گئی (جس کی تلاش تھی)۔

سریہ شجاع بن وہب الاسدی

ربیع الاول ۸ھ میں السی (بنی عامر کی جانب) شجاع بن وہب الاسدی کا سریہ ہوا۔

عمر بن الحکم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوبیس آدمیوں کو ہوازن کے ایک مجمع کی طرف روانہ کیا جو السی میں تھا کہ المعدن سے اسی طرف رکبہ کے نواح میں مدینے سے پانچ رات کے راستے پر ہے آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ وہ ان پر حملہ کریں۔ 92

مسلمان رات کو چلتے تھے اور دن کو چھپے رہتے تھے، وہ اسی حالت میں صبح کے وقت ان لوگوں کے پاس پہنچے تو وہ غافل تھے، انھیں بہت سے اونٹ اور بکریاں ملیں جن کو مدینۂ منورہ لائے، مال غنیمت کو تقسیم کیا تو ان کے حصے میں پندرہ پندرہ اونٹ آئے، ایک اونٹ کو انھوں نے دس بکریوں کے برابر کیا۔

یہ سریہ پندرہ روز کا تھا۔

سریہ کعب بن عمیر الغفاری

ربیع الاول ۸ھ میں ذات اطلاح کی جانب جو وادی القری کے اسی طرف ہے کعب بن عمیر الغفاری کا سریہ ہوا۔

الزہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن عمیر الغفاری کو پندرہ آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیا، وہ ذات اطلاح پہنچے جو شام کے علاقے میں ہے، انھوں نے ان کی جماعت میں سے بہت بڑا مجمع پایا، ان کو اسلام کی دعوت دی مگر انھوں نے قبول نہیں کیا اور تیر اندازی کی۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے یہ دیکھا تو انھوں نے ان سے نہایت سخت مقابلہ کیا، یہاں تک کہ وہ قتل کر دیئے گئے، ایک شخص مجروح ہو کر مقتولین میں بچ گیا، جب رات نے ان پر سکون طاری کیا تو وہ بمشکل روانہ ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ کو یہ خبر دی جو بہت شاق گذری، آپ نے ان کی جانب مہم بھیجنے کا ارادہ کیا، مگر معلوم ہوا کہ وہ لوگ دوسرے مقام پہ چلے گئے تو آپ نے انہیں چھوڑ دیا۔

سریہ موتہ

جمادی الاولی ۸ھ میں سریہ موتہ ہوا جو البلقاء کے نزدیک ہے اور البلقاء دمشق کے آگے ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث بن عمیر الازدی کو جو بنی لہب میں سے تھے شاہ بصریٰ کے پاس نامہ مبارک کے ساتھ

بھیجا، جب وہ موتہ میں اترے تو انہیں شرحبیل بن عمرو الغسانی نے روکا اور قتل کر دیا۔ ان کے سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور کوئی قاصد قتل نہیں کیا گیا۔

یہ امر آپ پر بہت گراں گزرا، آپ نے لوگوں کو بلایا وہ تیزی سے آئے اور جرف میں جمع ہو گئے، ان کی تعداد تین ہزار تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب کے امیر زید بن حارثہ ہیں، اگر وہ قتل کر دیے جائیں تو جعفر بن ابی طالب ہیں، اگر وہ بھی قتل کر دیے جائیں تو عبداللہ بن رواحہ ہیں، اگر وہ بھی قتل کر دیے جائیں تو مسلمان اپنے میں سے کسی کا انتخاب کر لیں اور اسے امیر بنا لیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے ایک سفید جھنڈا باندھا اور زید بن حارثہ کو دیا، انہیں وصیت کی کہ حارث بن عمیر کے مقتل پر آئیں، جو لوگ وہاں ہوں انہیں اسلام کی دعوت دیں، اگر وہ قبول کر لیں تو خیر ورنہ اللہ سے ان کے خلاف مدد مانگیں اور ان سے لڑیں۔

آپ ان کی مشایعت کے لیے ثنیۃ الوداع تک گئے، پھر ٹھہر گئے اور انہیں رخصت کر دیا، جب لوگ اپنی چھاؤنی سے روانہ ہوئے تو مسلمانوں نے پکارا کہ اللہ تم سے دشمنوں کو دفع کرے اور تمہیں نیک و کامیاب کر کے واپس کرے، ابن رواحہ نے اس وقت یہ شعر پڑھا:

لکنی اسال الرحمن مغفرۃ … وضربۃ ذات فرغ تقذف الزبدا

(لیکن میں رحمن سے مغفرت کا اور ایسی کشادہ ضرب کا طالب ہوں جو خون کا جھاگ پھینکے)

[illegible]

مقابلے کے لیے جمع ہوئے، شرجیل بن عمرو نے ایک لاکھ سے زائد (آدمی) جمع کر لیے اور اپنے جاسوسوں کو آگے روانہ کر دیا۔
مسلمان معان، ملک شام میں اترے لوگوں کو یہ خبر پہنچی کہ ہرقل مآب علاقۂ البلقاء میں ایک لاکھ آدمیوں کے ساتھ اترا ہے جو بہراء اور وائل اور بکر اور لخم اور جذام کے قبائل میں سے تھے۔
مسلمان دو شب مقیم رہے تاکہ اپنے معاملے میں غور کریں، انھوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھیں اور آپ کو اس واقعے کی خبر دیں، عبداللہ بن رواحہ نے انھیں چلنے پر ہمت دلائی، وہ لوگ موتہ تک گئے، مشرکین ان کے پاس آئے، ان کا وہ سامان، ہتھیار، جانور، دیباء، حریر اور سونا آیا جس کی کسی کو مقدرت نہ تھی۔
مسلمان اور مشرکین کا مقابلہ ہوا، امراء نے اس روز پیادہ لڑائی کی، جھنڈا زید بن حارثہ نے لیا، انھوں نے جنگ کی، ان کے ہمراہ اپنی صفوں میں مسلمانوں نے بھی جنگ کی، یہاں تک کہ زید بن حارثہ نیزے سے قتل ہو گئے، ان پر خدا کی رحمت ہو۔
جھنڈا جعفر بن ابی طالب نے لے لیا، وہ اپنے گھوڑے سے اتر پڑے جو سنہرے رنگ کا تھا، انھوں نے اس کے پاؤں کی رگ کاٹ دی، یہ پہلا گھوڑا تھا جس کے پیر کی رگ اسلام میں کاٹی گئی۔
انھوں نے مقابلہ کیا یہاں تک کہ وہ بھی قتل کر دیے گئے، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو، انھیں ایک رومی نے مارا اور دو ٹکڑے کر دیے، ان کے جسم کے ایک ٹکڑے میں تیس سے زائد زخم پائے گئے، جیسا کہ کہا گیا جعفر کے بدن پر بہتر زخم ملے جو تلوار اور نیزے کے تھے۔
جھنڈا عبداللہ بن رواحہ نے لے لیا، وہ لڑے یہاں تک کہ قتل ہو گئے، ان پر اللہ کی رحمت ہو۔
لوگوں کی صلاح خالد بن الولید پر ہوئی، انھوں نے جھنڈا لے لیا، مسلمان بھاگے، ان کو شکست ہو گئی، مشرکین نے ان کا تعاقب کیا،

مسلمانوں میں سے جو قتل ہو گیا وہ ہو گیا۔

وہ زمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اُٹھائی گئی، آپ نے قوم کے میدان کارزار کو دیکھا، جب خالد بن الولید نے جھنڈا لے لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب جنگ زور کی ہو گئی۔

اہل مدینہ نے لشکر موتہ کو سنا کہ آ رہے ہیں تو انہوں نے ان سے ملاقات کی، لوگ ان کے منہ پر خاک ڈالنے لگے اور کہنے لگے کہ اے فرار کرنے والو تم نے اللہ کی راہ سے فرار کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے: یہ لوگ فرار کرنے والے نہیں ہیں، یہ لوگ انشاء اللہ دوبارہ حملہ کرنے والے ہیں۔

۹۴ ابو عامر سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام بھیجا، جب میں واپس ہوا تو اپنے ساتھیوں پر گذرا جو موتہ میں مشرکین سے لڑ رہے تھے، میں نے کہا واللہ میں آج نہ جاؤں گا تاوقتیکہ ان کے مآلِ کار کو نہ دیکھ لوں۔

جعفر بن ابی طالب نے جھنڈا لے لیا اور ہتھیار پہن لیے، دوسرے راوی نے کہا کہ زید نے جھنڈا لیا جو قوم کے سردار تھے، جعفر نے اٹھایا جب انھوں نے دشمنوں سے مقابلے کا ارادہ کیا تو واپس آئے اور ہتھیار پھینک دیے پھر دشمن پر حملہ کیا اور نیزہ بازی کی وہ قتل کر دیے گئے، جھنڈا زید بن حارثہ نے لیا اور نیزہ بازی کی وہ بھی قتل کر دیے گئے، عبداللہ بن رواحہ نے جھنڈا لے لیا اور نیزہ بازی کی وہ بھی قتل کر دیے گئے۔

مسلمان اس بُری طرح ہزیمت اُٹھا کے بھاگے کہ میں نے ایسا کبھی نہ دیکھا تھا، ان میں سے دو کو بھی میں نے یکجا نہ پایا، وہ جھنڈا ایک انصاری نے لے لیا، وہ اسے لے کے دوڑے یہاں تک کہ جب سب لوگوں کے آگے ہو گئے تو انھوں نے اسے گاڑ دیا اور کہا: اے لوگو میرے پاس آؤ، لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے، جب تعداد اچھی خاصی ہو گئی تو وہ جھنڈا خالد بن الولید کے پاس لے گئے۔

خالد نے اُن سے کہا کہ میں جھنڈا تم سے نہ لوں گا، تم اُس کے زیادہ مستحق ہو، انصاری نے کہا: واللہ میں نے تمہارے ہی لیے لیا ہے۔

خالد نے وہ جھنڈا لے لیا اور مشرکین پر حملہ کر دیا، اللہ نے اُنھیں ایسی بُری شکست دی کہ میں نے ویسی کبھی نہیں دیکھی تھی، مسلمانوں نے جہاں چاہا تلوار چلائی۔

یعلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اُس کی خبر دی، آپ پر یہ واقعہ شاق گذرا، ظہر پڑھی اور اندر تشریف لے گئے۔

آپ نے جب ظہر پڑھ لی تو کھڑے ہوئے، دو رکعتیں اور پڑھیں، پھر جماعت کی طرف منہ پھیر لیا، لوگوں پر بہت شاق گذرا، آپ نے عصر پڑھی اور اسی طرح کیا، مغرب پڑھی اور اسی طرح کیا، پھر عشاء پڑھی اور اسی طرح کیا۔

جب صبح کی نماز کا وقت ہوا تو مسجد میں تشریف لائے لبوں پر مسکراہٹ تھی، معمول تھا کہ جب تک آپ صبح کی نماز نہ پڑھ لیں کوئی انسان مسجد کی کسی طرف سے آپ کے پاس کھڑا نہیں ہوتا تھا، جب آپ مسکرائے تو جماعت نے عرض کیا، یا نبیؐ اللہ ہماری جانیں آپ پر فدا ہوں، ہمارے اُس غم کو اللہ ہی جانتا ہے جو ہمیں اُس وقت سے تھا جب سے ہم نے آپ کی وہ حالت دیکھی جو ہم نے دیکھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے میری جو حالت دیکھی یہ ہے کہ مجھے میرے اصحاب کے قتل نے غمگین کر دیا، یہاں تک کہ میں نے اُنھیں اس طرح جنت میں دیکھ لیا کہ وہ بھائی بھائی ہیں، آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہیں، اُن میں سے ایک میں میں نے کسی قدر اعراض (روگردانی کو) دیکھا کہ گویا اُنھیں تلوار ناپسند ہے، میں نے جعفر کو دیکھا کہ وہ ایک فرشتہ ہیں جن کے دو بازو ہیں جو خون میں رنگے ہوئے ہیں اور جن کے قدم بھی رنگے ہوئے ہیں۔

سریہ عمرو بن العاص

۹۵ ذات السلاسل کی جانب عمرو بن العاص کا سریہ ہوا جو وادی القری
کے اسی طرف ہے، اس کے اور مدینے کے درمیان دس دن کا راستہ ہے،
یہ سریہ جمادی الآخرہ ۸ھ میں ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ قضاعہ کی ایک جماعت اس ارادے سے اکٹھا ہو رہی ہے کہ مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اطراف پہنچ جائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن العاص کو بلایا، ان کے لیے (لواء) سفید جھنڈا باندھا اور ہمراہ سیاہ جھنڈا (رایت) بھی کر دیا، انھیں تین سو اعلیٰ درجے کے مہاجرین و انصار کے ہمراہ روانہ کیا، انہیں گھوڑے بھی ساتھ تھے۔

آپ نے حکم دیا کہ بلی و عذرہ و بلقین میں سے جس پر گذر ہو اس سے مدد حاصل کریں، وہ رات کو چلتے اور دن کو پوشیدہ رہتے، جب اس قوم کے نزدیک پہنچ گئے تو معلوم ہوا کہ ان کا بہت بڑا مجمع ہے۔

انھوں نے رافع بن مکیث الجہنی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیج کر آپ سے امداد کی درخواست کی، آپ نے ان کے پاس ابوعبیدہ بن الجراح کو دو سو آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیا، ان کے لیے جھنڈا باندھا، ہمراہ منتخب مہاجرین و انصار کو بھیجا جن میں ابوبکرؓ و عمرؓ بھی تھے، انھیں یہ حکم دیا کہ دونوں ساتھ رہیں، جدا جدا نہ ہوں۔

وہ عمرو سے ملے، ابوعبیدہ نے ارادہ کیا کہ لوگوں کی (نماز میں) امامت کریں، عمرو نے کہا کہ آپ تو میرے پاس مدد کے لیے آئے ہیں، امیر تو میں ہوں، ابوعبیدہ نے ان کی بات مان لی، عمرو لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے۔

عمرو روانہ ہو گئے، بلی کی آبادی میں داخل ہو گئے، تمام راستے معلوم

کر لیے، عذرہ و بلقین کی آبادی تک آگئے، آخر کو انھیں ایک مجمع ملا جن پر مسلمانوں نے حملہ کر دیا، وہ اپنی آبادی میں بھاگ گئے اور منتشر ہو گئے۔ عمرو و ابو عبیدہ انھوں نے عوف بن مالک الاشجعی کو پیامبر بنا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا، انھوں نے آپ کو ان کے واپس آنے اور صحیح و سالم ہونے کی اور جو کچھ ان کے جہاد میں ہوا اس کی خبر دی۔

سریۂ الخبط (برگ درخت)

رجب ۸ھ میں سریۂ الخبط ہوا جس کے امیر ابو عبیدہ بن الجراح تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہ بن الجراح کو تین سو مہاجرین و انصار کے ہمراہ جن میں عمر بن الخطاب بھی تھے جہینہ کے ایک قبیلے کی طرف بھیجا جو القبلیہ میں تھا کہ سمندر کے ساحل کے متصل ہے، اس میں اور مدینے کے درمیان پانچ رات کا راستہ تھا۔

راستے میں ان کو بھوک کی سخت تکلیف ہوئی تو ان لوگوں نے درخت کے پتے کھا لیے، قیس بن سعد نے اونٹ خریدے اور ان لوگوں کے لیے ذبح کیے، سمندر نے ان کے لیے بہت بڑی مچھلی ڈال دی جس کو انھوں نے کھایا اور واپس ہوئے، جنگ کی نوبت نہیں آئی۔

سریۂ ابو قتادہ بن ربعی الانصاری

خضرہ کی جانب جو نجد میں قبیلۂ محارب کی زمین ہے ابو قتادہ بن ربعی الانصاری کا سریہ شعبان ۸ھ میں ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ آدمیوں کے ہمراہ ابو قتادہ کو

غطفان کی طرف بھیجا اور حکم دیا کہ اُن کو چاروں طرف سے گھیر لیں، وہ رات کو چلے اور دن کو چھپے رہے، ابو قتادہ نے اُن کے بہت بڑے قبیلے پر حملہ کر کے گھیر لیا، اُن میں سے ایک آدمی چلایا یا خضرۃ۔

اُن کے چند آدمیوں نے لڑائی کی، مگر جو مسلمانوں کے سامنے آیا قتل ہوا، مسلمان مواشی ہنکا لائے جو دو سو اونٹ اور دو ہزار بکریاں تھیں، بہت سے مشرکین کو گرفتار کر لیا، مال غنیمت کو جمع کیا اور خمس نکال لیا، جو بچا لشکر پر تقسیم کر دیا۔

ہر شخص کے حصے میں بارہ اونٹ آئے، اونٹ کو دس بکریوں کے برابر شمار کیا گیا، ابو قتادہ کے حصے میں ایک خوبصورت لونڈی آئی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے مانگ لیا اور محمیہ بن جزء کو ہبہ کر دی، اس سریے میں یہ لوگ پندرہ رات باہر رہے۔

سریۂ ابو قتادہ بن ربعی الانصاری

ماہ رمضان ۸ھ میں بطن اِضم کی جانب سریۂ ابو قتادہ بن ربعی الانصاری ہوا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا تو آپ نے ابو قتادہ بن ربعی کو آٹھ آدمیوں کے ہمراہ بطور سریے کے بطن اضم کی طرف روانہ کیا جو ذی خشب اور ذی المروہ کے درمیان ہے، اُس کے اور مدینے کے درمیان تین بُرُد (۳۶ میل) کا فاصلہ ہے، یہ سریہ اس لیے بھیجا کہ گمان کرنے والا یہ گمان کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ اس علاقے کی طرف ہے تاکہ اس کی خبریں پھیل جائیں۔

اس سریے میں محلم بن جثامہ اللیثی بھی تھے، عامر بن الاضبط الاشجعی کا اُن پر سے گذرا، اس نے اسلامی طریقے سے سلام کیا تو اسے اس جماعت نے روک لیا، مگر محلم بن جثامہ نے حملہ کر کے اسے قتل کر دیا، اس کا اونٹ، اسباب

اور وہ دنبہ کا بچہ جو اُن کے ہمراہ تھا چھین لیا۔

جب یہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تو اُن کے بارے میں قرآن نازل ہوا "یا ایھا الذین آمنوا اذا ضربتم فی سبیل اللّٰہ فتبینوا ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا تبتغون عرض الحیوۃ الدنیا فعند اللّٰہ مغانم کثیرۃ" (اے ایمان والو جب تم اللہ کی راہ میں سفر کرو تو خوب سمجھ لیا کرو، اور جو شخص تمہیں سلام کرے تو اُسے یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں ہے، اس غرض سے کہ تم حیات دنیا کا سامان حاصل کرو کیونکہ اللہ کے پاس کثیر مال غنیمت ہے)۔

وہ روانہ ہوئے، مگر انہیں کوئی جماعت نہ ملی تو واپس ہوئے، ذی خشب پہنچے تو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے کی طرف روانہ ہو گئے، انہوں نے درمیان کا راستہ اختیار کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے السقیا میں مل گئے۔

غزوۂ عام الفتح

رمضان ۸ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوۂ عام الفتح (غزوۂ سال فتح مکہ) ہوا۔

صلح حدیبیہ کے بائیسویں مہینے جب شعبان ۸ھ آیا تو بنو نفاثہ نے جو بنو بکر میں سے تھے، اشراف قریش سے گفتگو کی کہ بنی خزاعہ کے مقابلے میں آدمیوں اور ہتھیاروں سے اُن کی مدد کریں، قریش نے اُن سے وعدہ کر لیا، البتہ بھیس بدلے ہوئے اُن کے پاس پہنچ گئے، صفوان بن امیہ، حویطب بن عبد العزیٰ اور مکرز بن حفص بن الاخیف اس جماعت میں تھے۔

ان لوگوں نے رات کے وقت بنی خزاعہ پر حملہ کیا جب کہ وہ لوگ

غافل اور امن میں تھے ان کے بیس آدمی قتل کر دیے۔

قریش کو اپنے کیے پر ندامت ہوئی اور انھوں نے یقین کر لیا کہ یہ اس مدت اور عہد کا نقض ہے جو ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ہے۔

عمرو بن سالم الخزاعی چالیس سواروں کے ہمراہ روانہ ہوا، یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ کو اس مصیبت کی خبر دی جو انھیں پیش آئی اور مدد کی درخواست کی۔ آپ کھڑے ہو گئے، اپنی چادر کو کھینچتے تھے اور فرماتے تھے کہ میری مدد بھی نہ کی جائے اگر میں اس چیز سے بنی کعب کی مدد نہ کروں جس سے میں اپنی مدد کرتا ہوں اور فرمایا کہ یہ ابر بنی کعب کی مدد کے لیے برسے گا۔

ابو سفیان بن حرب مدینے پہنچا اور آکر آپ سے یہ درخواست کی کہ آپ عہد کی تجدید اور مدت میں اضافہ کر دیں، مگر آپ نے اس سے انکار کیا، ابو سفیان نے کھڑے ہو کے کہا کہ میں نے لوگوں کے سامنے اجازت حاصل کر لی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو سفیان تو یہ کہتا ہے۔ پھر وہ مکے واپس چلا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سامان کیا، معاملہ پوشیدہ رکھا اپنے کان بند کر لیے اور دعا کی کہ اے اللہ ان کی آنکھیں بند کر دے کہ وہ مجھے ناگہانی طور کے سوا دیکھ نہ سکیں۔

جب آپ نے روانگی پر اتفاق کر لیا تو حاطب بن ابی بلتعہ نے قریش کو ایک خط لکھا اس میں اس واقعے کی انھیں خبر دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب اور المقداد بن عمرو کو روانہ کیا، ان دونوں نے حاطب کے خط اور قاصد کو گرفتار کر لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اطراف کے عرب کو بلا بھیجا، ان کے بڑے قبیلے اسلم، غفار، مزینہ، جہینہ، اشجع اور سلیم تھے، ان میں سے بعض آپ سے مدینے میں ملے اور بعض راستے میں۔ مسلمان غزوۂ فتح میں دس ہزار تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے پر عبداللہ بن ام مکتوم کو اپنا قائم مقام بنایا، اور ۱۰ رمضان ۸ھ یوم چہارشنبہ کو بعد عصر روانہ ہو گئے، جب آپ صلصل پہنچے تو زبیر بن العوام کو دو سو مسلمانوں کے ہمراہ اپنے آگے روانہ کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے یہ ندا دی کہ جو شخص افطار کرنا چاہے وہ افطار کرے اور جو روزہ رکھنا چاہے وہ روزہ رکھے، آپ روانہ ہوئے جب قدید پہنچے تو چھوٹے اور بڑے جھنڈے (علم اور رایات) باندھے اور قبائل کو دیئے۔

عشاء کے وقت مرالظہران میں اترے، آپ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا تو انہوں نے دس ہزار جگہ آگ روشن کی، قریش کو آپ کی روانگی کی خبر نہیں پہنچی، وہ غمگین تھے کیونکہ اندیشہ تھا کہ آپ اُن سے جنگ کریں گے،

قریش نے ابوسفیان بن حرب کو بھیجا کہ وہ حالات معلوم کرے، انہوں نے کہا کہ اگر تو محمدؐ سے ملے تو ہمارے لئے اُن سے امان لے لینا، ابوسفیان بن
حرب، حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء روانہ ہوئے، جب انہوں نے لشکر دیکھا ۹۸
تو سخت پریشان ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات کو پہرے پر عمرؓ بن الخطاب کو عامل بنایا تھا، عباسؓ بن عبدالمطلب نے ابوسفیان کی آواز سنی تو (پکار کر) کہا "ابوحنظلہ" اُس نے کہا "لبیک" (حاضر) (اے عباس) یہ تمہارے پیچھے کیا ہے" انہوں نے کہا، یہ دس ہزار کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، تیری ماں اور تیرا خاندان تجھے روئے تو اسلام لے آ۔

عباسؓ نے اسے پناہ دی اُسے اور اُس کے دونوں ساتھیوں کو خدمت نبوی میں پیش کیا، (تینوں) اسلام لے آئے، آپ نے ابوسفیان کے لئے یہ کر دیا کہ جو شخص ان کے گھر میں داخل ہو اُسے امان ہے، اور جو شخص اپنا دروازہ بند رکھے اسے بھی امان ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آہن پوش لشکر کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے آپ اپنی اونٹنی القصواء پر ابوبکرؓ و اسید بن حضیر کے درمیان تھے، ابوسفیان کو

روک لیا گیا تھا، جب انھوں نے وہ سامان دیکھا جس کی انھیں طاقت نہ تھی تو کہا اے ابو الفضل (عباس) تمھارے بھتیجے کی سلطنت تو بہت بڑھ گئی عباس نے کہا، تمھاری خرابی ہو، یہ سلطنت نہیں ہے، یہ تو نبوت ہے، انھوں نے کہا بیشک،

اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا (رایت) جھنڈا سعد بن عبادہ کے ساتھ تھا، آپ کو ان کی طرف سے یہ معلوم ہوا کہ قریش کے بارے میں کلام ہے اور ان سے وعدہ ہے تو آپ نے جھنڈا ان سے لے لیا، اور ان کے فرزند قیس بن سعد کو دیدیا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن عبادہ کو کداء سے الزبیر کو کدی اور خالد بن الولید کو اللیط سے داخل ہونے کا حکم دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذاخر سے داخل ہوئے، آپ نے لڑائی سے منع کر دیا، صرف چھ مردوں اور چار عورتوں کے قتل کا حکم دیا۔

عکرمہ بن ابی جہل، ہبار بن الاسود، عبداللہ بن سعد بن ابی سرح، مقیس بن صبابہ اللیثی، حویرث بن نقیذ اور عبداللہ بن ہلال بن خطل الادرمی۔

ہند بنت عتبہ، سارہ عمرو بن ہاشم کی آزاد کردہ لونڈی، فرتنا اور قریبہ۔

ان میں سے ابن خطل، حویرث بن نقیذ، مقیس بن صبابہ قتل کیے گئے۔

تمام لشکر کو کوئی مجمع نہیں ملا سوائے خالد کے، کہ انھیں الخندمہ میں قریش کی ایک جماعت کے ساتھ صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو اور عکرمہ بن ابی جہل ملے ان لوگوں نے انھیں اندر آنے سے روکا ہتھیار نکال لئے اور تیر اندازی کی، خالد نے اپنے ساتھیوں کو پکارا ان سے جنگ ہوئی، جس میں چوبیس آدمی قریش کے اور چار آدمی ہذیل کے قتل ہوئے جو بچے وہ بہت بری طرح بھاگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذاخر کے پہاڑی راستے پر ظاہر ہوئے تو آپ نے ایک بجلی دیکھی فرمایا کہ کیا میں نے تمھیں قتال سے منع نہیں کیا تھا کہا گیا کہ خالد سے مقابلہ ہوا تو انھوں نے بھی شمشیر زنی کی، فرمایا اللہ کا فیصلہ سب بہتر ہے۔

مسلمانوں میں سے دو آدمی مقتول ہوئے جو راستہ بھول گئے، ایک کرز بن جابر الفہری

اور دوسرے خالد الاشقر الخزاعی تھے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے الحجون میں چمڑے کا خیمہ لگا یا گیا، زبیر بن العوام آپ کا جھنڈا لے گئے اور اُسے اُس (خیمے) کے پاس گاڑ دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، اس کے اندر گئے،

عرض کی کہ آپ اپنے مکان میں کیوں نہیں اترتے۔

فرمایا: کیا عقیل نے ہمارے لئے کوئی مکان چھوڑا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں غلبہ و قوت کے ساتھ داخل ہوئے، لوگ خوشی سے اور ناگواری سے اسلام لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری پر بیت اللہ کا طواف کیا، حالانکہ کعبے کے گرد تین سو ساٹھ بت تھے۔

آپ نے یہ کیا کہ جب کسی بت کے پاس سے گذرتے تو اپنے ہاتھ کی 99
لکڑی سے اُس کی طرف اشارہ کرتے اور فرماتے "جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا (حق آگیا اور باطل مٹ گیا۔ باطل تو مٹنے والا ہے ہی) وہ بت اوندھے منہ گر پڑتا تھا۔

سب سے بڑا بت ہبل کعبہ کے سامنے تھا، آپ مقام (ابراہیم) پر آئے جو کعبے کے متصل تھا اس کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی، مسجد کے ایک کنارے بیٹھ گئے اور بلال کو عثمان بن طلحہ کے پاس کعبے کی کنجی لانے کے لیے بھیجا، عثمان لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر قبضہ کر لیا اور (بیت اللہ کا) دروازہ کھولا، کعبے کے اندر تشریف لے گئے، اس میں بھی دو رکعت نماز پڑھی اور باہر آ گئے۔

آپ نے دروازے کے دونوں پٹ بند کر دیے اور کنجی اپنے ہی پاس رکھی لوگوں کو کعبے کے گرد لایا گیا تھا، آپ نے اس روز لوگوں کو نصیحت کی، عثمان بن طلحہ کو بلا کر کنجی دیدی، اور فرمایا کہ: "اے اولاد ابی طلحہ! اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے لو کہ وہ تم سے سوائے ظالم کے کوئی نہیں چھینے گا"۔

پانی کی سبیل (سقایہ) آپ نے عباس بن عبد المطلب کو دی اور فرمایا کہ، میں نے تمھیں دیا، نہ وہ تم سے بخل کرے، اور نہ تم اس سے بخل کرو،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمیم بن اسد الخزاعی کو بھیجا، انہوں نے حرم کے پتھروں کو درست کر دیا، ظہر کا وقت آگیا تو بلال نے کعبے کی چھت کے اوپر اذان دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس دن کے بعد قریش سے قیامت تک (کفر پر) جنگ نہیں کی جائے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحزورہ میں ٹھہرے، کعبے سے خطاب کر کے کہا کہ تو اللہ کی زمینوں میں سب سے بہتر ہے، اللہ کی زمینوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے، اگر میں تجھ سے نکالا نہ جاتا تو میں نہ نکلتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بتوں کی طرف سرایا بھیجے جو کعبے کے گرد تھے، اور سب کو توڑ ڈالا ان میں سے العزیٰ، مناۃ، سواع، بوانہ اور ذوالکفین تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے مکے میں ندا دی کہ جو شخص اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہو، وہ اپنے گھر میں کوئی بت بغیر توڑے نہ چھوڑے۔

جب فتح کا دوسرا دن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کے بعد خطبہ پڑھا (وعظ کہا)، اور فرمایا کہ:

"اللہ نے جس دن سے آسمان و زمین کو پیدا کیا (اسی دن سے) مکے کو حرام (محترم و قتل و قتال سے محفوظ) کر دیا ہے، وہ قیامت تک حرام ہے میرے لئے بھی دن کی ایک ساعت کے سوا کبھی حلال نہیں ہوا، اس کے بعد وہ اپنی حرمت دیروزہ پر واپس چلا گیا، لہذا تم میں جو لوگ حاضر ہیں وہ غائبین کو پہنچا دیں، ہمارے لئے اس کے غنائم میں سے بھی کچھ حلال نہیں"

آنحضرت نے ۲۰ رمضان یوم جمعہ کو مکہ معظمہ فتح کیا، پندرہ رات مقیم رہے، دو رکعت نماز (قصر) پڑھتے رہے، پھر حنین کی طرف روانہ ہوئے، مکے پر عتاب بن اسید کو عامل بنایا، جو انہیں نماز پڑھاتے تھے، اور معاذ بن جبل کو جو حدیث و فقہ کی تعلیم دیتے تھے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۰ رمضان کو عام الفتح (فتح مکہ کے سال) میں مدینے سے روانہ ہوئے، آپ نے روزہ رکھا

الکدید پہنچے تو روزہ ترک کر دیا، لوگ یہ سمجھتے تھے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم آخر ہے۔

۱۰۰ ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفتح میں رمضان میں روانہ ہوئے، آپ نے روزہ رکھا، جب الکدید پہنچے اور لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے تو آپ نے پیالہ منگا کے اُس سے (پانی) پی لیا، پھر فرمایا، اے لوگو! جو رخصت کو قبول کرے (یعنی افطار کرے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اُسے قبول کیا ہے، اور جو روزہ رکھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی روزہ رکھا ہے۔

لوگ آپ کے جدید سے جدید امر کا اتباع کرتے تھے، اور امر ناسخ کو محکم سمجھتے تھے (یعنی جس حکم نے سفر کے روزے کو منسوخ کر دیا اُسے بدیہی اور واضح حکم سمجھتے تھے)

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفتح میں ماہ رمضان میں روانہ ہوئے، آپ نے روزہ رکھا، یہاں تک کہ الکدید پہنچے پھر آپ نے افطار کیا (روزہ ترک کر دیا)، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب آپ کے جدید سے جدید حکم کا اتباع کرتے تھے۔

ابو سعید الخدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ۲/ رمضان کو بلایا، ہم لوگ روانہ ہوئے حالانکہ روزہ دار تھے، جب الکدید پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فطر (ترک روزہ) کا حکم دیا، ہمیں تتر بتر ہیں اُس حالت میں صبح ہوئی کہ بعض ہم میں سے روزہ دار تھے اور بعض تارک روزہ، جب ہم مرالظہران پہنچے تو آپ نے ہمیں آگاہ کیا کہ ہم دشمن کا مقابلہ کریں گے اور ترک صوم کا حکم دیا۔

ابو سعید الخدری سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کر لیا تو ۱۸/ یا ۱۷/ رمضان کو ہم لوگ آپ کے ہمراہ روانہ ہوئے، ہم میں بعض نے روزہ رکھا اور بعض نے روزہ ترک کر دیا، مگر نہ روزہ دار نے تارک روزہ کو برا کہا اور نہ تارک روزہ نے روزہ دار کو،

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن روزہ رکھا، جب آپ قدید آئے تو آپ کے پاس ایک پیالہ دودھ کا لایا گیا۔ آپ نے افطار کر لیا اور لوگوں کو بھی افطار کرنے کا حکم دیا۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۰/ رمضان کو اس حالت میں مکہ فتح کیا کہ آپ روزہ دار و مسافر و مجاہد تھے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ عام الفتح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ ہزار یا دس ہزار کے ہمراہ مکے کی طرف روانہ ہوئے اور مکے والوں میں سے دو ہزار کو حنین لے گئے۔

ابن ابزیٰ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار مسلمانوں کیساتھ مکے میں داخل ہوئے۔

عبداللہ کے والد سے مروی ہے کہ ہم نے عام الفتح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد کیا، ہم لوگ ایک ہزار سے زائد تھے۔ (ان کی مراد اپنی قوم مزینہ سے ہے)، اللہ نے مکہ اور حنین آپ کے لئے فتح کر دیا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفتح میں اس طرح مکے میں داخل ہوئے کہ سر پر خود تھا، آپ نے اسے اتار ڈالا۔

معن و موسیٰ بن داؤد نے اپنی حدیثوں میں بیان کیا کہ ایک آدمی آیا، اس نے کہا یا رسول اللہ ابن خطل کعبے کے پردوں میں لٹکا ہوا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے قتل کر دو۔

معن نے اپنی حدیث میں بیان کیا کہ اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مُحرِم (احرام باندھے ہوئے) نہ تھے۔

انس بن مالک نے الزہری سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عام الفتح میں اس حالت میں دیکھا کہ آپ کے سر پر خود تھا، جب آپ نے اسے اتار ڈالا تو ایک شخص آیا اور کہا یا رسول اللہ یہ ابن خطل ہے جو کعبے کے پردوں میں لٹکا ہوا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے جہاں پاؤ قتل کر دو۔

طاؤس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں کبھی بغیر احرام کے داخل نہیں ہوئے سوائے یوم فتح کے، کہ اس روز آپ بغیر احرام کے داخل ہوئے۔

جابر سے مروی ہے کہ عام الفتح میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح داخل ہوئے کہ آپ سیاہ عمامہ باندھے تھے۔

جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن اس طرح داخل ہوئے کہ آپ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔

عائشہ سے مروی ہے کہ یوم الفتح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے کے اوپر سے داخل ہوئے اور مکے کے نیچے سے باہر آئے۔

عائشہ سے مروی ہے کہ عام الفتح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کداء کے راستے اس گھاٹی سے داخل ہوئے جو مکے کے اوپر ہے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں بلند گھاٹی سے داخل ہوئے تھے اور نیچی گھاٹی سے نکلے تھے۔

عُبید بن عُمیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے روز اپنے اصحاب سے فرمایا کہ آج جنگ کا دن ہے اس لئے روزہ
افطار کر لو۔ ۲۰

شبابہ نے شعبہ سے روایت کی کہ عمرو بن دینار نے عبید بن عُمیر سے صرف تین ہی حدیثیں سنیں۔

ابوسلمہ و یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح مکہ کا دن ہوا تو عبداللہ بن ام مکتوم آپ کے آگے صفا و مروہ کے درمیان تھے اور یہ (اشعار) پڑھتے تھے۔

یا حبذا مکۃ من وادی ؎ ارض بہا اہلی وعوادی

"اسے وادی مکہ تیرا کیا کہنا ہے تو ایسی زمین ہے جس میں میرے اہل اور عیادت کرنیوالے ہیں"

ارض امشی بہا بلا ہادی ؎ ارض بہا ترسخ اوتادی

"تو ایسی زمین ہے جس میں میں بلا ہادی کے چلتا ہوں، تو ایسی زمین ہے جس میں میری میخیں مضبوط گڑی ہیں"

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ یوم الفتح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی سرح، فرتنا، ابن الزبعری اور ابن خطل کے قتل کا حکم دیا ابو برزہ ابن خطل کے پاس آئے جو کعبے کے پردوں میں لٹکا ہوا تھا، اس کا پیٹ چاک کر دیا۔

انصار میں سے ایک شخص تھے جنھوں نے یہ نذر مانی کہ اگر ابن ابی سرح کو دیکھیں گے تو اُسے قتل کر دیں گے عثمان آئے، ابن ابی سرح، اُن کا رضاعی بھائی تھا، انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی سفارش کی حالانکہ وہ انصاری تلوار کا قبضہ پکڑے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منتظر تھے کہ جب آپ اشارہ کریں تو وہ اُسے قتل کر دیں۔

عثمانؓ نے اُس کی سفارش کی، آپ نے اُسے چھوڑ دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان انصاری سے کہا کہ تم نے اپنی نذر کیوں نہ پوری کی، انھوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں اپنا ہاتھ تلوار کے قبضے پر رکھکر منتظر تھا کہ جب آپ اشارہ فرمائیں گے تو میں اُسے قتل کر دوں گا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اشارہ کرنا خیانت ہے نبی کو یہ مناسب نہیں کہ وہ اشارہ کرے۔

عمرؓ بن الخطاب کے اعزہ میں سے کسی سے مروی ہے کہ جب یوم فتح ہوا تو آپ نے صفوان بن امیہ بن خلف، ابو سفیان بن حرب اور حارث بن ہشام کو بلا بھیجا، میں نے کہا کہ اللہ نے ان کے بارے میں قدرت دی ہے کہ آپ ان لوگوں کو جو کچھ انھوں نے کیا آگاہ کریں،

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے فرمایا کہ میری اور تمھاری مثال ایسی ہے جیسا کہ یوسف نے اپنے بھائیوں سے کہا "لاتثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الرحمین" (آج تم پر کوئی ملامت نہیں ہے، اللہ تمھاری مغفرت کرے، وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

(عمرؓ نے کہا کہ) پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اُن ناگوار افعال کی وجہ سے جو مجھ سے (زمانۂ جاہلیت میں) سرزد ہوئے تھے شرما گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اُن سے جو کچھ فرمایا وہ فرمایا ہی۔

جابر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن خطاب کو جو بطحاء میں تھے زمانۂ فتح مکہ میں یہ حکم دیا کہ وہ کعبے میں آئیں، اس میں جو تصویر ہو اُسے مٹا دیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اُس وقت تک داخل نہیں ہوئے جب تک اس کی تمام تصویریں نہ مٹا دی گئیں۔

فضل سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں داخل ہوئے، آپ تسبیح پڑھتے تھے تکبیر کہتے تھے اور دعا کرتے تھے، رکوع نہیں کرتے تھے۔

۳۰ شعیب کے والد سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عام الفتح میں کعبے کی سیڑھیوں پر بیٹھ گئے، اللہ کی حمد و ثناء کی اور جو حکم فرمایا اُس میں یہ فرمایا کہ فتح (مکہ) کے بعد ہجرت نہیں ہے۔

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ یوم الفتح مکے میں ایک دھواں تھا، اور اللہ کے قول کے یہی معنی ہیں "یوم تاتی السماء بدخان مبین" (جس دن آسمان کھلا ہوا دھواں لائے گا)۔

عبداللہ بن المغفل سے مروی ہے کہ میں نے یوم فتح مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک اونٹنی پر دیکھا کہ آپ جا رہے تھے، سورۃ الفتح پڑھ رہے تھے اُسے دُہرا رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ "اگر لوگ میرے گرد جمع نہ ہوتے تو میں ضرور دہراتا جیسا کہ دہرایا گیا"۔

عبّاس بن عبداللہ بن معبد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دوسرے روز فرمایا کہ جاہلیت کی نخوت اور اُس کا فخر اپنے سے دور کر دو، کیونکہ سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی کے ہیں۔

وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ میں نے جابر بن عبداللہ سے پوچھا کہ آیا تمھیں یوم فتح میں کچھ غنیمت ملی تو انھوں نے کہا نہیں۔

عمران بن حصین سے مروی ہے کہ میں فتح مکہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ موجود تھا، آپ مکے میں اٹھارہ شب اس طرح مقیم رہے کہ دو رکعت نماز (قصر) سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے آپ (نمازیں) قصر کرتے تھے یہاں تک کہ مکے آئے ہم وہاں دس روز اسی طرح رہے کہ آپ قصر کرتے رہے یہاں تک کہ واپس ہوئے۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفتح میں مکے میں پندرہ رات ٹھہر کر نمازیں قصر کرتے رہے، یہاں تک کہ آپ حنین روانہ ہوئے۔

حکم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۶/ رمضان کو مدینے سے نکلے، ۷/ کو روانہ ہو کر دو رکعت پڑھتے رہے، مکے میں آئے تو وہاں آپ آدھے مہینے ٹھہر کر نماز میں قصر کرتے رہے، پھر ۲۸/ رمضان کو حنین روانہ ہو گئے۔

۱۰۴ ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے بعد مکے میں سترہ روز ٹھہر کر دو رکعت پڑھتے رہے۔

عراک بن مالک سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عام الفتح میں پندرہ رات نماز پڑھی، آپ دو دو رکعت پڑھتے رہے۔

عمران بن حصین سے مروی ہے کہ زمانۂ فتح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں اٹھارہ شب مقیم رہے، لیکن دو دو رکعت ہی نماز پڑھتے رہے

سبرہ الجہنی سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عام الفتح میں روانہ ہوئے، آپ پندرہ شبانہ روز مقیم رہے۔

ام ہانی کی ایک آزاد کردہ لونڈی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ فتح کیا تو آپ نے ایک برتن منگایا، غسل کیا پھر چار رکعت نماز پڑھی۔

ام ہانی نے اپنے آزاد کردہ غلام ابو مرہ کو خبر دی کہ وہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان میں ایک شخص کے بارے میں جس کے لئے وہ امان چاہتی تھیں گفتگو کرنے کے لئے داخل ہوئیں، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح اندر تشریف لائے کہ آپ کے سر اور ڈاڑھی پر

غبار پڑا ہوا تھا آپ ایک کپڑے میں مستور ہو گئے غسل کیا اور کپڑے کے دونوں رخ بدلے (یعنی آگے کا پیچھے اور پیچھے کا آگے کیا) پھر آپ نے چاشت کی آٹھ رکعت نماز پڑھی۔

ام ہانی بنت ابی طالب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکۂ معظمہ فتح کیا تو ام ہانی کے پاس بنی مخزوم کے دو آدمی بھاگ کر آئے انھوں نے دونوں کو پناہ دیدی، علیؓ ان کے پاس آئے اور کہا میں ان دونوں کو ضرور قتل کروں گا۔

(ان (ام ہانی) نے کہا کہ) جب میں نے انھیں یہ کہتے سنا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی جو مکے کے اعلیٰ (بلند حصے) میں تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا تو مرحبا کہا اور فرمایا کہ اے ام ہانی تمھیں کون سی ضرورت لائی، میں نے کہا یا نبی اللہ میں نے اپنے دیوروں میں سے دو آدمیوں کو پناہ دیدی ہے، مگر علیؓ کا ارادہ ان کے قتل کرنے کا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے تم نے پناہ دی اُسے ہم نے بھی پناہ دیدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کے لئے کھڑے ہوئے تو فاطمہ نے ایک کپڑے سے پردہ کیا، پھر آپ نے اپنا کپڑا لے کے اوڑھ لیا اور آٹھ رکعت نماز چاشت کی پڑھی۔

سعید بن سالم المکی نے ایک شخص سے روایت کی جس کا انھوں نے نام بھی لیا تھا (مگر راوی کو نام یاد نہیں رہا) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ فتح کیا تو آپ نے اس کے بازار پر سعید بن سعید بن العاص بن امیہ کو عامل بنایا، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف جانے کا ارادہ کیا تو سعید بن سعید آپ کے ہمراہ روانہ ہوئے اور طائف میں شہید ہوئے۔ ۱۰۵

ابن جریج سے مروی ہے کہ جب عام الفتح میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم طائف کی طرف روانہ ہوئے تو آپ نے ہبیرہ بن شبل بن العجلان الثقفی کو مکے پر قائم مقام بنایا۔ جب آپ طائف سے واپس آئے اور مدینے کی روانگی کا ارادہ کیا تو سنہ ۸ھ میں عتاب بن اسید کو مکۂ معظمہ اور حج کا عامل بنایا۔

حارث بن مالک بن برصاء سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یوم الفتح میں کہتے سنا" اس کے بعد قیامت تک مکے میں قریش سے (کفر پر) جنگ نہ کیجائے گی۔

سریۂ خالد بن الولید

۲۵ رمضان ۸ھ کو بجانب العزیٰ (بت) خالد بن الولید کا سریہ ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ فتح کیا تو خالد بن الولید کو العزیٰ کی جانب بھیجا کہ وہ اسے منہدم کر دیں وہ آپ کے اصحاب سے تیس سواروں کے ہمراہ روانہ ہوئے، اور وہاں پہنچکر اُسے منہدم کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر آپ کو خبر دی تو فرمایا: کیا تم نے کوئی چیز دیکھی انھوں نے کہا نہیں، فرمایا: پھر تو تم نے اُسے منہدم نہیں کیا، واپس جاؤ اور اسے منہدم کرو۔

خالد لوٹے، وہ غصے میں تھے، اُنھوں نے اپنی تلوار میان سے باہر کرلی اُن کی طرف ایک عورت نکل کر آئی جو برہنہ، سیاہ اور بکھرے ہوئے بال والی تھی، اس پر مجاور چلانے لگا، خالد نے اُسے مارا اور دو ٹکڑے کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر آپ کو خبر دی تو فرمایا ہاں یہی عزیٰ تھی، جو ہمیشہ کے لئے اس امر سے مایوس ہوگئی کہ تمہارے بلاد میں اس کی پرستش کیجائے، وہ مقام نخلہ میں تھی اور قریش اور تمام بنی کنانہ کے لئے ان کے بتوں میں سب سے بڑی تھی، اس کے خدام اور مجاور بنی سلیم میں سے بنی شیبان تھے۔

سریۂ عمرو بن العاص

رمضان ۸ھ میں سواع کی جانب سریۂ عمرو بن العاص ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ فتح کیا تو آپ نے عمرو بن العاص کو سُواع کی طرف روانہ کیا جو ہُذیل کا بت تھا، کہ اُسے منہدم کر دیں۔

عمرو نے بیان کیا کہ میں وہاں پہنچا تو اس بت کا مجاور ملا، اس نے کہا تم کیا چاہتے ہو۔ میں نے کہا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ اس بت کو منہدم کر دوں، اس نے کہا تم اس پر قادر نہ ہو گے۔ میں نے پوچھا کیوں؟ اس نے جواب دیا کہ وہ محفوظ ہے، میں نے کہا، اب تک تو باطل ہی میں ہے، تیری خرابی ہو، کیا وہ سنتا ہے یا دیکھتا ہے؟

میں اس کے قریب گیا اور اُسے توڑ ڈالا، اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ خزانے کی کوٹھری منہدم کر دیں مگر اُس کوٹھری میں انھیں کچھ نہ ملا، میں نے مجاور سے کہا کہ تو نے کیا دیکھا تو اُس نے کہا میں اللہ کے لئے اسلام لاتا ہوں۔

سریۂ سعد بن زید الاشہلی

۱۰۶

رمضان ۸ھ میں بجانب مناۃ سریۂ سعد بن زید الاشہلی ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ فتح کیا تو آپ نے سعد بن زید الاشہلی کو مناۃ کی جانب روانہ کیا جو المشلل میں غسان اور اوس و خزرج کا بت تھا، فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن زید الاشہلی کو بھیجا کہ وہ اُسے منہدم کر دیں۔

سعد بیس سواروں کے ہمراہ روانہ ہوئے اور وہاں ایسے وقت پہنچے کہ اُس پر ایک مجاور بھی تھا، مجاور نے کہا تم کیا چاہتے ہو؟ اُنھوں نے کہا "مناۃ کا انہدام" اس نے کہا: تم اور یہ کام؟

سعد اُس بت کی طرف بڑھے، اتنے میں اُن کی جانب ایک عورت سیاہ اور برہنہ، پراگندہ بال، واویلا کرتی نکل آئی جو کوس رہی تھی اور اپنے سینے پر مار رہی تھی، مجاور نے کہا: "اے مناۃ! اپنا غضب ظاہر کر"، سعد بن زید الاشہلی اُسے مارنے لگے، یہاں تک کہ وہ قتل ہو گئی، انھوں نے اپنے ساتھیوں کو بت کی طرف

متوجہ کر دیا، لوگوں نے بت کو توڑ ڈالا، مگر خزانے میں کچھ نہ پایا، سعد اور ان کے ساتھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے،

یہ واقعہ ۲۴/ رمضان ۸ھ کو ہوا۔

سریۂ خالد بن الولید

شوال ۸ھ میں بنی جذیمہ کی طرف جو بنی کنانہ میں سے تھے اور مکے سے نیچے یلملم کے نواح میں ایک شب کے راستے پر تھے خالد بن الولید کا سریہ ہوا، یہی (سریہ) یوم الغمیصاء تھا (یعنی جنگ مقام الغمیصاء)

جب خالد بن الولید عزیٰ کے توڑنے سے لوٹے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے ہی میں مقیم تھے، تو آپ نے انھیں بنی جذیمہ کی جانب دعوت اسلام کے لئے بھیجا، لیکن انھیں مقاتل (جنگجو) بنا کے نہیں بھیجا تھا۔ وہ مہاجرین و انصار و بنی سلیم کے تین سو پچاس آدمیوں کے ہمراہ روانہ ہوئے،

خالد ان کے پاس پہنچے، تو پوچھا تم کون لوگ ہو؟ ان لوگوں نے کہا وہ مسلمان، ہم نے نماز پڑھی ہے محمدؐ کی تصدیق کی ہے، اپنے میدانوں میں مسجدیں بنائی ہیں اور ان میں اذان کہی ہے"۔ انھوں نے کہا تمہارے پاس ہتھیار کا کیا حال ہے، جواب دیا کہ ہمارے اور عرب کی ایک قوم کے درمیان عداوت ہے، ہمیں اندیشہ ہوا کہ وہ لوگ ہوں گے، تو ہم نے ہتھیار لے لئے

خالد نے حکم دیا کہ ہتھیار رکھ دو، انھوں نے ہتھیار رکھ دیئے، خالد نے سب کو گرفتار کر لیا، اور بعض کی مشکیں بھی کس دیں، اور سب کو اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔

جب صبح ہوئی تو خالد نے ندا دی کہ جس کے ہمراہ قیدی ہو وہ تلوار سے اس کا کام تمام کر دے، بنو سلیم نے تو جو ان کے ہاتھ میں تھے انھیں قتل کر دیا، لیکن مہاجرین و انصار نے اپنے قیدیوں کو رہا کر دیا۔

خالد نے جو کچھ کیا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا تو آپ نے فرمایا: اے اللہ میں ۱۰۷
خالد کے فعل کی تجھ سے برأت چاہتا ہوں، آپ نے علی بن ابی طالب کو روانہ کیا، انھوں نے

مقتولین کا خون بہا ادا کیا، اور نقصان کی تلافی کی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آکر آپ کو اس کی خبر دی۔

ابو حدرہ سے مروی ہے کہ میں اس لشکر میں خالد بن الولید کے ہمراہ تھا جس نے یوم الغمیصاء میں بنی جذیمہ پر حملہ کیا ہم اُن کے ایک ایسے شخص سے ملے جس کے ہمراہ عورتیں تھیں، وہ اُن عورتوں کو بچانے کے لئے لڑنے لگا اور یہ رجز پڑھنے لگا۔

رخین اذیال الحقاء واربعن ؛ مشی حییات کان لم یفزعن

(اے عورتو) ازار کے دامن چھوڑ دے اور توقف کر، سہیلیوں کی چال کہ گویا خوف کرتے ہی نہیں،

ان یمنع القوم ثلاث تمنعن

اگر قوم کو تین آدمی بھی روکیں تو ضرور بچ جائے

اُن عورتوں کی جانب سے اُس نے تین اشخاص سے جنگ کی یہاں تک کہ انہیں پہاڑ پر چڑھا لے گیا۔

راوی نے کہا کہ) اتفاقاً ہم ایک اور شخص سے ملے جس کے ہمراہ عورتیں تھیں، وہ بھی اُن کی جانب سے لڑنے لگا اور یہ شعر پڑھنے لگا۔

قد علمت بیضاء تلهی العرسا ؛ لا تملأ الحیزوم منها نفسا

گوری سرخ کوسے والی عورت نے جان لیا ہے، بکری والا اور اونٹ والا اس کی حفاظت کریگا

لاضربن الیوم ضربا وعسا ؛ ضرب المذید بن المخاض القعسا

آج میں ضرور بے نیاز کردونگا ، جس طرح کوئی مرد بے نیاز کرتا ہے

اس نے اُن کی طرف سے جنگ کی یہاں تک کہ انہیں پہاڑ پر چڑھا لے گیا

(راوی نے کہا کہ) ایک اور شخص سے ہم ملے جس کے ہمراہ عورتیں تھیں وہ اُن کی طرف سے لڑنے لگا اور یہ اشعار پڑھنے لگا۔

قد علمت بیضاء تلهی العرسا ؛ لا تملأ الحیزوم منها نفسا

ایسی گوری عورت نے جو دلہن کو بھلا دیتی ہے جان لیا ہے کہ اس کے گم گشتہ کو پتہ نہیں بھرے گا

لاضربن الیوم ضربا وعسا ؛ ضرب المذید بن المخاض القعسا

"آج میں ضرور تیز سفر کروں گا ان لاگو نکا سا سفر جو پھری ہوئی پشت اور گردن والے اونٹوں کو
ہنکاتے ہیں"

اس نے ان کی طرف سے جنگ کی یہاں تک کہ انھیں پہاڑ پر چڑھا لے گیا، خالد نے
کہا کہ ان لوگوں کا تعاقب نہ کرو۔

عصام المزنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطن نخلہ کے
روز (بطن نخلہ سے عزیٰ کے منہدم ہونے کا دن مراد ہے) ہمیں بھیجا اور فرمایا کہ
جس آبادی میں اذان نہ سنو یا مسجد نہ دیکھو وہاں لوگوں کو قتل کر دو، اتفاقاً ہم ایک شخص سے ملے اس سے
پوچھا کہ تو کافر ہے یا مسلم اس نے کہا کہ اگر میں کافر ہوں تو ٹھیر جاؤ، ہم نے اس سے
کہا کہ اگر تو کافر ہو گا تو ہم تجھے قتل کر دیں گے، اس نے کہا مجھے اتنی مہلت دو
کہ میں عورتوں کی حاجت پوری کر دوں وہ ان میں سے ایک عورت کے
قریب گیا اور کہا اسے حبیش عیش کے خاتمے پر اسلام لے آ:۔

اَرَئیتِكِ اذطالبتكم فوجد تكم بحَلْيةَ او ادركتكم بالخوانق

کیا تو نے دیکھا کہ جب میں نے تمہاری تلاش کی تھی اور پھر تمھیں پایا تھا یا تو مقام حلیہ میں پایا تھا یا خوانق میں

اما كان اهلا ان ينوّل عاشقٌ تكلّف اِدْلاج السُّرىٰ والودائق

کیا عاشق اس کا اہل نہ تھا کہ اس کے ساتھ فیاضی کیجائے جس نے راتوں میں اور سخت گرمیوں میں چلنے کی تکلیف برداشت کی

فلاذنب لی قد قلت اذ نحن جيرةٌ اثيبى بُوَدٍّ قبل احدى البوائق

پھر میرا کوئی گناہ نہیں میں نے اسی وقت کہدیا تھا جب کہ ہم پڑوسی تھے، اے عورت محبت کی جزا دے کسی ایک
نازل ہونے والی مصیبت سے قبل۔

اثيبى بُودٍّ قبل اَنْ تشحط النوى وينأى اميرى بالحبيب المفارق

محبت کی جزا دے قبل اس کے کہ گھر دور ہو، اور میرا جدائی کرنے والا امیر محبوب کو دور کر دے

اس عورت نے کہا ہاں، تو دس اور سات سال پے در پے اور آٹھ سال
جن میں مہلت ہو زندہ رہے،

پھر ہم لوگ اس کے قریب گئے اور اس کی گردن ماردی، وہ عورت آئی اور اس پر
۱۰۸ تیر اندازی کرنے لگی یہاں تک کہ مر گئی۔

سفیان نے کہا کہ وہ عورت خوب پُر گوشت تھی۔

غزوۂ حنین

شوال ۸ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوۂ حنین ہوا، اسی کو غزوۂ ہوازن بھی کہتے ہیں، حنین ایک وادی ہے اس کے اور مکے کے درمیان تین رات کا راستہ ہے۔

جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو ہوازن اور ثقیف کے اشراف ایک دوسرے کے پاس گئے، انھوں نے اتفاق کرلیا اور بغاوت کردی، ان سب کو مالک بن عوف النصری نے جمع کیا جو اس زمانے میں تیس سال کا تھا، اس کے حکم پر وہ لوگ اپنے ہمراہ مال، عورتوں اور بچوں کو لے آئے، وہ اوطاس میں اترے اور ان کے پاس امداد بھی آنے لگی، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف (بغرض مقابلہ) جانے کا ارادہ کرلیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے سے ۶/ شوال یوم شنبہ کو بارہ ہزار مسلمانوں کے ہمراہ جن میں دس ہزار اہل مدینہ تھے اور دو ہزار اہل مکہ روانہ ہوئے ابوبکرؓ نے کہا کہ آج ہم قلت کی وجہ سے مغلوب نہ ہوں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بہت سے مشرکین بھی روانہ ہوئے، جن میں صفوان بن امیہ بھی تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے سو زرہیں مع سامان کے عاریۃً لی تھیں، شب سہ شنبہ ۱۰/ شوال کو شام کے وقت آپ حنین پہنچے۔

مالک بن عوف نے تین آدمیوں کو روانہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی خبر لائیں، وہ لوگ اس طرح اس کے پاس واپس گئے کہ رعب کی وجہ سے ان کے جوڑ جوڑ الگ ہو گئے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن ابی حدرد الاسلمی کو روانہ کیا، وہ ان کے لشکر میں داخل ہوئے، اس میں گھومے اور ان کی خبر لائے، جب رات ہوئی تو مالک بن عوف نے اپنے ساتھیوں کی طرف قصد کیا، اس نے انھیں وادی حنین میں طیار کیا اور مشورہ دیا کہ وہ سب محمدؐ اور ان کے اصحاب پر ایک دم سے

حملہ کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو صبح تڑکے تیار کیا اور ان کی چند صفیں بنا دیں، الویہ (چھوٹے جھنڈے) اور رایات (بڑے جھنڈے) ان کے مستحقین کو دیے۔ مہاجرین کے ہمراہ ایک لواء (چھوٹا جھنڈا) تھا جسے علیؓ بن ابی طالب اٹھائے تھے اور ایک رایت (بڑا جھنڈا) تھا جسے سعد بن ابی وقاص اٹھائے تھے، ایک رایت (بڑا جھنڈا) عمرؓ بن الخطاب اٹھائے تھے۔

خزرج کا لواء (چھوٹا جھنڈا) حُباب بن المنذر اٹھائے تھے اور کہا جاتا ہے کہ خزرج کا ایک دوسرا لواء (چھوٹا جھنڈا) سعد بن عبادہ کے ہمراہ تھا، اوس کا لواء (چھوٹا جھنڈا) اُسید بن حُضیر کے ہمراہ تھا، اوس و خزرج کے ہر بطن (شاخ قبیلہ) میں لواء یا رایت تھا جسے انہیں کا ایک نامزد شخص اٹھائے تھا، قبائل عرب میں سب کے پاس الویہ و رایات (چھوٹے بڑے جھنڈے) تھے جنہیں انہیں کی نامزد جماعت اٹھائے تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس روز مکے سے روانہ ہوئے آپ نے بنی سلیم کو مقدمہ بنایا اور ان پر خالد بن الولید کو عامل کیا، برابر وہی آپ کے مقدمے پر (عامل) رہے یہاں تک کہ وہ الجعرانہ میں اُترے۔

۱۰۹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادی الحنین میں تیاری کے ساتھ پہنچے، آپ سفید خچر دُلدل پر سوار ہوئے، دو زرہیں اور مغفر و خود پہنی پھر جو ان کے آگے کوئی شے نظر آئی جس کے مثل تاریکی و کثرت کبھی انھوں نے نہ دیکھی تھی اور وہ صبح کے وقت کی تاریکی میں تھی۔

وادی کے تنگ راستوں اور اس کی گھاٹیوں میں سے لشکر نکلے، انھوں نے ایک دم سے حملہ کر دیا، بنی سلیم اور ان کے ساتھ اہل مکہ اور دوسرے لوگ پشت پھیر کر بھاگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے لگے "اے اللہ اور اس کے مددگارو! میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لشکر کی طرف واپس آئے، آپ کے پاس وہ لوگ بھی لوٹے جو بھاگے تھے۔

اس روز آپ کے ہمراہ عباسؓ بن عبدالمطلب، علیؓ ابن ابی طالب، فضلؓ بن عباس، ابوسفیانؓ بن الحارث ابن عبدالمطلب، ربیعہؓ بن الحارث بن عبدالمطلب، ابوبکرؓ و عمرؓ اور اسامہؓ بن زید اپنے چند گھر والوں اور ساتھیوں کے ہمراہ ثابت قدم رہے۔

عباس سے آپ فرمانے لگے کہ تم یہ ندا دو "اے گروہ انصار اے اصحاب السمرہ، اے اصحاب سورۃ البقرہ" انھوں نے ندا دی، اور وہ تھے بھی بڑی آواز والے، لوگ اس طرح متوجہ ہوئے گویا وہ اونٹنیاں ہیں، جب وہ اپنے بچوں پر شفقت کریں، ان لوگوں نے کہا: یا لبیک، یا لبیک پھر مشرکین پر حملہ کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر اٹھائی اور ان کا لڑنا دیکھا تو فرمایا: اب جنگ شروع ہو گئی، میں نبی ہوں، غلط نہیں ہے، میں عبدالمطلب کا فرزند ہوں، پھر عباس بن عبدالمطلب سے فرمایا کہ مجھے کنکریاں دو، انھوں نے آپ کو زمین سے کنکریاں دیں، آپ نے شاہت الوجوہ (چہرے برے ہوں) کہہ کر وہ کنکریاں مشرکین کے چہروں پہ پھینکدیں، اور فرمایا رب کعبہ کی قسم ہے بھاگو، اللہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈالدیا، وہ اس طرح بھاگے کہ ان میں سے کوئی کسی کی طرف رخ نہ کرتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جس پر بس چلے اُسے قتل کر دیا جائے، مسلمان غضبناک ہو کر انھیں قتل کر رہے تھے، حتیٰ کہ عورت اور بچے بھی ان سے نہ بچے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع کیا، حنین کے روز ملائکہ کی شناخت سرخ عمامے سے تھی، جنھیں وہ اپنے شانوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص کسی کو قتل کرے اور اس کے پاس اس پر شہادت بھی ہو تو اس کا اسباب اس (قاتل) کے لئے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کی تلاش کا حکم دیا، ان میں سے بعض طائف پہنچے، بعض نخلہ کی طرف، اور ان کی ایک جماعت اوطاس روانہ ہوئی،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عامر الاشعری کے لئے لواء (چھوٹا جھنڈا) باندھا، انھیں ان لوگوں کی تلاش میں روانہ کیا ہمراہ سلمہ بن الاکوع بھی تھے مسلمان جب مشرکین کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ وہ لوگ رک رہے تھے۔

ابو عامر نے ان میں سے نو جنگجوؤں کو قتل کر دیا، دسواں آدمی ظاہر ہوا جو زرد عمامہ باندھے ہوئے تھا، اس نے ابو عامر کو تلوار ماری اور انھیں قتل کر دیا۔

ابو عامر نے ابو موسیٰ الاشعری کو اپنا قائم مقام بنایا، انھوں نے اُن لوگوں سے جنگ کی یہاں تک کہ اللہ نے فتح دی، انھوں نے ابو عامر کے قاتل کو بھی قتل کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ ابو عامر کی مغفرت فرما اور انھیں جنت میں میری امت کے اعلیٰ طبقے میں کر، آپ نے ابو موسیٰ کے لئے بھی دعا فرمائی۔

مسلمانوں میں سے ایمنؓ بن عبید بن زید الخزرجی جو ام ایمن کے بیٹے اور اسامہ بن زید کے اخیافی بھائی تھے، سراقہؓ بن الحارث، رقیم بن ثعلبہؓ بن زید بن لوذان بھی قتل ہوئے، بنی نصر بن معاویہ کے ساتھ جنگ بہت شدید ہوئی۔ پھر بنی رباب کے ساتھ عبد اللہ بن قیس نے جو مسلمان تھے کہا کہ بنی رباب تو ہلاک ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ ان (مسلمانوں) کی مصیبت (کی مکافات) پوری کر دے، مالک بن عوف گھاٹیوں میں سے ایک گھاٹی پر کھڑا ہو گیا، یہاں تک کہ اُس کے کمزور ساتھی چلے گئے اور اُن کا آخری آدمی تک آ گیا، پھر وہ (مالک) بھاگا اور قصر بلیہ میں پناہ لی اور کہا جاتا ہے کہ ثقیف کے قلعے میں داخل ہو گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں اور اموال غنیمت کے جمع کرنے کا حکم دیا، وہ سب یکجا کیا گیا۔ مسلمانوں نے اس کو الجعرانہ میں منتقل کر دیا، وہاں رکا رہا، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس ہوئے، مسلمان اپنے اپنے سائبانوں میں سے تھے جہاں وہ دھوپ سے بچاؤ میں تھے، قیدی چھ ہزار تھے، اونٹ چوبیس ہزار، بکریاں چالیس ہزار سے زائد اور چار ہزار اوقیہ چاندی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں (کے فیصلہ) میں اس لئے

دیر فرمائی کہ (شاید) اُن کا وفد آپ کے پاس آئے، آپ نے مال سے ابتدا کی اُسے تقسیم کیا، سب سے پہلے اُن لوگوں کو دیا جن کی تالیفِ قلب مقصود تھی،

آپ نے ابو سفیان بن حرب کو چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ دیے، انھوں نے کہا میرا بیٹا یزید ہے، تو آپ نے فرمایا اسے بھی چالیس اوقیہ اور سو اونٹ دو، اُنھوں نے کہا میرا بیٹا معاویہ ہے آپ نے فرمایا، اسے بھی چالیس اوقیہ اور سو اونٹ دو۔

حکیم بن حزام کو سو اونٹ دیے، اس نے آپ سے اور سو کی درخواست کی تو آپ نے وہ بھی اُسے دیے،

آپ نے نضیر بن الحارث بن کلدہ کو سو اونٹ دیے، اُسید بن جاریہ الثقفی کو بھی سو اونٹ دیے، علاء بن حارثہ الثقفی کو پچاس اونٹ دیے مخرمہ بن نوفل کو بھی پچاس اونٹ دیے حارث بن ہشام کو سو اونٹ دیے، سعید بن یربوع کو پچاس اونٹ دیے، صفوان بن امیہ کو سو اونٹ دیے، قیس بن عدی کو سو اونٹ دیے، عثمان بن وہب کو پچاس اونٹ دیے، سہیل بن عمرو کو سو اونٹ دیے، حویطب بن عبد العزیٰ کو سو اونٹ دیے، ہشام بن عمرو العامری کو پچاس اونٹ دیے، اقرع بن حابس التمیمی کو سو اونٹ دیے، عیینہ بن حصن کو سو اونٹ دیے، مالک بن عوف کو سو اونٹ دیے، عباس بن مرداس کو چالیس اونٹ دیے تو اُس نے اس کے بارے میں ایک شعر کہا، آپ نے اُسے سو اونٹ دیے، اور کہا جاتا ہے کہ پچاس دیے۔

یہ سب آپ نے خمس میں سے دیا، اور یہی تمام اقوال میں ہمارے نزدیک سب سے زیادہ ثابت ہے، آپ نے زید بن ثابت کو لوگوں کے اور مالِ غنیمت کے شمار کرنے کا حکم دیا، پھر اُسے لوگوں پر تقسیم کر دیا، ہر شخص کے حصے میں چار اونٹ اور چالیس بکریاں ہوئیں، اگر کوئی سوار تھا تو اس نے بارہ اونٹ اور ایک سو بیس بکریاں لیں، اور اگر اس کے ہمراہ ایک گھوڑے سے زائد تھا تو اس کا حصہ نہیں لگایا گیا۔

111 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوازن کا وفد آیا جن کا رئیس

زہیر بن صُرد تھا، اُن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رضاعی چچا ابو زرقان بھی تھا، اُن لوگوں نے آپ سے درخواست کی کہ آپ قیدیوں کے معاملے میں احسان کریں، فرمایا کہ تمھیں اپنی عورتیں اور بچے زیادہ محبوب ہیں یا مال، اُنھوں نے کہا ہم شمار ہیں کوئی چیز برابر نہیں کر سکتے۔ فرمایا جو میرا اور عبد المطلب کی اولاد کا ہے وہ تو تمھارا ہے اور میں تمھارے لئے لوگوں سے درخواست کروں گا۔

مہاجرین وانصار نے کہا کہ جو ہمارا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، مگر اقرع بن حابس نے کہا کہ میں اور بنی تمیم تو نہ (دیں گے) عیینہ بن حصن نے کہا کہ میں اور بنی فزارہ نہ (دیں گے) عباس بن مرداس نے کہا کہ میں اور بنو سلیم واپس نہیں کریں گے، بنو سلیم نے کہا کہ جو ہمارا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، تو عباس بن مرداس نے کہا کہ تم لوگوں نے میری توہین کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جماعت (وفد کی) مسلمان ہو کر آئی ہے، میں نے اُن کے قیدیوں (کے فیصلے) میں تاخیر کی تھی، میں نے انھیں اختیار دیا تھا مگر اُنھوں نے عورتوں اور بچوں کے مساوی کسی چیز کو نہیں کیا، جس کے پاس اُن میں سے کوئی ہو اور وہ دل سے واپس کرنے پر راضی ہو تو یہ راستہ اچھا ہے جو نہ راضی ہو تو وہ بھی اُنھیں واپس کر دے، مگر یہ ہم پر قرض ہوگا اُن چھ حصوں میں جو اللہ ہمیں سب سے پہلی غنیمت دے گا، اُنھوں نے کہا ہم راضی ہیں اور ہم نے مان لیا، اُنھوں نے ان کی عورتیں اور بچے واپس کر دیے، اُن میں سے سوائے عیینہ بن حصن کے کسی نے اختلاف نہیں کیا، اُس نے اُن کی اُس بڑھیا کے واپس کرنے سے انکار کیا جو اُس کے قبضے میں گئی تھی، آخر اُس کو بھی اُس نے واپس کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کو ایک ایک قبطیہ (قبط کا کپڑا) پہنایا تھا۔

جب انصار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ عطا دیکھی جو قریش

اور شریب میں تھی تو انھوں نے اس کے بارے میں گفتگو کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے گروہ انصار کیا تم راضی نہیں ہو کہ لوگ بکریاں اور اونٹ لیکے واپس جائیں اور تم رسول اللہ کو لیکے اپنے کجاووں کی طرف واپس جاؤ، انھوں نے کہا یا رسول اللہ ہم تقسیم اور حصے میں آپ پر راضی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ انصار پر رحم فرما، انصار کے بیٹوں پر رحم فرما، انصار کے بیٹوں کے بیٹوں پر رحم فرما، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے اور لوگ بھی متفرق ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب پنجشنبہ ۵/ ذی القعدہ کو الجعرانہ پہنچے وہاں تیرہ روز مقیم رہے۔ جب مدینے کی واپسی کا ارادہ کیا تو آپ شب چہارشنبہ ۱۸/ ذی القعدہ کو روانہ ہوئے، عمرہ کا احرام باندھا اور مکے میں داخل ہوئے، پھر طواف و سعی کی اور اپنا سر منڈایا، اسی رات آپ شب باش کی طرح الجعرانہ واپس آئے، پنجشنبہ کی صبح ہوئی تو آپ مدینے واپس ہوئے، آپ وادی الجعرانہ میں چلے یہاں تک کہ سرف پر نکلے اور مر الظہران کا راستہ اختیار کیا، پھر مدینے کا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

عبداللہ بن عباس نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارہ ہزار کے ہمراہ ہوازن میں آئے، آپ نے ان میں سے اتنے ہی
114 قتل کیے جتنے بدر کے دن قریش میں سے قتل کیے گئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھیلی زمین سے مٹی لی پھر اسے ہمارے چہروں پر پھینکا جس سے ہم بھاگ گئے۔

عباس بن عبدالمطلب سے مروی ہے کہ یوم حنین میں مسلمانوں اور مشرکوں میں مقابلہ ہوا، مسلمانوں نے پشت پھیر لی، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ کے ساتھ سوائے ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب کے کوئی نہ تھا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب پکڑے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کی طرف تیزی کرنے میں کوتاہی نہیں کی۔ پھر آپ کے پاس میں آیا، خچر کی لگام پکڑ لی، آپ اپنے سفید خچر پر تھے، فرمایا: "اے عباس پکارو کہ اے اصحاب السمرہ" میں بلند آواز والا

آدمی تھا، اپنی بلند آواز سے ندا دی "کہاں ہیں اصحاب السمرہ" وہ اس اونٹ کی طرح جو اپنے بچوں پر شفقت کرے "یالبیک، یالبیک، یالبیک" کہتے ہوئے آئے۔

مشرکین بھی آئے اُن کا اور مسلمانوں کا مقابلہ ہوا، دو مرتبہ انصار نے ندا دی "اے گروہ انصار، اے گروہ انصار" پھر ندا (پکار) صرف بنی حارث ابن الخزرج ہی میں رہ گئی، انھوں نے ندا دی "اے بنی حارث بن الخزرج"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خچر پر سے اونچے ہو کر ان کی لڑائی معاینہ فرمائی اور کہا: یہ وقت جنگ کے گرم ہونے کا ہے، آپ نے اپنے ہاتھ میں کنکریاں لیں، اور انھیں پھینکدیا، پھر فرمایا: رب کعبہ کی قسم بھاگو" واللہ ان کی حالت بدلتی رہی، ان کی تلوار کند ہوتی رہی، یہاں تک کہ اللہ نے انھیں شکست دیدی،

الزہری نے کہا کہ مجھے ابن المسیب نے خبر دی کہ اُس روز مسلمانوں کو چھ ہزار قیدی ملے، مشرکین مسلمان ہو کر آئے اور کہا کہ یا نبی اللہ آپ لوگوں میں سب سے بہتر ہیں، آپ نے ہمارے مال، عورتوں اور بچوں کو گرفتار کرلیا ہے

فرمایا: میرے پاس وہی قیدی ہیں جو تم دیکھ رہے ہو، سب سے بہتر بات وہ ہے جو سب سے زیادہ سچی ہو، تمھیں اختیار ہے کہ یا تو تم مجھ سے اپنے بچوں اور عورتوں کو لیلو یا اپنا مال،

اُنھوں نے کہا، ہم لوگ ایسے نہیں ہیں کہ حساب میں کوئی چیز عورتوں اور بچوں کے مساوی کریں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے ہوئے اُٹھے اور فرمایا کہ یہ لوگ مسلمان ہو کر آئے ہیں، ہم نے عورتوں بچوں اور مال میں اختیار دیا تھا مگر انھوں نے حساب میں کسی چیز کو عورتوں بچوں کے مساوی نہیں کیا لہذا جس کے پاس ان میں سے کچھ ہو اور اُس کا دل واپس کرنے پر راضی ہو تو یہ راستہ بہتر ہے جو راضی نہ ہو تو وہ ہمیں دیدے، یہ ہم پر قرض ہوگا، جب ہم کچھ پائیں گے تو یہ قرض ادا کردیں گے"

اُنھوں نے کہا: یا نبی اللہ ہم راضی ہیں اور تسلیم کرتے ہیں، آپ نے فرمایا مجھے نہیں معلوم، شاید تم میں کوئی ایسا ہو جو راضی نہ ہو، لہٰذا تم لوگ اپنے نمایندے بھیجو، جو ہمارے پاس اسے پیش کریں، آپ کے پاس نمایندے پیش کئے گئے کہ وہ لوگ راضی ہیں اور تسلیم کرتے ہیں،

ابو عبد الرحمٰن الفہری سے مروی ہے کہ غزوۂ حنین میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے سخت تیز اور شدید گرمی والے دن میں روانہ ہوئے، ایک درخت کے سایے کے نیچے اُترے، جب آفتاب ڈھل گیا تو میں نے اپنی زرہ پہنی گھوڑے پر سوار ہو کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب روانہ ہوا، آنحضرت اپنے خیمے میں تھے، میں نے کہا، السلام علیک ۱۱۴
یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ، چلنے کا وقت آگیا، آپ نے فرمایا "اچھا" پھر فرمایا: اے بلال، وہ ببول کے نیچے سے اس طرح اُٹھے کہ گویا اُن کا سایہ طائر (چڑیا) کا سایہ ہے اور کہا: لبیک وسعدیک میں آپ پر فدا ہوں، آپ نے فرمایا: میرے گھوڑے پر زین کس دو،

اُنھوں نے ایک زین نکالا جس کے دونوں دامن کھجور کی چھال کے تھے مگر کچھ نقش نہ تھا، زین کس دیا، آپ سوار ہوئے اور ہم بھی ہمراہ سوار ہوئے، رات بھر ہم نے اُن کے مقابلے میں صف بندی کی، دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کی بو سونگھی، مسلمانوں نے پشت پھیر لی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ کے بندو، میں اللہ کا بندہ اور اُس کا رسول ہوں" پھر فرمایا اے گروہ مہاجرین، میں اللہ کا بندہ اور اُس کا رسول ہوں،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سے کود پڑے، آپ نے ایک مٹھی مٹی لی، مجھے اُنھوں نے خبر دی جو مجھ سے زیادہ آپ کے نزدیک تھے کہ وہ مٹی آپ نے مشرکین کے منہ پر ماردی اور فرمایا چہرے برے ہوں، اللہ نے ان کو شکست دے دی،

یعلیٰ بن عطاء نے بیان کیا کہ مجھ سے اُن (مشرکین) کے بیٹوں نے

اپنے اپنے والد سے بیان کیا کہ ہم میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا جس کی دونوں آنکھوں اور منہ میں مٹی نہ بھر گئی ہو، پھر ہم نے آسمان اور زمین کے درمیان ایک آواز مثل اُس آواز کے سنی جو لوہے کے (صیقل کے لیے) نئے طشت پر گزارنے سے پیدا ہوتی ہے۔

سَمُرہ سے مروی ہے کہ یوم حنین بارش کا دن تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منادی کو حکم دیا تو اس نے ندا دی کہ نماز کجاووں میں ہوگی۔

ابو الملیح کے والد سے مروی ہے کہ حنین میں ہم پر بارش ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے منادی نے ندا دی کہ نماز کجاووں میں ہوگی۔

عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ یوم حنین میں ندا دی گئی کہ "اے اصحاب سورۃ البقرہ" وہ اپنی تلواروں کو لیے کے آئے جو مثل شہاب (ٹوٹتے ستاروں) کے تھیں، پھر اللہ نے مشرکین کو شکست دی۔

سریۂ طفیل بن عمرو الدوسی

شوال ۸ھ میں ذی الکفین کی جانب جو عمرو بن حُمَمَہ کا بت تھا طفیل بن عمرو الدوسی کا سریہ ہوا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف جانے کا ارادہ کیا تو طفیل بن عمرو الدوسی کو ذی الکفین کی طرف بھیجا، جو عمرو بن حممہ الدوسی کا بت تھا کہ وہ اُسے منہدم کر دیں، ان کو آپ نے حکم دیا کہ اپنی قوم سے امداد حاصل کریں اور آپ کے پاس طائف میں آجائیں، وہ تیزی کے ساتھ اپنی قوم کی طرف روانہ ہوئے، انھوں نے ذی الکفین کو منہدم کر دیا، اس کے چہرے میں آگ لگانے لگے اُسے جلانے لگے اور کہنے لگے۔

یاذا الکفین لست من عبادکا میلادنا اقدم من میلادکا

اے ذو الکفین ہم تیرے بندوں میں نہیں ہیں ہماری ولادت تیری ولادت سے پہلے ہے

انی خششت النار فی فؤادکا

میں نے تیرے دل میں آگ لگا دی ہے

ان کے ہمراہ قوم کے چار سو آدمی فوراً روانہ ہو گئے وہ رسول اللہ ۱۱۴
صلی اللہ علیہ وسلم کے طائف آنے کے چار روز بعد آپ کے پاس پہنچے،
آپ دبابہ (قلعہ شکن آلہ) اور منجنیق (پتھر پھینکنے کا آلہ) بھی لائے آپ نے فرمایا،
اے گروہ ازد تمہارا جھنڈا کون اٹھائے گا، طفیل نے کہا کہ جو اسے
جاہلیت (حالت کفر) میں اٹھاتے تھے وہ نعمان بن بازیہ الہبی ہیں،
فرمایا تم نے درست کہا۔

غزوۂ طائف

شوال سنہ ۸ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوۂ طائف ہوا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حنین سے بقصد طائف روانہ ہوئے،
خالد بن الولید کو اپنے مقدمہ پر آگے روانہ کیا، ثقیف نے اپنے قلعے کی
مرمت کر لی تھی، اس کے اندر اتنا سامان رکھ لیا تھا کہ ایک سال کے لئے
کافی ہو، جب وہ اوطاس سے بھاگے تو اپنے قلعے میں داخل ہو گئے اور
اندر سے بند کر کے مقابلے پر تیار ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلعۂ طائف کے قریب اترے اور اسی
مقام پر آپ نے چھاؤنی بنائی، ان لوگوں نے مسلمانوں پر ایسی سخت تیر اندازی
کی کہ گویا وہ تیر نہیں ٹڈیوں کے پاؤں ہیں، چند مسلمان زخمی اور بارہ شہید ہوئے
جن میں عبداللہ بن ابی امیہ بن المغیرہ اور سعید بن العاص بھی تھے،
اس روز عبداللہ بن ابی بکرؓ کے تیر لگا زخم مندمل ہو گیا، لیکن پھر کھل گیا،

میں سے وہ انتقال کر گئے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام پر تشریف فرما ہوئے جہاں آج مسجد طائف ہے، آپ کی ازواج میں سے ہمراہ ام سلمہ اور زینب تھیں، ان دونوں کے لئے دو خیمے نصب کئے گئے، آپ پورے محاصرہ کے زمانے میں دونوں خیموں کے درمیان نماز پڑھتے رہے۔

آپ نے اٹھارہ روز تک محاصرہ کیا، ان پر منجنیق (آلۂ سنگباری) نصب کیا، قلعے کے گرد اگرد مسلمین نے لکڑیوں سے خسک (گیاہ خاردار یا گوکھرو) پھیلا دیا، ان پر ثقیف نے تیر اندازی کی جس سے چند آدمی مارے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگور کے باغ کاٹنے اور جلانے کا حکم دیا، مسلمانوں نے بکثرت باغ کاٹ ڈالے، ان لوگوں نے آپ سے درخواست کی کہ آپ ان باغوں کو اللہ کے لئے رحم کر کے چھوڑ دیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ کے لئے رحم کر کے چھوڑتا ہوں،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے ندا دی کہ جو غلام ہمارے پاس قلعہ سے اتر آئے گا وہ آزاد ہوگا، ان میں سے دس سے زائد آدمی نکلے جن میں ابوبکرہ بھی تھے چونکہ وہ ایک ایک جماعت (بکرہ) کے ساتھ اترے تھے اس لئے ابوبکرہ (جماعت کے باپ) کہا گیا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کر دیا، ان میں سے ہر شخص کو ایک ایک مسلمان کے سپرد کر دیا جو اس کا خرچ برداشت کرتا تھا، اہل طائف پر یہ بہت ہی شاق گزرا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (منجانب اللہ) فتح طائف کی اجازت نہیں دی گئی تھی، آپ نے نوفل بن معاویہ الدیلی سے مشورہ طلب فرمایا کہ تم کیا مناسب سمجھتے ہو؟ انہوں نے کہا: ایک لومڑی اپنے سوراخ میں ہے، اگر آپ اس پر ٹھہرے رہیں گے تو اسے پکڑ لیں گے، اور اگر آپ اسے چھوڑ دیں گے تو وہ آپ کا نقصان نہ کرے گی۔ ۱۱۷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن الخطاب کو حکم دیا تو انہوں نے کوچ کا اعلان کیا، لوگوں نے شور مچایا اور کہا ہم کیسے کوچ کریں درآں حالیکہ طائف ابھی فتح نہیں ہوا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح کے وقت

لڑائی پر جاؤ، لوگ گئے تو زخمی ہو کر واپس آئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انشاء اللہ ہم واپس ہوں گے، وہ اس سے خوش ہوئے، انھوں نے اقرار کیا، اور کوچ کرنے لگے، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس رہے تھے۔

ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہو: سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں، جو یکتا و تنہا ہے، اس نے اپنا وعدہ سچا کیا اپنے بندے کی مدد کی۔ اور تنہا اسی نے گروہوں کو شکست دی،

جب وہ لوگ روانہ ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہو: (ہم) لوٹنے والے توبہ کرنے والے، اپنے رب کی عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے ہیں، کہا گیا یا رسول اللہ ثقیف کے لئے اللہ سے بددعا کیجئے آپ نے فرمایا کہ اے اللہ ثقیف کو ہدایت کر اور انھیں لے آ۔

حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل طائف کا محاصرہ کیا اُس کی دیوار پر سے ایک شخص کو تیر مار کر قتل کر دیا گیا، عمرؓ نے آکر عرض کیا، یا نبی اللہ، ثقیف کے لئے بددعا کیجئے، آپ نے فرمایا: اللہ تعالی نے ثقیف کے بارے میں اجازت نہیں دی، اس قوم سے ہم کیونکر لڑیں جن کے بارے میں اللہ نے اجازت نہیں دی، فرمایا کوچ کرو، ارشاد نبوی صلعم کی تعمیل کی گئی۔

مکحول سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل طائف پر چالیس روز تک منجنیق نصب کی۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے دن فرمایا، غلاموں میں سے جو ہمارے پاس نکل آئے گا وہ آزاد ہو گا، ان کے غلاموں میں سے چند غلام نکل آئے جن میں ابوبکرہ بھی تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو آزاد کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب محرم ۹ھ کا چاند دیکھا تو محصلوں کو عرب سے صدقہ وصول کرنے کے لئے بھیجا، آپ نے عیینہ بن حصن کو بنی تمیم کی طرف بھیجا کہ وہ اُن سے صدقہ وصول کریں، بریدہ بن الحصیب کو اسلم و غفار کی طرف اور کہا جاتا ہے کہ (بجائے بریدہ کے) کعب بن مالک کو، عباد بن بشر الاشہلی کو سلیم و مزینہ کی طرف، رافع بن مکیث کو جہینہ کی طرف،

عمرو بن العاص کو بنی فزارہ کی طرف، ضحاک بن سفیان الکلابی کو بنی کلاب کی طرف، بسر بن سفیان الکعبی کو بنی کعب کی طرف بھیجا، ابن اللتبیہ الازدی کو بنی ذبیان کی طرف، اور سعد ہذیم سے ایک شخص کو آپ نے ان کے صدقات جمع کرنے پر روانہ کیا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے مصدقین (صدقہ وصول کرنے والوں) کو حکم دیا کہ جو زیادہ ہو وہ ان سے لیں اور ان کے عمدہ مالوں سے بچیں۔

سریہ عیینہ بن حصن الفزاری ۱۱۶

محرم سنہ ۹ھ میں بنی تمیم کی جانب سریہ عیینہ بن حصن الفزاری ہوا جو السقیا اور زمین بنی تمیم کے درمیان تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیینہ بن حصن الفزاری کو پچاس عرب سواروں کے ہمراہ جن میں نہ کوئی مہاجر تھا نہ انصار، بنی تمیم کی جانب روانہ کیا، وہ رات بھر چلتے اور دن کو پوشیدہ رہتے، پھر ان پر ایک جنگل میں اچانک حملہ کر دیا۔

مشرکین اپنے مواشی چرا رہے تھے کہ مسلمانوں کو دیکھا اور بھاگ گئے، ان میں سے گیارہ آدمی گرفتار ہوئے، انہوں نے محلے میں گیارہ عورتیں اور تیس بچے پائے تو انہیں بھی مدینہ کھینچ لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ وہ رملہ بنت الحارث کے مکان میں قید کر دیے جائیں۔

قبیلے کے سردار جن میں عطارد بن حاجب، الزبرقان بن بدر، قیس بن عاصم، الاقرع بن حابس، قیس بن الحارث، نعیم بن سعد، عمرو بن الاہتم اور رباح بن الحارث بن مجاشع بھی تھے آئے۔

جب ان قیدیوں نے ان کو دیکھا تو عورتیں اور بچے ان کے آگے رونے لگے، یہ جلدی کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کی طرف آئے

اور پکارا کہ یا محمد ہماری طرف نکلیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے حالانکہ بلال نے نماز کی اقامت کہدی تھی، وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لپٹکر گفتگو کرنے لگے اور آپ ان کے پاس ٹھہر گئے پھر آپ چلے گئے اور نماز ظہر پڑھکر مسجد کے صحن میں بیٹھ گئے۔

انھوں نے عطارد بن حاجب کو آگے کیا، اس نے گفتگو کی اور تقریر کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن شماس کو حکم دیا تو انھوں نے جواب دیا، انھیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی "ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرھم لا یعقلون" (جو لوگ آپ کو حجروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اسیر و قیدی واپس کر دیئے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو بنی المصطلق کی جانب بھیجا جو خزاعہ میں سے تھے وہ لوگ اسلام لے آئے تھے اور مساجد بنائی تھیں، جب انھوں نے ولید کے نزدیک آنے کی خبر سنی تو ان میں سے بیس آدمی ولید کی خوشی میں اونٹ بکریاں ان کے پاس لیجانے کو نکلے،

جب انھوں نے ان کو دیکھا تو مدینے واپس آگئے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ انھوں نے ہتھیاروں سے مقابلہ کیا اور صدقہ جمع کرنے میں مزاحم ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی جانب ان لوگوں کے بھیجنے کا ارادہ کیا جو ان سے جنگ کریں،

یہ خبر اس قوم کو پہنچی تو آپ کے پاس وہ سوار آئے جو ولید سے ملے تھے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو واقعے کی صورت سے آگاہ کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی "یا ایھا الذین آمنوا ان جاءکم فاسق بنبا فتبینوا ان تصیبوا قوما بجہالۃ" (اے ایمان والو اگر تمہارے پاس فاسق کوئی خبر لائے تو اچھی طرح معلوم کر لو تاکہ ناواقفی سے کسی قوم کو مصیبت نہ پہنچا دو)،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں قرآن پڑھ کر سنایا ان کے ہمراہ عباد بن بشر کو بھیجا کہ وہ ان کے اموال کے صدقات لے لیں انھیں

شرائع اسلام سے آگاہ کریں اور قرآن پڑھائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حکم دیا تھا وہ نہ تو اُس سے بڑھے اور نہ انھوں نے کوئی حق ضائع کیا، اُن کے پاس کوہ دس روز رہے، پھر خوشی خوشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے۔ ١١٧

سریۂ قُطبہ بن عامر بن حدیدہ

صفر ۹ھ میں قُطبہ بن عامر بن حدیدہ کا نواح بیشہ قریب تُربہ میں خثعم کی جانب سریہ ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قطبہ بن عامر بن حدیدہ کو بیس آدمیوں کے ہمراہ قبیلۂ خثعم کی جانب جو نواح تبالہ میں تھا بھیجا، انھیں یہ حکم دیا کہ ایک دم سے اُن پر حملہ کر دیں، وہ دس اونٹ پر روانہ ہوئے جنھیں باری باری استعمال کرتے تھے،

انھوں نے ایک آدمی کو پکڑ کر اُس سے دریافت کیا تو وہ اُن کے سامنے گونگا بن گیا، پھر قبیلے کو پکارنے لگا، اور انھیں ڈرانے لگا، ان لوگوں نے اس کی گردن ماردی پھر اتنی مہلت دیدی کہ قبیلہ سو گیا تو انھوں نے ایک دم سے ان پر حملہ کر دیا، اتنی سخت جنگ ہوئی کہ دونوں فریق میں مجروحین کی کثرت ہو گئی، قطبہ بن عامر نے جسے قتل کیا اُسے قتل کیا،

یہ لوگ اونٹ، بکریاں اور عورتیں مدینے ہنکا لائے، ایک سیلاب آگیا جو مشرکین اور مسلمانوں کے درمیان حائل ہو گیا، وہ لوگ قطبہ تک کوئی راستہ نہ پاتے تھے، خمس نکال لینے کے بعد اُن کے حصے میں چار چار اونٹ آئے، ایک اونٹ دس بکریوں کے برابر کیا گیا۔

سریۂ ضحاک بن سفیان الکلابی

ربیع الاول ۹ھ میں بجانب بنی کلاب سریۂ ضحاک بن سفیان الکلابی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے القرطاء کی جانب ایک لشکر بھیجا جن پر ضحاک بن سفیان بن عوف بن ابی بکر الکلابی امیر تھے، اُن کے ہمراہ اُصید بن سلمہ ابن قرط بھی تھے، الزج زج لاوہ میں یہ اُن لوگوں سے ملے اور انھیں اسلام کی دعوت دی، مگر انھوں نے انکار کیا تو ان لوگوں نے اُن سے جنگ کی اور شکست دی،

اُصید اپنے والد سلمہ سے ملے جو گھوڑے پر سوار الزج کے ایک تالاب میں تھا، انھوں نے اپنے والد کو اسلام کی دعوت دی اور اُسے امان دی، مگر اُس نے ان کو اور ان کے دین کو برا کہا، اصید نے اپنے والد کے گھوڑے کے دونوں پیروں پر تلوار ماری، گھوڑا گر پڑا تو سلمہ اپنے نیزے کے سہارے سے پانی میں کھڑا ہو گیا سلمہ کو وہ پکڑے رہے یہاں تک کہ اُن کے پاس کوئی اور آیا جس نے اُسے قتل کیا، اُسے اس کے فرزند نے قتل نہیں کیا۔

سریۂ علقمہ بن مجزز المدلجی

ربیع الآخر ۹ھ میں الحبشہ کی جانب سریۂ علقمہ بن مجزز المدلجی ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ الحبشہ کے کچھ لوگ ہیں جنھیں ۱۱۸
اہل جدّہ نے دیکھا، آپ نے اُن کی جانب علقمہ بن مجزز کو تین سو آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیا، وہ سمندر میں ایک جزیرے تک پہنچے، سمندر ان کی طرف چڑھ گیا تو وہ لوگ اُن سے بھاگ گئے۔

سمندر اتر گیا، بعض جماعت والوں نے اپنے اہل و عیال کی طرف جانے میں عجلت کی تو انھیں اجازت دیدی، عبداللہ بن حذافۃ السہمی نے بھی عجلت کی تو اُن کو انھوں نے عجلت کرنے والوں پر امیر بنادیا، عبداللہ میں مزاح (ہنسی) کی عادت تھی، یہ لوگ راستے میں کہیں اترے آگ سلگا کر تاپنے اور کھانا پکانے لگے، عبداللہ نے کہا کہ میرا تم لوگوں پر یہ حق ہے کہ

اس آگ میں کود پڑیں، بعض ان میں سے کھڑے ہو گئے اور مستعد ہو گئے۔
عبداللہ نے خیال کیا کہ اب یہ لوگ اس میں کود پڑیں گے تو کہا بیٹھو، میں تو
تمہارے ساتھ صرف ہنسی کرتا تھا، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تمہیں کوئی کسی معصیت کا حکم دے تو اس کی
اطاعت نہ کرو۔

سریۂ علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب

ربیع الآخر ۹ھ میں قبیلۂ طے کے بت الفلس کی جانب علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب
کا سریہ ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو ڈیڑھ سو انصار کے
ہمراہ سو اونٹوں اور پچاس گھوڑوں پر الفلس کی جانب روانہ کیا تاکہ وہ اُسے
منہدم کر دیں، ان کے ہمراہ رایت (بڑا جھنڈا) سیاہ، اور لواء (چھوٹا جھنڈا) سفید تھا
وہ فجر ہوتے ہی آل حاتم کے محلے پر ایک دم سے ٹوٹ پڑے، الفلس کو
منہدم اور خراب کر دیا، انھوں نے اپنے ہاتھ قیدیوں (اونٹوں اور بکریوں
سے بھر لیے، قیدیوں میں عدی بن حاتم کی بہن بھی تھی، عدی شام کی طرف
بھاگ گیا۔

الفلس کے خزانے میں تین تلواریں پائی گئیں جن میں سے ایک کا نام
"رسوب" دوسری کا "المخذم" اور تیسری کا "الیمانی" تھا، اور تین زرہیں بھی ملیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں پر ابو قتادہ کو عامل بنا دیا تھا
اور مواشی اور اسباب پر عبداللہ بن عتیک کو وہ لوگ جب رکک میں اُترے
تو مال غنیمت تقسیم کر لیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے میں رسوب اور المخذم چھوڑ دیگئی بعد کو
تیسری تلوار بھی آپ کے لیے آگئی، اور خمس بھی نکال دیا گیا، آل حاتم کو چھوڑ دیا گیا
ان کو انھوں نے تقسیم نہیں کیا، اور مدینے آ گئے۔

سریۂ عکاشہ بن محصن الاسدی

ربیع الآخر ۹ھ میں بجانب الجناب علاقۂ عذرہ و بلی عکاشہ بن محصن الاسدی کا سریہ ہوا۔

غزوۂ تبوک

119 رجب ۹ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوۂ تبوک ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ شام میں رومیوں نے کثیر مجمع کیا ہے، ہرقل نے اپنے ساتھیوں کو ایک سال کی تنخواہ دیدی ہے اس کے ہمراہ (قبائل) لخم و جذام و عاملہ و غسان کو بھی لایا گیا ہے، اور اپنے مقدمات الجیوش کو البلقاء تک بھیج دیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو روانگی کے لئے بلایا انھیں وہ مقام بتایا جس کا آپ قصد فرماتے تھے تاکہ وہ لوگ تیار ہو جائیں آپ نے مکے اور قبائل عرب میں قاصد بھیجکر ان سے بھی کمک طلب کی، یہ سخت گرمی کا زمانہ تھا، انھیں صدقے کا حکم دیا، لوگ بہت سے صدقات لائے انھوں نے اللہ کے راستے میں مضبوط کر دیا۔

کچھ رونے والے لوگ آئے جو یہ چاہتے تھے آپ سے سواری چاہتے تھے آپ نے فرمایا میرے پاس کچھ نہیں جس پر میں تمھیں سوار کر دوں، وہ اس طرح واپس ہوئے کہ اس غم سے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے کہ انھیں وہ چیز نہیں ملتی ہے جو وہ خرچ کریں۔

یہ لوگ سالم بن عمیر، ہرمی بن عمرو، علبہ بن زید، ابولیلیٰ المازنی، عمرو بن عنمہ، سلمہ بن صخر اور عرباض بن ساریہ تھے۔

بعض روایات میں ہے کہ ان میں عبداللہ بن المغفل اور معقل بن یسار

بھی تھے بعض راوی کہتے ہیں کہ رونے والے مُقَرِّن کے سات بیٹے تھے جو مزینہ میں سے تھے،

کچھ منافق آئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغیر کسی سبب کے پیچھے رہ جانے کی اجازت چاہتے تھے آپ نے انھیں اجازت دیدی، وہ لوگ اسّی سے کچھ زائد تھے،

اعراب میں سے بیاسی آدمی جو جھوٹا عذر کرنے والے تھے آئے کہ انھیں بھی رہ جانے کی اجازت دی جائے، انھوں نے آپ سے عذر کیا، مگر آپ نے ان کا عذر قبول نہیں کیا، عبداللہ بن ابی بن سلول نے اپنے یہود و منافق حلفاء کے ہمراہ ثنیۃ الوداع میں لشکر قائم کیا تھا، کہا جاتا تھا کہ دونوں لشکروں میں اس کا لشکر کم نہیں تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لشکر پر ابوبکرؓ الصدیق کو خلیفہ بنایا، جو لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے مدینے پر محمد بن مسلمہ کو اپنا قائم مقام کیا یہی ہمارے نزدیک ان لوگوں سے زیادہ ثابت ہے جو کہتے ہیں آپ نے کسی اور کو خلیفہ بنایا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے تو عبداللہ بن ابی اور جو اس کے ہمراہ تھے پیچھے رہ گئے، چند مسلمان بھی بغیر کسی شک اور شبہے کے پیچھے رہ گئے، انہیں میں کعب بن مالک، ہلال بن ربیع، مرارہ بن الربیع، ابو خیثمہ السالمی اور ابوذر الغفاری تھے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار اور قبائل عرب کی ہر ہر شاخ کو یہ حکم دیا کہ وہ لواء (چھوٹا جھنڈا) اور رایت (بڑا جھنڈا) بنالیں، آپ اپنی مرضی کے مطابق روانہ ہو کر اپنے اصحاب کو لے چلے،

تیس ہزار آدمی اور دس ہزار گھوڑوں کے ہمراہ آپ تبوک آئے، وہاں بیس شب اس طرح قیام کیا کہ دو رکعت نماز (قصر) پڑھتے تھے، وہیں ابو خیثمہ السالمی اور ابوذر الغفاری آپ سے ملے،

ہرقل اس زمانے میں حمص میں تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن الولید کو چار سو بیس سواروں کے ہمراہ رجب ۹ھ میں بطور سریہ اکیدر بن عبدالملک کی جانب دومۃ الجندل بھیجا جو مدینۂ منورہ سے پندرہ رات کے راستہ پر تھا، اکیدر قبیلۂ کندہ میں سے تھا، ان کا بادشاہ ہوگیا تھا اور نصرانی تھا، خالد اس کے پاس

ایسے وقت پہنچے کہ چاندنی رات میں وہ قلعے سے نکلکر مع اپنے بھائی کے ایک نیل گائے ۱۲۰
کا شکار کھیل رہا تھا،

خالد بن الولید کے لشکر نے اس پر حملہ کردیا، اکیدر اسیر ہوگیا، اس کا بھائی حسان باز رہا، وہ لڑا یہاں تک کہ قتل ہوگیا، جو لوگ ان دونوں کے ہمراہ تھے وہ بھاگ کر قلعے میں داخل ہو گئے۔

خالد نے اکیدر کو قتل سے پناہ دی اور اس شرط پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے کہ وہ دومۃ الجندل آپ کو دیدے گا، اس نے منظور کیا اور خالد سے دو ہزار اونٹ، آٹھ سو (راس) جانور، چار سو زرہ اور چار سو نیزے پر صلح کی، انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص حصہ نکالا اور بقیہ اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا، ان میں سے ہر شخص کو پانچ پانچ حصے ملے،

خالد بن الولید اکیدر اور اس کے بھائی مصاد کو جو قلعے میں تھا اور وہ سب سامان جس پر صلح کی تھی لیکے روانہ ہوئے، اکیدر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے، اس نے آپ کو ہدیہ دیا، آپ نے اس سے جزیہ (ٹیکس) پر صلح کرلی وہ اور اس کا بھائی دونوں محفوظ رہے دونوں کو آزاد کر دیا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک فرمان لکھدیا جس میں ان کے امان اور شرائط صلح کا ذکر تھا، اس روز آپ نے فرمان پر اپنے انگوٹھے کا نشان بنایا۔

تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حفاظت اور پہرے پر عباد بن بشر کو عامل کیا، وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ لشکر کا گشت کیا کرتے تھے، آپ تبوک سے اس طرح واپس ہوئے کہ جنگ کی نوبت نہ آئی۔

رمضان ۹ھ میں آنحضرت مدینے آئے تو فرمایا: سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے ہمیں اس سفر میں اجر و ثواب عطا فرمایا، آپ کے پاس وہ لوگ آئے جو پیچھے رہ گئے تھے، انھوں نے قسم کھائی تو آپ نے ان کا عذر قبول کیا اور ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائی۔

آپ نے کعب بن مالک اور ان کے دونوں ساتھیوں کے معاملے میں انتظار فرمایا یہاں تک کہ قرآن میں ان کی توبہ نازل ہوئی، مسلمان اپنے ہتھیار بیچنے لگے

اور کہنے لگے کہ جہاد ختم ہو گیا، یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے انھیں منع کیا اور فرمایا: میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر جہاد کرتی رہے گی تاآں کہ دجال ظاہر ہو۔

کعب بن مالک سے مروی ہے کہ بہت کم ایسا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی غزوے کا ارادہ فرمایا اور اُسے دوسرے نام سے نہ چھپایا ہو بجز غزوۂ تبوک کے کہ اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت گرمی میں کیا، آپ نے سفر بعید اور کثیر دشمن کی جنگ کا مقابلہ کیا، مسلمانوں سے آپ نے ان کا نام صاف صاف بیان کر دیا کہ وہ اپنے دشمن کی طرح طیار ہو جائیں اور انھیں آپ نے اپنے اُس رُخ سے آگاہ کر دیا جس کا آپ قصد فرماتے تھے۔

عبداللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب سے اللہ کے اس قول میں کہ "الذین اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ" (جن لوگوں نے تنگی کے وقت آپ کی پیروی کی) مروی ہے کہ غزوۂ تبوک میں دو دو اور تین تین آدمی ایک اونٹ پر تھے، وہ سخت گرمی میں روانہ ہوئے ایک روز انھیں شدت کی پیاس لگی، وہ اپنے اونٹوں کو ذبح کرنے لگے، ان کی اوجھڑیاں نچوڑتے تھے اور یہ پانی پی لیتے تھے یہ پانی کی تنگی تھی، یہ پانی کی تنگی تھی اور یہ خرچ کی تنگی تھی،

کعب بن مالک سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک میں پنجشنبے کو روانہ ہوئے، یہ آپ کا آخری غزوہ تھا جسے آپ نے کیا، آپ پنجشنبے کی روانگی کو پسند فرماتے تھے۔

یحییٰ بن ابی کثیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک کیا، وہاں بیس رات مقیم رہے اور مسافر کی نماز پڑھتے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ہم لوگ غزوۂ تبوک سے واپس ہوئے جب مدینے کے قریب پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینے میں ایسی جماعتیں ہیں کہ تم نے نہ کوئی راستہ طے کیا ہو یا کوئی وادی قطع کی ہو مگر وہ تمہارے ساتھ رہے انھوں نے کہا یا رسول اللہ وہ مدینے ہی میں تھے آپ نے فرمایا، ہاں، انھیں عذر نے روک لیا تھا۔

جابر سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد اس کے کہ ہم لوگ مدینے واپس آ گئے غزوۂ تبوک کے بارے میں کہتے سنا کہ مدینے میں ایسی جماعتیں ہیں کہ تم نے بغیر ان کے نہ کوئی راستہ طے کیا اور نہ کوئی وادی قطع کی ہر حال میں وہ تمہارے ہمراہ رہے، (یہ وہ لوگ ہیں) جنھیں بیماری نے (جہاد میں جانے سے) روک لیا تھا۔

حج ابو بکر الصدیق رضؓ

ذی الحجہ سنہ ۹ھ میں ابو بکرؓ الصدیق نے لوگوں کو حج کرایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کو حج پر مامور فرمایا، وہ مدینے سے تین سو آدمیوں کے ہمراہ روانہ ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ بیس بدنہ (قربانی کے اونٹ) بھیجے جنھیں آپ نے اپنے ہاتھ سے ہار پہنا دیا تھا اور اشعار کر دیا تھا (اشعار یہ ہے کہ اونٹ کے کوہان میں برچھی مار کے خون نکال دیا جاتا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ حرم کی قربانی کے لئے ہے) آپ نے ان (بدنہ) پر ناجیہ بن جندب الاسلمی کو مقرر کیا اور ابو بکرؓ پانچ بدنہ لے گئے۔

جب وہ العرج میں پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی القصواء پر سوار ہو کر علیؓ بن ابی طالب اُن سے ملے، ابو بکرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمھیں حج پر مامور فرمایا ہے؟ انھوں نے کہا نہیں مجھے اس لئے بھیجا ہے کہ میں لوگوں کو سورۂ براۃ پڑھکر سناؤں اور ہر عہد والے کو اس کا عہد واپس کر دوں۔

ابو بکرؓ روانہ ہوئے، انھوں نے لوگوں کو حج کرایا، علیؓ بن ابی طالب نے یوم النحر (۱۰ ذی الحجہ) کو جمرۂ (عقبہ) کے پاس لوگوں کو سورہ براۃ سنائی اور ہر عہد والے کو اس کا عہد واپس کر دیا، اور کہا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک نہ حج کر سکے گا اور نہ برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کر سکے گا، پھر دونوں مدینے کے ارادہ سے واپس ہوئے،

11 ابوہریرہ سے مروی ہے کہ مجھے ابوبکر الصدیق نے اس حج میں جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں امیر بنایا تھا، اور حجۃ الوداع سے پہلے ہوا تھا' ایک جماعت کے ہمراہ بھیجا جو یوم النحر میں لوگوں میں اعلان کررہے تھے کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرسکے گا اور نہ بیت اللہ کا طواف برہنہ ہوکر کرسکے گا' ابوہریرہ کی حدیث کی وجہ سے حُمید کہا کرتے تھے کہ یوم النحر (۱۰/ ذی الحجہ) یوم الحج الاکبر (حج اکبر کا دن) ہے۔

سریۂ خالد بن الولید

سنہ ۱۰ھ میں بمقام نجران عبدالمدان کی جانب سریۂ خالد بن الولید ہوا،

سریۂ علیؓ بن ابی طالب رحمۃ اللہ

سریۂ علیؓ بن ابی طالب یمن کی جانب ہوا کہا جاتا ہے یہ سریہ دو مرتبہ ہوا، ایک رمضان سنہ ۱۰ھ میں ہوا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ کو یمن بھیجا، ان کے لئے جھنڈا (لواء) بنایا اپنے ہاتھ سے ان کے سر پر عمامہ باندھا اور فرمایا جاؤ اور کسی طرف پھر کر نہ دیکھو' جب ان کے میدان میں اترو تو ان سے جنگ نہ کرو تاوقتیکہ وہ تم سے نہ لڑیں،

علیؓ تین سو سواروں کے ساتھ روانہ ہوئے' یہ سب سے پہلا لشکر تھا جو ان بستیوں میں داخل ہوا' اور وہ (بستی) بلاد مَذحج تھی' انھوں نے اپنے ساتھیوں کو پھیلادیا' وہ لوٹ اور غنائم' بچے اور عورتیں' اونٹ اور بکریاں وغیرہ لائے' علیؓ نے غنائم پر بریدہ بن الخصیب الاسلمی کو مقرر کیا تھا لوگوں کو جو کچھ ملا ان کے پاس جمع کیا۔

علیؓ ایک جماعت سے ملے انھیں اسلام کی دعوت دی تو انھوں نے انکار کیا اور تیر اور پتھر مارے، آپ نے اپنے ساتھیوں کو صف بستہ کر دیا، اپنا جھنڈا مسعود بن سنان السلمی کو دیا، اور ان پر حملہ کر دیا مشرکین کے بیس آدمی قتل ہوئے تو وہ لوگ بھاگ گئے، علیؓ ان کی تلاش سے باز رہے، انھیں اسلام کی دعوت دی تو وہ دوڑے اور قبول کی، ان کے رؤساء کی ایک جماعت نے اسلام پر بیعت کرلی، اور کہا کہ ہم لوگ اپنی قوم کے، جو ہمارے پیچھے ہے سردار ہیں یہ ہمارے صدقات ہیں، لہذا ان میں سے اللہ کا حق لے لیجیے۔

علیؓ نے تمام غنائم کو جمع کیا، پھر انھیں پانچ حصوں پر تقسیم کیا، اور ان میں سے ایک حصے پر لکھ دیا "یہ اللہ کے لئے ہے" قرعہ ڈالا تو سب سے پہلا حصہ خمس کا نکلا، علیؓ نے بقیہ مال غنیمت اپنے ساتھیوں پر تقسیم کر دیا، پھر واپس ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکے میں آئے، آپ سنہ ھ میں حج کے لئے وہاں تشریف لائے تھے۔ ۱۲۳

عمرۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کئے

(۱) عمرۂ حدیبیہ جو عمرۂ حصر (روک دئے جانے کا عمرہ) تھا۔

(۲) دوسرے سال عمرۂ قضاء۔

(۳) عمرۂ الجعرانہ (غزوۂ حنین کے بعد)۔

(۴) وہ عمرہ جو اپنے حج کے ساتھ کیا۔

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عمرہ ذی القعدہ میں عام حدیبیہ میں کیا، پھر جس سال ذی القعدہ میں قریش سے صلح کی ایک عمرہ کیا اور ایک عمرہ اپنی طائف و جعرانہ کی واپسی میں ذی القعدہ میں کیا۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج سے پہلے ذی القعدہ میں تین عمرے کئے۔

ابوملیکہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کیے جو کل کے کل ذی القعدہ میں ہوئے۔

عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی عمرہ سوائے ذی القعدہ کے نہیں کیا۔

عطاء سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام عمرے ذوالقعدہ میں تھے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کیے، انھوں نے کہا چار، ایک آپ کا وہ عمرہ جس میں مشرکین نے آپ کو ذی القعدہ میں حدیبیہ سے واپس کیا اور بیت اللہ جانے سے روکا، دوسرے وہ عمرہ کہ جس سال قریش نے آپ سے صلح کی اس کے دوسرے سال ذی القعدہ میں ہوا، تیسرے الجعرانہ سے ذی القعدہ میں آپ کا وہ عمرہ جب آپ نے حنین کی غنیمت تقسیم کی، اور چوتھے وہ عمرہ جو آپ کے حج کے ساتھ ہوا۔

ابن عباس کے آزاد کردہ غلام عقبہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے آئے تو الجعرانہ میں اترے، آپ نے وہاں مال غنیمت تقسیم کیا اور وہیں سے عمرہ کیا، یہ ۲۸/ شوال کو ہوا۔

محرش الکعبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے وقت الجعرانہ سے عمرہ کیا، پھر آپ شب باش کی طرح لوٹے، اسی وجہ سے آپ کا عمرہ بہت سے لوگوں پر مخفی رہا۔ داؤد نے کہا کہ (یہ عمرہ) عام الفتح میں (ہوا)

محمد بن جعفر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے الجعرانہ سے عمرہ کیا اور وہاں سے ستر نبیوں نے بھی عمرہ کیا۔ ١٢

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین عمرے شوال میں کیے اور دو عمرے ذی القعدہ میں۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سے زائد عمرہ نہیں کیا۔

الشعبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمرے کیے

تین مرتبہ (مکے میں) قیام کیا۔

اسمٰعیل بن ابی خالد سے مروی ہے کہ میں نے عبد اللہ بن ابی اوفیٰ سے پوچھا کہ آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عمروں میں بھی بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے تو انھوں نے کہا نہیں۔

حجۃ الوداع

سنہ ۱۰ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ حج ہوا جس کو لوگ "حجۃ الوداع" کہتے ہیں اور مسلمان اُسے حجۃ الاسلام کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں دس سال رہ کر ہر سال اس طرح قربانی کیا کرتے تھے کہ نہ سر منڈاتے تھے نہ بال ترشواتے تھے، اور جہاد کے موقع پر جہاد کرتے تھے، حج نہیں کرتے تھے،

سنہ ۱۰ھ کا ذی القعدہ ہوا تو آپ نے حج کا ارادہ فرمایا اور لوگوں میں بھی اس کا اعلان کیا۔ مدینے میں لوگ بہ تعداد کثیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کی پیروی کرنے کے لئے آ گئے۔ آپ نے اپنے زمانۂ نبوت سے وفات تک سوائے اس حج کے اور کوئی حج نہیں کیا۔ ابن عباس حجۃ الوداع کہنے کو ناپسند کرتے تھے اور وہ حجۃ الاسلام کہا کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے سے غسل کر کے تیل لگا کے کنگھا کر کے، مقام صحار کے پہنے ہوئے صرف دو کپڑوں، ایک تہبند اور ایک چادر میں روانہ ہو گئے، یہ ۲۵/ ذی القعدہ شنبے کا دن تھا۔ آپ نے ذی الحلیفہ میں دو رکعت ظہر کی پڑھی، اپنے ہمراہ اپنی تمام ازواج کو بھی ہودجوں میں لے گئے، آپ نے اپنی بدنہ کا اشعار کیا (کوہان کے زخم سے علامت قربانی ظاہر کی) اور اُس کے گلے میں ہار ڈالا، پھر آپ اپنی اونٹنی پر سوار ہو گئے۔ جب آپ البیداء میں اس پر (اونٹنی پر) بیٹھے تو اُسی روز احرام باندھا،

آپ کی ہدی (قربانی) پر ناجیہ بن جندب الاسلمی مقرر تھے،

اس بارے میں اختلاف کیا گیا ہے کہ آپ نے کس چیز کی نیت کی، اہل مدینہ کہتے ہیں کہ آپ نے حج مفرد کی نیت کی، غیر مدنی لوگوں کی روایت ہے کہ آپ نے حج کے ساتھ عمرے کا بھی قران کیا، بعض لوگوں نے کہا کہ آپ مکے میں متمتع بعمرہ ہو کر داخل ہوئے پھر اسی (عمرے) سے حج کو ملا دیا، ہر قول کے بارے میں روایت ہے اللہ ہی کا علم سب سے زیادہ ہے۔

آپ منازل سے گزرتے ہوئے چلے، بوقت نماز ان مساجد میں اپنے اصحاب کی امامت فرماتے تھے جو لوگوں نے بنا دی تھیں اور ان کے مقامات لوگوں کو معلوم تھے،

آنحضرتؐ دوشنبے کو مر الظہران پہنچے، سرف میں آفتاب غروب ہوا، صبح ہوئی تو غسل فرمایا اور دن کو اپنی اونٹنی قصواء پر مکے میں داخل ہوئے، آپ کداء سے جو مکے کا بلند حصہ ہے داخل ہو کر باب بنی شیبہ پہنچے۔

جب آپ نے بیت اللہ کو دیکھا تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا کہ اے اللہ اس بیت کا شرف و عظمت و بزرگی و ہیبت زیادہ کر، اور حج و عمرہ کرنے والوں میں سے جو شخص اس کی تعظیم کرے اس کی بھی نیکی و شرف و عظمت و ہیبت زیادہ کر۔

آنحضرتؐ نے مناسک کی ابتدا فرمائی، طواف کیا، اور حجر اسود سے حجر اسود تک 11
(طواف کے ابتدائی) تین پھیروں میں اس طرح رمل کیا (یعنی دونوں شانے اور ہاتھ ہلاتے ہوئے تیز رفتار سے چلے) کہ اپنی چادر کو اضطباع کئے ہوئے تھے (یعنی چادر داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں شانے پر ڈالے ہوئے تھے)

پھر مقام ابراہیمؑ کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد فوراً ہی اپنی سواری پر صفا و مروہ کے درمیان سعی کی الابطح میں متردد ہوئے تو اپنی منزل کو واپس آ گئے۔

یوم الترویہ (۸/ذی الحجہ) سے ایک روز پہلے آنحضرتؐ نے ظہر کے بعد مکے میں خطبہ ارشاد فرمایا، یوم الترویہ کو منیٰ کی طرف روانہ ہوئے، رات کو وہاں رہے،

صبح کو عرفات کی طرف روانہ ہوئے، عرفات کے پہاڑ کی چوٹی پر آپ نے وقوف کیا اور فرمایا: سوائے بطن عرنہ کے پورا عرفہ وقوف کی جگہ ہے، آپ اپنی سواری ہی پر ٹھہر کر دعا کرتے رہے۔

آفتاب غروب ہوگیا تو آنحضرت ﷺ نے کوچ کیا اور تیز چلنے لگے جب کوئی گڑھا دیکھتے تھے تو (اونٹنی کو) پھندا دیتے تھے، اس طرح مزدلفہ آگئے، وہاں آگ کے قریب اترے، ایک اذان اور دو اقامتوں سے مغرب و عشاء کی نماز پڑھی اور رات کو وہیں قیام فرمایا۔

جب پچھلی شب ہوئی تو آپ نے کمزور بچوں اور عورتوں کو اجازت دیدی کہ لوگوں کے ہجوم سے پہلے منیٰ میں آجائیں،

ابن عباس نے کہا کہ آپ ہماری رانوں کو تھپکنے لگے اور فرمانے لگے کہ اے میرے بچو کیا تم سورج نکلنے تک جمرۂ عقبہ کی رمی نہ کروگے؟ فجر کے وقت نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی، اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے، جبل قزح پر وقوف کیا، اور فرمایا کہ "سوائے بطن محسر کے تمام مزدلفہ موقف (مقام وقوف) ہے"

طلوع آفتاب سے پہلے کوچ فرمایا، جب محسر پہنچے تو اپنی اونٹنی کو تیز کردیا اور جمرۂ عقبہ کی رمی تک برابر تلبیہ کہتے رہے، آپ نے ہدی کی قربانی کی اور اپنا سر منڈایا، مونچھوں اور دونوں رخساروں کے بال بھی ترشوائے، اپنے ناخن بھی ترشوائے، ناخن اور بالوں کے متعلق دفن کرنے کا حکم دیا، پھر خوشبو لگائی اور کرتہ پہنا،

منیٰ میں آپ کے منادی نے یہ ندا دی کہ یہ کھانے پینے کے دن ہیں، بعض روایات میں (رہنے کے دن) بھی آیا ہے، آپ ہر روز زوال آفتاب کے وقت چھوٹی کنکریوں سے رمی جمار کرتے رہے، یوم النحر (۱۰/ذی الحجہ) کے دوسرے روز بعد ظہر اپنی اونٹنی قصواء پر خطبہ ارشاد فرمایا،

یوم الصدر الآخر (یعنی ۱۳/ذی الحجہ) کو واپس ہوئے اور فرمایا کہ یہ تین ہیں (یعنی رمی جمار) جنہیں مہاجر مکہ میں لوٹنے کے بعد قائم کرتا ہے، پھر بیت اللہ کو

(یعنی بقیہ طواف) خلاصت کیا اور مدینے کی طرف واپس ہوئے، صلی اللہ علیہ وسلم۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حج و عمرہ دونوں کا تلبیہ کہتے سنا ابن عمرؓ سے بیان کیا تو انھوں نے کہا کہ آپ نے صرف حج کا تلبیہ کہا، پھر میں انس سے ملا اور ان سے ابن عمرؓ کا قول بیان کیا تو انس نے کہا کہ تمہیں لوگ بچوں ہی میں شمار کرتے تھے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو "لبیک عمرۃ وحجاً" ساتھ ساتھ کہتے سنا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تین طور پر روانہ ہوئے ہم میں بعض وہ تھے جنھوں نے حج و عمرہ میں قران کیا، وہ بھی تھے جنھوں نے حج کی نیت کی اور ایسے بھی تھے جنھوں نے عمرے کی نیت کی، لیکن جو شخص حج و عمرہ میں قران کرے وہ اس وقت تک حلال (احرام سے باہر) نہیں ہوتا جب تک کہ تمام مناسک (ارکان حج) ادا نہ کرلے۔

لیکن جس نے حج کی نیت کی اس پر بھی ان چیزوں میں سے کوئی چیز ۱۲۰
حلال نہیں جو اس پر حرام کی گئی تاوقتیکہ وہ مناسک ادا کرلے۔

البتہ جس نے عمرے کی نیت کی، پھر اس نے طواف و سعی کرلی تو اس کے لئے حج کے آنے تک سب چیز حلال ہوگئی۔

انس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (حج و عمرہ) دونوں کی ساتھ ساتھ تصریح کی۔

انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج و عمرہ کا تلبیہ کہا۔

انس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکعت ظہر مدینے میں پڑھی، دو رکعت عصر ذوالحلیفہ میں پڑھی اور وہیں رات کو رہے، یہاں تک کہ صبح ہوگئی، جب آپ کی اونٹنی آپ کو تیزی سے لے چلی تو آپ نے تکبیر و تسبیح کہی تاآنکہ اس نے آپ کو البیداء پہونچا دیا۔

جب ہم مکے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حلال (احرام سے باہر) ہوجانے کا حکم دیا۔

جب یوم الترویہ (۸/ذی الحجہ) ہوا تو لوگوں نے حج کا احرام باندھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات اونٹ کھڑے ہو کر اپنے ہاتھ سے نحر کئے (اونٹ کی گردن میں خاص مقام پر برچھی مار کر خون بہانے کو نحر کہتے ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مینڈھوں کی قربانی کی جو چتکبرے اور سینگ والے تھے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب (ذی الحجہ کی) چوتھی صبح کو حج کی نیت کر کے (مکے) آئے، انھیں (اصحاب کو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ "وہ اس (حج) کو عمرہ کر دیں، سوائے ان کے جن کے ہمراہ ہدی ہے" پھر کرتے پہنے گئے، خوشبو سونگھی گئی اور عورتوں سے صحبت کی گئی۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۴/ذی الحجہ کو مکۂ معظمہ آئے، جب ہم نے بیت اللہ اور صفا و مروہ کے درمیان طواف کر لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس (حج) کو عمرہ کر دو سوائے ان کے جن کے ہمراہ ہدی ہو، جب یوم الترویہ ہوا تو انھوں نے حج کا احرام باندھا، یوم النحر (قربانی کا دن) ہوا تو بیت اللہ کا طواف کیا صفا و مروہ کے درمیان طواف نہیں کیا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا احرام باندھا، آپ ۴/ذی الحجہ کو آئے، ہمیں صبح کی نماز البطحا میں پڑھائی اور فرمایا کہ جو شخص اسے عمرہ کرنا چاہے وہ کر دے۔

مکحول سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے جو ہمراہ تھے کس طرح حج کیا؟ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اصحاب جو ہمراہ تھے، عورتیں اور بچے سب نے حج کیا، انھوں نے عمرے سے حج کی طرف تمتع کیا، پھر حلال ہو گئے، ان کے لئے عورتیں اور خوشبو جو حلال کرنے حلال ہیں حلال کر دی گئیں۔ ۱۲۷

نعمان نے مکحول سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج و عمرہ دونوں کا احرام باندھا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ مجھے ابو طلحہ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج و عمرہ کو جمع کیا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف حج کا احرام باندھا۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حج مفرد کیا۔

ابن عباس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا

"لبیك اللهم لبیك لبیك لا شریك لك لبیك ان الحمد والنعمة لك والملك لا شریك لك (میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، حمد، نعمت و ملک تیرے ہی لئے ہے تیرا کوئی شریک نہیں)

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پرانے کجاوے اور چادر پر حج کیا، (وکیع نے کہا جو چار درم کے مساوی ہوگا یا نہ مساوی ہوگا، ہاشم بن القاسم نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں قیمت چار درم ہوگی) جب آپ روانہ ہوئے تو فرمایا: "اے اللہ ایسا حج (عطا کر) کہ نہ اس میں ریا ہو، نہ سمعہ" (نہ وہ کسی کے دکھانے کو ہو نہ سنانے کو)۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی الحلیفہ سے ظہر کے وقت احرام باندھا۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حج میں قربانی کے سو اونٹ لے گئے، آپ نے ہر اونٹ میں سے ایک بوٹی گوشت کا حکم دیا، وہ ایک ہانڈی میں کر دیا گیا، دونوں نے اس کا گوشت کھایا اور دونوں نے اس کا شوربا پیا، میں نے کہا وہ کون تھا جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کھایا اور شوربا پیا تو کہا علیؓ، جعفر اس کو مجھ سے کہتے تھے یعنی علیؓ بن ابی طالبؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھایا اور شوربا پیا اور جعفر اس کو ابن محمد سے کہتے تھے

ابی امامہ نے ان سے روایت کی جنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منیٰ کی طرف جاتے ہوئے دیکھا کہ بلال آپ کے ایک طرف تھے، ان کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی، اس پر دو نقشین کپڑے تھے جن سے وہ آفتاب سے سایہ کئے تھے،

یحییٰ بن ابی کثیر سے مروی ہے کہ جبریل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ اہلال (نیت حج) میں اپنی آواز بلند کیجئے کیونکہ وہ حج کا شعار ہے۔

زید بن خالد الجہنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس جبریل آئے، انھوں نے مجھ سے کہا کہ اہلال (نیت حج) میں اپنی آواز بلند کیجئے کیونکہ یہ شعار حج ہے (علامت وطریقۂ حج ہے)۔

عبداللہ بن السائب سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھتے دیکھا ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار (اے اللہ ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کر اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا)

اسامہ بن زید سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کے اندر نماز پڑھی۔

اسامہ بن زید اور عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے کے اندر دو رکعت نماز پڑھی۔

عبدالرحمٰن بن امیہ سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ سے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کے اندر کیا کیا، تو انھوں نے کہا کہ دو رکعت نماز پڑھی۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بلال بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے۔ میں نے بلال سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں نماز پڑھی؟ انھوں نے کہا ہاں بیت اللہ کے آگے کے حصے میں کہ آپ کے اور دیوار کے درمیان تین گز کا فاصلہ تھا۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ میں آیا تو مجھ سے کہا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے ہیں۔ میں آگے بڑھا تو آپ کو دیکھا کہ باہر چلے ہیں،

میں نے بلال کو دروازے کے پاس کھڑا ہوا پایا تو اُن سے پوچھا، انھوں نے کہا کہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز پڑھی۔

عبداللہ بن ابی مغیث سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کے اندر داخل ہونے کا ارادہ کیا تو آپ نے اپنے اُتار دیے۔

129 عائشہؓ سے مروی ہے کہ ایک روز میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو سنی، آپ بیت اللہ میں داخل ہوئے تھے آپ پر ملال کا اثر تھا، میں نے کہا یا رسول اللہ آپ کو کیسا ہے؟ فرمایا: آج میں نے وہ کام کیا کہ کاش اسے نہ کئے ہوتا، شاید میری امت کے لوگ اُس کے اندر داخل ہونے پر قادر نہ ہوں گے تو وہ واپس ہوں گے اور ان کے دل میں رنج ہوگا، ہمیں تو صرف اُس کے طواف کا حکم دیا گیا ہے، اندر داخل ہونے کا حکم نہیں دیا گیا۔

ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل (وقوف) عرفہ طواف کیا۔

عبدالرحمن بن یعمر نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرفات میں کہتے سنا کہ حج تو (وقوف) عرفات ہے یا (وقوف) عرفہ ہے جس شخص نے (نمازوں کے جمع کرنے کی رات (یعنی مقام مزدلفہ شب دہم ذی الحجہ) صبح سے پہلے پا لی تو اُس کا حج پورا ہوگیا، اور فرمایا کہ ایام منیٰ (دسویں ذی الحجہ کے علاوہ) تین ہیں، جو شخص دو ہی دن میں (یعنی گیارھویں اور بارھویں ہی کو) عجلت کر کے چلا جائے تو اُسے بھی کوئی گناہ نہیں اور جو شخص تاخیر کرے (تیرھویں تک رہے) تو اُسے بھی کوئی گناہ نہیں۔

ابن لام سے مروی ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جبکہ آپ مزدلفہ میں تھے، میں نے کہا، یا رسول اللہ کیا میرا حج ہوگیا؟ آپ نے فرمایا: جس نے ہمارے ساتھ یہاں (مزدلفہ میں) نماز پڑھی اور اس کے قبل رات یا دن کو عرفات میں حاضر ہوا اور اُس نے اپنا میل کچیل دور کیا (یعنی سر منڈایا) اس کا حج پورا ہوگیا۔

عروہ سے مروی ہے کہ جس وقت میں بیٹھا ہوا تھا تو اسامہ سے پوچھا گیا حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت واپس ہوئے تو کس طرح چلتے تھے، انھوں نے کہا بہت تیز چلتے تھے، جب کوئی گڑھا دیکھتے تھے تو اونٹنی کو پھندا دیتے تھے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے اس طرح واپس ہوئے کہ آپ نے ناقے پر اسامہ کو شرف ہم نشینی بخشا، آپ جمع (مزدلفہ) سے واپس ہوئے تو فضل بن عباس ہم نشین تھے، آپ تلبیہ کہتے رہے یہاں تک کہ آپ نے جمرۂ عقبہ کی رمی کی۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فضل بن عباس کو اپنا ردیف (ہم نشین) بنایا اور فضل نے انھیں اطلاع دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمرۂ عقبہ کی رمی تک برابر تلبیہ کہتے رہے۔

فضل بن عباس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفے کی شب اور جمع (مزدلفہ) کی صبح میں جب لوگ واپس ہوئے تو فرمایا کہ تمھیں اطمینان (سے چلنا) ضروری ہے، آپ اپنی ناقہ کو روک رہے تھے، محسر سے اترے تو منیٰ میں داخل ہوئے، اور فرمایا تمھیں چھوٹی کنکریاں (لینا) ضروری ہے جن سے تم جمرہ کی رمی کرو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس طرح) اشارہ کیا جس طرح انسان کنکری مارتا ہے۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی علیہ وسلم کو (باقلا کی پھلی کے دانوں کے برابر) چھوٹی کنکریوں سے رمی کرتے دیکھا۔

۱۳۰ عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ کی صبح (گیارھویں ذی الحجہ) کو فرمایا کہ میرے لئے (کنکریاں) چن لو۔ میں نے آپ کے لئے چھوٹی چھوٹی کنکریاں چنیں تو آپ نے انھیں ہاتھ میں رکھکر فرمایا: ہاں اسی طرح کی، تم لوگ غلو (زیادتی کرنے سے) بچو، کیونکہ تم سے پہلے لوگ دین میں غلو (زیادتی) کرنے سے ہلاک ہو گئے۔

ابوالزبیر نے جابر بن عبداللہ کو کہتے سنا کہ نبی صلی اللہ وسلم نے یوم النحر

(۱۰/ذی الحجہ) کو چاشت کے وقت رمی کی تھی پھر زوال آفتاب کے بعد بھی۔
ابو الزبیر نے بیان کیا کہ میں نے جابر بن عبد اللہ سے سنا کہ یوم النحر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی سواری پر رمی کرتے دیکھا، آپ ہم لوگوں سے فرما رہے تھے کہ اپنے مناسک (احکام حج) سیکھ لو کیونکہ مجھے نہیں معلوم شاید میں اس حج کے بعد حج نہ کروں گا۔
جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمروں کی رمی پیادہ آتے جاتے کرتے تھے۔
ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی پھر سر منڈایا۔
ابن عمر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اپنا سر منڈایا،
انس سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح دیکھا ہے کہ حجام آپ کا سر مونڈ رہا تھا، اصحاب آپ کے گرداگرد گھوم رہے تھے، اور چاہتے تھے کہ آپ کا بال سوائے ان کے ہاتھ کے اور کہیں نہ گرے۔
ابن شہاب سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم النحر کو روانہ ہوئے زوال آفتاب سے پہلے ہی (بغرض طواف مکے) گئے پھر (منیٰ میں) واپس آئے، اور تمام نمازیں منیٰ ہی میں پڑھیں،
عطاء نے کہا کہ جو شخص (منیٰ سے مکے جائے) اسے ظہر کی نماز منیٰ ہی میں پڑھنا چاہیے، میں تو ظہر کی نماز (مکے) جانے سے قبل منیٰ ہی میں پڑھتا ہوں اور عصر راستے میں، اور یہ سب درست ہے۔
طاؤس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ (منیٰ سے مکے) دن کو روانہ ہوں، اپنی ازواج کو آپ نے رات کو روانہ کیا تاکہ بیت اللہ کا طواف کیا پھر زمزم پر آئے اور فرمایا: مجھے دو آپ کو ایک ڈول بھر کر دیا گیا، آپ نے اس میں سے پیا، غرارہ کیا، پھر اسی میں کلی کر دی، اور حکم دیا کہ چاہِ زمزم میں انڈیل دیا جائے۔ ۱۱
طاؤس نے لوگوں سے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری پر

طواف کیا۔

ہشام بن حجیر نے طاؤس سے سنا جو یہ دعویٰ کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم زمزم پر آئے اور فرمایا، مجھے دو، آپ کو ایک ڈول دیا گیا، آنحضرت نے اس میں سے پیا پھر اس میں کلی کی، اور وہ پانی آپ کے حکم سے کنویں میں انڈیل دیا گیا۔

آنحضرت سقایہ (سبیل) کی طرف روانہ ہوئے، جو سقایۃ النبیذ (کہلاتا) تھا کہ (اس کا) پانی پئیں، پھر ابن عباس نے عباس سے کہا کہ یہ تو ایسا ہے کہ آج ہی ہاتھوں نے اسے گھنگول ڈالا ہے، البتہ بیت اللہ میں پینے کا صاف پانی ہے، مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے اس کے اور کوئی پانی پینے سے انکار کیا، اور اسی کو پیا۔

طاؤس کہا کرتے تھے کہ سقایۃ النبیذ سے پانی پینا حج پورا کرنے والی چیزوں میں سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سقایۃ) النبیذ سے اور زمزم سے (پانی) پیا اور فرمایا کہ اگر سنت نہ ہو جاتی تو میں (پانی کا ڈول) کھینچتا۔

حسین بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ابن عباس سے جب کہ لوگ ان کے گرد جمع تھے پوچھا کہ کیا تم اس نبیذ کو بطور سنت استعمال کرتے ہو یا وہ تم پر دودھ اور شہد سے زیادہ سہل ہے؟

ابن عباس نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس، جبکہ ہمراہ اصحاب مہاجرین و انصار بھی تھے، چند پیالے لائے گئے، جن میں نبیذ تھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے پیا مگر سیر ہونے سے پہلے اپنا سر اٹھا لیا، اور فرمایا، تم نے اچھا کیا، اسی طرح کئے جاؤ۔

ابن عباس نے کہا کہ مجھے اس معاملے میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی اس سے زیادہ محبوب ہے کہ ہم پر دودھ اور شہد کے سیلاب بہہ جائیں۔

(تنبیہ۔ سقایۃ النبیذ کے نام سے زمزم کی ایک سبیل تھی، راوی نے مجازاً اس کے پانی کو نبیذ کہہ دیا کیونکہ حقیقۃً نبیذ کے معنی شراب کے ہیں یہ محال ہے کہ آپ کے زمانے میں مکے میں حقیقی نبیذ کا گذر ہوا ہو، نبیذ تو فتح مکہ سے پہلے ہی حرام ہو گئی تھی)

عطاء سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب (منیٰ) سے مکے

واپس آئے تو آپ نے اپنے لئے تنہا ایک ڈول کھینچا، پینے کے بعد جو ڈول میں بچ گیا اُسے کنوئیں میں اونڈیل دیا، اور فرمایا: "ایسا نہ ہو کہ لوگ تمہاری سبیل (سقایہ) میں تم پر غالب آجائیں، اس لئے میرے سوا کوئی اور اُس سے نہ کھینچے" خود آپ نے وہ ڈول کھینچا جس میں سے آپ نے پیا، کسی اور نے آپ کی مدد نہیں کی

حارثہ بن وہب الخزاعی سے جن کی ماں عمرؓ کی زوجہ تھیں بیان کیا کہ میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی، لوگ بھی بیشتر حاضر تھے آپ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں۔

عمرو بن خارجہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں خطبہ ارشاد فرمایا، میں آپ کی ناقے کی گردن کے نیچے تھا جو جگالی کر رہی تھی، اس کا لعاب میرے دونوں شانوں کے درمیان بہ رہا تھا، آنحضرتؐ نے فرمایا:

اللہ نے ہر انسان کے لئے میراث میں اس کا حصہ مقرر کر دیا ہے، اس لئے وارث کے لئے وصیت جائز نہیں، خبردار بچہ صاحب فراش کے لئے ہے (یعنی عورت جس کی منکوحہ ہے بچہ اسی شخص کا ہے اگرچہ وہ مخفی طور پر زنا سے ہو)
۱۲ اور بدکار کے لئے پتھر ہے، وہ شخص جو اپنے باپ کے سوا کسی اور کا (بیٹا ہونے کا) دعوی کرے یا کوئی آزاد کردہ غلام اپنے آزاد کرنے والوں سے منہ پھیر کے دوسروں کا آزاد کردہ غلام ہونے کا دعوی کرے تو اس پر اللہ کی، ملائکہ کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم النحر میں جمرات کے درمیان کھڑے ہوئے، لوگوں سے فرمایا، یہ کون سا دن ہے؟ عرض کی یوم النحر ہے، فرمایا یہ کونسا شہر ہے؟ لوگوں نے کہا، بلد حرام، فرمایا یہ کونسا مہینہ ہے، لوگوں نے کہا، شہر حرام، فرمایا:

"یہ حج اکبر کا دن ہے، تمہارے خون، تمہارے مال، تمہاری آبروئیں، اس دن میں، اس مہینے میں، اس شہر کی حرمت کی طرح تم پر حرام ہیں" پھر فرمایا کیا میں نے (پیام الہٰی کی) تبلیغ کر دی؟ لوگوں نے کہا ہاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فرمانے لگے "اے اللہ گواہ رہ" آپ نے لوگوں کو رخصت (وداع) کیا اس لئے انھوں نے (اس حج کو) "حجۃ الوداع" کہا۔

نبیط بن شریط الاشجعی سے مروی ہے کہ میں حجۃ الوداع میں اپنے والد کا ردیف (اونٹ کی سواری میں ہم نشین) تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرمانے لگے میں اونٹ کے سرین پر کھڑا ہو گیا اور اپنے دونوں پاؤں والد کے شانوں پر رکھ لئے میں نے آپ کو کہتے سنا کہ "کونسا دن سب سے زیادہ محترم ہے، لوگوں نے کہا یہی دن، فرمایا "کونسا مہینہ سب سے زیادہ محترم ہے لوگوں نے کہا یہی مہینہ، فرمایا "کونسا شہر سب سے زیادہ محترم ہے لوگوں نے کہا یہی شہر، فرمایا "تمھارے خون تمھارے مال تم پر ایسے ہی حرام ہیں جیسے تمھارے اس دن کی حرمت تمھارے اس مہینے میں تمھارے اس شہر میں ہے" فرمایا "کیا میں نے تبلیغ کر دی" لوگوں نے کہا ہاں فرمایا اے اللہ گواہ رہ اے اللہ گواہ رہ، اے اللہ گواہ رہ۔

ابو غادیہ سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم العقبہ میں (یعنی جمرۂ عقبہ کی رمی کے روز ۱۰ ذی الحجہ کو) ہمیں خطبہ سنایا فرمایا: اے لوگو تمھارے خون تمھارے مال اپنے پروردگار سے ملنے تک تم پر ایسے ہی حرام ہیں جیسے تمھارے اس دن کی حرمت تمھارے اس مہینے اور اس شہر میں ہے خبردار کیا میں نے تبلیغ کر دی، ہم لوگوں نے کہا ہاں، فرمایا اے اللہ گواہ رہ، خبردار میرے بعد کفر کی طرف نہ پلٹ جانا کہ تم میں سے کوئی کسی کی گردن مارے،

ام الحصین سے مروی ہے کہ میں نے شب عرفہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک اونٹ پر اس طرح اپنی چادر لٹکائے ہوئے دیکھا (ابوبکر درمیانی راوی نے اشارہ کیا کہ آپ نے اسے اپنے بازو کے نیچے سے بائیں بازو پر ڈال لیا تھا اور اپنا داہنا بازو کھول دیا تھا) پھر میں نے آپ کو کہتے سنا کہ "اے لوگو سنو اور اطاعت کرو، اگرچہ تم پر کوئی عیب دار حبشی غلام ہی امیر کیوں نہ بنا دیا جائے جو تم میں کتاب اللہ کو قائم کرے"

نُبَیط سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوم عرفہ میں سُرخ اونٹ پر خطبہ فرماتے دیکھا۔

عبدالرحمٰن بن معاذ التیمی سے مروی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ سنایا جبکہ ہم منیٰ میں تھے (منجانب اللہ) ہمارے کان کھول دیئے گئے تھے، جو کچھ آپ فرما رہے تھے ہم لوگ اچھی طرح سن رہے تھے حالانکہ ہم لوگ اپنی منزلوں میں تھے،

آپ لوگوں کو مناسک (مسائل حج) تعلیم کرنے لگے، جب (رمی) جمار (کے بیان) پر پہنچے تو فرمایا "چھوٹی کنکریوں سے" آپ نے اپنی دونوں شہادت کی انگلی ایک دوسری پر رکھی، پھر مہاجرین کو حکم دیا کہ وہ مسجد کے آگے کے حصے میں اُتریں اور انصار کو حکم دیا کہ وہ مسجد کے پیچھے اتریں پھر اور لوگ بعد کو اترے۔

زید بن الخطاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں فرمایا "اپنے غلاموں کا (خیال رکھو) اپنے غلاموں کا (خیال رکھو) جو تم کھاؤ اسی میں سے انھیں کھلاؤ، جو تم پہنو اسی میں سے انھیں پہناؤ، اگر وہ کوئی ایسا گناہ کریں جسے تم معاف کرنا نہ چاہو تو اسے اللہ کے بندو انھیں بیچ ڈالو اور انھیں سزا نہ دو،

الہرماس بن زیاد الباہلی سے مروی ہے کہ میں قربانی کے روز (یوم الاضحیٰ میں) اپنے والد کا ہم نشین تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں ناقے پر لوگوں کو خطبہ سنا رہے تھے۔

الہرماس بن زیادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے، میرے والد اپنے اونٹ پر مجھے پیچھے بٹھائے ہوئے تھے، میں چھوٹا بچہ تھا، میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ یوم الاضحیٰ میں منیٰ میں اپنی کان کٹی اونٹنی پر لوگوں کو خطبہ سنا رہے تھے۔

ابی بکرہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حج میں خطبہ ارشاد فرمایا کہ خبردار، زمانہ اپنی ہیئت پر اسی دن سے گردش کرتا ہے جس دن سے اللہ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا، سال بارہ مہینے کا ہے ان میں سے چار مہینے

حرام (محترم) ہیں تین تو پے در پے ذی القعدہ و ذی الحجہ و محرم (اور ایک بعد کو) (قبیلۂ) مُضر کا وہ رجب جو جمادی (الآخرہ) و شعبان کے درمیان ہے۔

پھر فرمایا، یہ کونسا دن ہے، تو ہم نے کہا، اللہ اور اُس کا رسول زیادہ جانتا ہے، آپ خاموش رہے، یہاں تک کہ ہم لوگوں نے خیال کیا کہ آپ اُس کے نام کے علاوہ کوئی اور نام بتائیں گے، فرمایا کیا یہ یوم النحر نہیں ہے؟ ہم نے کہا بیشک ہے۔

فرمایا، یہ کونسا مہینہ ہے؟ ہم نے کہا، اللہ اور اُس کا رسول زیادہ جانتا ہے، آپ نے سکوت کیا، یہاں تک کہ ہم لوگوں کا گمان ہوا کہ آپ اُس کے نام کے علاوہ کوئی دوسرا نام بتائیں گے، تو فرمایا، کیا یہ ذی الحجہ نہیں ہے؟ ہم نے کہا، بیشک ہے۔

فرمایا، یہ کونسا شہر ہے؟ ہم نے کہا، اللہ اور اُس کا رسول زیادہ جانتا ہے، آپ نے سکوت کیا، یہاں تک کہ ہم لوگوں نے گمان کیا کہ آپ اُس کے نام کے سوا کوئی نام بتائیں گے تو فرمایا کیا یہ بلدۂ حرام نہیں ہے؟ ہم نے کہا، بیشک ہے،

فرمایا، تمہارے خون، تمہارے مال (راوی نے کہا، میرا خیال ہے کہ آپ نے "اور تمہاری آبروئیں" بھی فرمایا) تم پر ایسے حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس مہینے میں اور اس شہر میں ہے، تم اپنے پروردگار سے ملو گے تو وہ تم سے، تمہارے اعمال کی باز پرس کرے گا، خبردار میرے ۱۳۴
بعد گمراہ ہو کر (دین سے) نہ پھر جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو، خبردار کیا میں نے (حق) پہنچا دیا؟ خبردار، جو تم میں سے حاضر ہے وہ غائب کو پہنچا دے کیونکہ شاید بعض وہ لوگ جنھیں یہ پہنچے اُس سے زیادہ حافظ ہوں بہ نسبت اُن کے جنھوں نے اسے سُنا، خبردار کیا میں نے تبلیغ کر دی؟

محمد نے کہا، یہی ہوا، بعض لوگ جن کو پہنچا وہ اُن سے زیادہ حافظ ہوئے جن سے اُنھوں نے سُنا۔

مجاہد سے مروی ہے کہ ذی القعدہ میں ابوبکرؓ نے سفر حج کیا، اور علیؓ نے اذان دی اہل جاہلیت دو سال تک سال کے مہینوں میں سے ہر مہینے میں حج کیا کرتے تھے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حج ذی الحجہ میں پڑا، آپ نے فرمایا یہ وہ دن ہے جس دن اللہ نے آسمان و زمین کو پیدا کیا، زمانے نے اپنی ہیئت کے مطابق گردش کی، ابو بشر نے کہا کہ لوگوں نے جب حق کو ترک کر دیا تو مہینے بھول گئے

الزہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ ابن حذافہ کو اپنی سواری پر بھیجا کہ وہ ایام تشریق (۱۰/۱۱/۱۲/۱۳/ ذی الحجہ) کے روزوں سے منع کریں، اور فرمایا کہ یہ تو صرف کھانے پینے اور اللہ کے ذکر کے دن ہیں، معن (راوی) نے اپنی حدیث میں کہا مسلمان ان ایام کے روزے سے باز رہے ہے۔

بُدَیل بن ورقاء سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام تشریق میں یہ حکم دیا کہ میں ندا دوں "یہ کھانے پینے کے دن ہیں، لہذا ان میں کوئی روزہ نہ رکھے"

الحکم الزرقی کی والدہ سے مروی ہے کہ گویا میں علیؓ کو دیکھ رہی ہوں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید خچر پر سوار تھے۔ جس وقت وہ شعب الانصار پر کھڑے ہو کر کہہ رہے تھے کہ "اے لوگو یہ روزوں کے دن نہیں ہیں، یہ تو صرف کھانے پینے اور ذکر کے دن ہیں"۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ہم اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف خالص اور تنہا حج کا احرام باندھا تھا، اس کے ساتھ کوئی اور نیت نہ تھی، ذی الحجہ کی چوتھی صبح کو مکے آئے تو ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال ہو جانے (احرام کھول دینے) کا حکم دیا، اور فرمایا کہ حلال ہو جاؤ اور اُس (حج) کو عمرہ کر دو، آپ کو خبر پہنچی کہ ہم لوگ کہتے ہیں کہ جب ہمارے اور عرفے کے درمیان پانچ روز سے زائد نہ رہے تو آپ نے ہمیں حلال ہو جانے کا حکم دیا تاکہ ہم منیٰ اس حالت میں جائیں کہ ہماری شرمگاہوں سے منی ٹپکتی ہو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے، ہمیں مخاطب فرمایا کہ مجھے وہ بات پہنچ گئی ہے جو تم نے کہی، میں تم لوگوں سے زیادہ نیکوکار اور زیادہ متقی ہوں، اگر (میرے ہمراہ ہدیے کے) ہدی نہ ہوتی تو میں ضرور حلال ہو جاتا

اور اگر مجھے پہلے سے اپنا حال معلوم ہوتا جو بعد کو مجھے معلوم ہوا تو میں ہدی نہ لاتا۔ علی یمن سے آئے تو آپ نے اُن سے پوچھا، تم نے کاہے کا احرام باندھا؟ انھوں نے کہا کہ جس کا نبی صلعم نے باندھا ہو، فرمایا، ہدی لاؤ، اور احرام میں رہو جیسا کہ تم ہو۔

۱۳۵ آپ سے سراقہ نے کہا، یا رسول اللہ کیا آپ نے ہمارے اس عمرہ پر غور فرما لیا کہ یہ اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لئے فرمایا، ہمیشہ کے لئے اسمٰعیل (راوی) نے کہا "یا اس کے مثل کہا"۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو "لبیک عمرةً وحجاً" کہتے سنا۔

انس بن مالک سے (دوسرے طریقے سے) مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو "لبیک بعمرةٍ وحجٍّ" کہتے سنا۔

الشعبی سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر آیت "الیوم اکملت لکم دینکم" (آج میں نے تمھارے لئے دین کامل کر دیا) نازل ہوئی، یہ آیت آپ کے وقوف عرفہ کی حالت میں نازل ہوئی، جس وقت آپ نے موقف ابراہیم میں وقوف کیا تھا، شرک مضمحل ہو گیا، جاہلیت کے روشنی کے مقامات منہدم کر دیے گئے، کسی برہنہ نے بیت اللہ کا طواف نہیں کیا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم النحر میں جمرہ کی رمی تک تلبیہ کہا۔

سعید بن العاص نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں یوم الصدر کو (حج سے واپسی کے دن) ابن عمر کے ساتھ واپس ہوا، چند یمنی رفیق ہمارے پاس سے گذرے، جن کے کجاوے چمڑے کے تھے، اُن کے اونٹ کی نکیلیں بھی ٹی تھیں، عبداللہ (ابن عمر) نے کہا کہ جو شخص اُن رفقا کو دیکھنا چاہے جو اس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے ساتھ وارد ہوئے جبکہ آپ لوگ حجۃ الوداع میں آئے تھے تو اُسے ان رفقا کو دیکھنا چاہیے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ مجھے حجۃ الوداع کہنا ناپسند تھا، طاؤس نے

کہا کہ میں نے حجۃ الاسلام کہا تو انھوں نے کہا ہاں حجۃ الاسلام۔

ابراہیم بن میسرہ سے مروی ہے کہ طاؤس حجۃ الوداع کہنے کو ناپسند کرتے تھے اور حجۃ الاسلام کہتے تھے۔

علاء بن الحضرمی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہاجر اپنے مناسک ادا کرنے کے بعد تین دن ٹھیرے،

قتادہ نے کہا میں نے انس سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے حج کیے انھوں نے کہا صرف ایک حج،

مجاہد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے

۱۳۶ پہلے دو حج کیے اور ہجرت کے بعد ایک حج کیا،

ام المومنین و قاسم سے مروی ہے کہ عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہ صلعم لوگ دو نسک (حج و عمرہ) کر کے لوٹ رہے ہیں، اور میں ایک ہی نسک (حج) کے ساتھ لوٹ رہی ہوں، آپ نے فرمایا تم انتظار کرو، جب (حیض سے) پاک ہو جانا، تو تنعیم تک جانا، وہاں سے (عمرے کا) احرام باندھ لینا، ہم سے فلاں فلاں پہاڑ پر ملنا، (مجھے خیال ہے فلاں فرمایا تھا) لیکن وہ (عمرہ) بقدر تمھاری غایت کے ہوگا یا فرمایا بقدر تمھارے خرچ کے ہوگا، یا جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو۔

سریۂ اسامہ بن زید بن حارثہ

اسامہ بن زید بن حارثہ کا سریہ اہل اُبنیٰ کی جانب جو البلقاء کے نواح میں السراۃ کی زمین ہے، پیش آیا۔

چھبیسویں صفر ۱۱ھ یوم دوشنبہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جہادِ روم کی طیاری کا حکم دیا۔ دوسرے دن آپ نے اسامہ بن زید کو بلایا اور فرمایا:

اپنے باپ کے مقتل پر جاؤ، اور کفار کو کچل دو، میں نے اس لشکر پر تمھیں والی بنا دیا ہے، تم سویرے اہل اُبنیٰ پر حملہ کرو، ان میں آگ لگا دو

اور اتنا تیز چلو کہ خبروں کے آگے ہو جاؤ، اگر اللہ تعالیٰ تمہیں کامیاب کر دے تو تم ان لوگوں میں بہت کم ٹھیرو، اپنے ہمراہ رہبروں کو لیلو، مخبروں اور جاسوسوں کو اپنے آگے روانہ کر دو"

چار شنبے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کی بیماری) شروع ہوگئی، آپ کو بخار اور دردِ سر ہوگیا، پنجشنبے کی صبح کو آپ نے اپنے ہاتھ سے اسامہ کے لئے جھنڈا باندھا، پھر فرمایا، "اللہ کے نام کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرو اس سے جنگ کرو جو اللہ کے ساتھ کفر کرے"۔

وہ اپنے جھنڈے کو جو بندھا ہوا تھا لیکے نکلے جسے بریدہ بن الحصیب الاسلمی کو دیدیا الجرف میں لشکر جمع کیا، مہاجرین اولین و انصار کے معززین میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا جو اس غزوے میں بلا نہ لیا گیا ہو۔

ابو بکر الصدیق، عمر بن الخطاب، ابو عبیدہ بن الجراح، سعد بن ابی وقاص، سعید بن زید، قتادہ بن النعمان، سلمہ بن اسلم بن حریس جیسے اصحاب کبار تھے۔

قوم نے اعتراض کیا کہ یہ لڑکا مہاجرین اولین پر عامل بنایا جاتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت غصہ ہوئے، آپ اس طرح باہر تشریف لائے کہ سر پر ایک پٹی (بندھی) تھی اور جسم پر ایک چادر تھی، آپ منبر پر چڑھے، اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا:

اما بعد! اے لوگو، تم میں سے بعض کی گفتگو اسامہ کو امیر بنانے کے بارے میں مجھے پہنچی، (تو تعجب نہیں) اگر تم نے اسامہ کے امیر بنانے پر اعتراض کیا، تم اس سے پہلے ان کے باپ کے امیر بنانے پر اعتراض کر چکے ہو، خدا کی قسم، وہ امارت ہی کے لئے پیدا ہوئے تھے اور ان کے بعد ان کا بیٹا بھی امارت ہی کے لئے پیدا ہوا ہے، وہ میرے محبوب ترین لوگوں میں سے ہیں، ان دونوں سے ہر خیر کا گمان کیا گیا ہے، تم لوگ اسامہ کے متعلق خیر کی وصیت قبول کرو، کیونکہ وہ تمہارے بہترین لوگوں میں سے ہیں"

آپ (منبر سے) اتر کر اپنے مکان میں داخل ہوگئے، یہ ۱۰/ ربیع الاول یوم شنبہ کا واقعہ ہے، وہ مسلمان جو اسامہ کے ہمراہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

رخصت ہوکر لشکر کی طرف جو الجرف میں تھا جا رہے تھے ۔
۱۲۷ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض میں شدت ہوگئی تو آپ فرمانے لگے، اُسامہ کے لشکر کو روانہ کرو، دوشنبے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درد بہت شدید ہوگیا، اُسامہ اپنے لشکر گاہ سے اُس وقت آئے جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیہوش تھے، اُس روز لوگوں نے آپ کو دوا پلائی تھی ۔

اُسامہ نے سر جھکا کے آپ کو بوسہ دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلام نہیں فرما سکتے تھے، آپ اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھاتے تھے، اور انہیں اُسامہ پر رکھ دیتے تھے، اُسامہ نے کہا کہ میں یہ سمجھا کہ آپ میرے لئے دعا کرتے ہیں ۔

اُسامہ اپنے لشکر گاہ کو واپس گئے، دوشنبے کو آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صبح افاقے کی حالت میں ہوئی تھی، (آپ پر اللہ کی بیشمار رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں) آپ نے اُن سے فرمایا کہ صبح کو اللہ کی برکت سے روانہ ہو جاؤ ۔

اُسامہ آنحضرت سے رخصت ہوکے اپنے لشکر گاہ کی طرف روانہ ہوگئے، اور لوگوں کو کوچ کا حکم دیا، جس وقت وہ سوار ہونے کا ارادہ کر ہی رہے تھے کہ اُن کی والدہ ام ایمن کا قاصد اُن کے پاس آکر یہ کہنے لگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما رہے ہیں،

وہ آئے اور اُن کے ہمراہ عمرؓ و ابو عبیدہ بھی آئے، وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُس حالت میں پہنچے کہ آپ انتقال فرما رہے تھے، ۱۲/ ربیع الاول سالھ یوم دوشنبہ کو جبکہ آفتاب ڈھل چکا تھا آپ کی وفات ہوگئی، اللہ تعالیٰ آپ پر ایسی رحمت نازل کرے جس سے آپ خوش ہوں اور جسے آپ پسند کریں ۔

لشکر کے وہ مسلمان بھی مدینے آگئے جو الجُرف میں جمع تھے، بریدہ بن الحصیب بھی اُسامہ کا بندھا ہوا جھنڈا لیکے آگئے، وہ اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر لے آئے، وہاں اُسے گاڑ دیا جب ابو بکرؓ سے بیعت کر لی گئی تو اُنھوں نے بریدہ بن الحصیب کو جھنڈا اُسامہ کے مکان لیجانے کا

حکم دیا تاکہ وہ آپ کی مرضی کے مطابق روانہ ہوں، بریدہ اُسے لوگوں سے پہلے لشکر گاہ کو لئے گئے۔

عرب مرتد ہو گئے تو ابوبکرؓ نے اسامہ کے روکنے کے بارے میں گفتگو کی گئی انھوں نے انکار کیا، ابوبکرؓ نے اسامہ سے عمرؓ کے بارے میں گفتگو کی کہ وہ اُنھیں رہ جانے کی اجازت دیدیں، اسامہ نے اجازت دیدی۔

ربیع الآخر ۱۱ھ کا چاند ہوا تو اُسامہ روانہ ہوئے، وہ بیس رات میں اہل اُبنیٰ تک پہنچے، ان پر ایک دم سے حملہ کر دیا، اُن کا شعار (علامت و اصطلاح شناخت) "یا منصور امت" تھا، جو اُن کے سامنے آیا اُسے قتل کیا اور جس پر قابو چلا اُسے قید کر لیا، اُن کی کشتیوں میں آگ لگا دی، مکانات اور کھیت اور باغ جلا دیئے جس سے وہ سب دھواں دھار ہو گئے،

اُسامہ نے اُن لوگوں کے میدانوں میں اپنے لشکر کو گشت کرایا اُس روز جو کچھ اُنھیں مال غنیمت ملا اُس کی طیاری میں ٹھیرے رہے، اُسامہ اپنے والد کے گھوڑے سبحہ پر سوار تھے، انھوں نے اپنے والد کے قاتل کو بھی غفلت کی حالت میں قتل کر دیا، اُسامہ نے گھوڑے کے دو حصے لگائے اور گھوڑے کے مالک کا ایک، اپنے لئے اسی کے مثل حصہ لیا،

جب شام ہو گئی تو اُسامہ نے لوگوں کو کوچ کا حکم دیا، اپنی رفتار تیز کر دی، نو رات میں وادی القریٰ میں آ گئے، اُنھوں نے بشیر (مژدہ رساں) کو مدینے بھیجا کہ وہ لوگوں کی سلامتی کی خبر دے،

اس کے بعد اُنھوں نے روانگی کا قصد کیا، چھ رات میں مدینے پہنچ گئے، مسلمانوں میں سے کسی کو کوئی تکلیف نہیں پہنچی، ابوبکرؓ مہاجرین و اہل مدینہ کے ہمراہ اُن لوگوں کو لینے کے لئے ان کی سلامتی پر اظہار مسرت کرتے ہوئے روانہ ہوئے۔

اُسامہ اپنے والد کے گھوڑے سبحہ پر سوار (مدینے میں) اس طرح داخل ہوئے کہ جھنڈا ان کے آگے تھا، جسے بریدہ بن الحصیب اٹھائے ہوئے تھے، یہاں تک کہ وہ مسجد پہنچ گئے، اُس کے اندر گئے اور دو رکعت

نماز پڑھی پھر اپنے گھر واپس گئے۔

اسامہ نے جو کچھ کیا وہ ہرقل کو معلوم ہوا جو حمص میں تھا تو اس نے البلقاء میں رہنے کے لئے ایک لشکر بھیجا، وہ برابر وہیں رہے یہاں تک کہ ابوبکرؓ و عمرؓ کی خلافت میں لشکر شام کی طرف بھیجے گئے۔

تصحیحات

طبقات ابن سعد جزو ثانی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۳	۱۴	راوزن	روزن	۶۰	۹	شعار	اشعار
۴	۲۰	بنی ضعمرہ	بنی ضمرہ	۶۴	۱۵	یاس	پاس
۵	۱۰	کہ	کے	۶۵	۱۸	فبول	قبول
۷	۱۵	سرہونڈایا	سرمنڈایا	۶۷	۲	اتیہ	امیہ
۲۲	۱۰	مہو	ہو	۸۴	۵	زیدین ارقم	زید بن ارقم
۲۷	۲	ہم	تم	۱۰۰	۱۵	چنیئے	چلیے
۲۹	۱۹	ٹھہرا	ٹھیرا	۱۲۳	۳	یازاروں	بازاروں
۳۹	۱	سے	کے	۱۲۶	۱۹	نرکش	ترکش
۴۰	۱	بھڑگ	بھڑک	۱۲۶	۲۲	کمی	کئی
۵۳	۲۳	ختیمہ	خثیمہ	۱۳۵	۱۲	لحدیبیہ	حدیبیہ
۵۷	۱۱	ہیں	نہیں	۱۳۸	۹	ہوا، حیبر	ہوا، خیبر
۵۷	۱۸	ھی	بھی	۱۴۸	۱۸	اپ	آپ
۵۷	۱۹	اپے	اپنے	۱۴۹	۱۶	فتح جبر بہ	فتح جبرئیہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۱۵۱	۱۶	حصے	خیمے	۱۹۷	۳	رسول اللہ	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
۱۵۴	پیشانی صفحہ	ابن سعی	ابن سعد	۲۱۲	۱۵	پاتی	پانی
۱۵۷	۲	اپ	آپ	۲۲۶	۹	حجہ الوداع	حجۃ الوداع
۱۵۸	۲	آگے	آگئے	۲۲۷	۱۴	نیند	نبیذ
"	۱۴	فاطمہ	فاطمہؓ	۲۳۱	۲۵	مہینفے	مہینے
۱۶۷	۲۵	دیا	دی				